تنظیم المدارس (اہلسنت)، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

سوالیہ پرچہ کے ساتھ

برائے طلباء

نورانی گائیڈ

حل شدہ پرچہ جات

درجہ عالیہ

1

مفتی محمد ارشد نورانی دامت برکاتہم عالیہ



الاختبار السنوی للشهادة العالية (بی اے)

"السنة الأولٰى" للطلاب السنة ۱۴۴۲ھ/2021ء

الورقة الاولٰى: التفسير واصوله

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوالات حل کریں۔

سوال نمبر۱: (حٰمٓ عٓسٓقٓ) الله اعلم بمراده به (كذٰلك) ای مثل ذٰلك الايحاء (يوحی اليك و) اوحی (الى الذين من قبلك الله) فاعل الايحاء (العزيز) فی ملكه (الحكيم) فی صنعه

(الف) ترجمہ کریں نیز "بمراده به" میں دونوں ضمیروں کا مرجع بیان کریں؟ (۱۵=۵+۵+۵)

(ب) "يُوْحِيْ اِلَيْكَ" کے بعد "اَوْحٰی" نکالنے کی غرض کیا ہے؟ نیز "فی ملكه وفی صنعه" کی کیا اغراض ہیں؟ (۹)

(ج) منکرین رسالت کے رد پر کوئی سی دو آیات قرآنی بیان کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر۲: (ويعلم) بالرفع مستانف وبالنصب معطوف على تعليل مقدر ای يغرقهم لينتقم منهم ويعلم (اَلَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ) مهرب من العذاب وجملة النفی سدت مسد مفعولی يعلم او النفی معلق عن العمل۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ (۱۰=۵+۵)

(ب) بالرفع وبالنصب کی وضاحت کریں؟ (۱۰=۵+۵)

(ج) "جملة النفی سدت مفعولی يعلم" کی وضاحت کریں؟ (۸)

(د) علماء متقدمین ومتاخرین کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد لکھیں؟ (۵)

سوال نمبر۳: (فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْ بَعْدِ اللّٰهِ) ای بعد اضلاله اياه ای لا يهتدی (اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ) تتعظون فيه ادغام احدى التائين فی الذال۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ (۱۰=۵+۵)

(ب) "فيه ادغام احدى التائين فی الذال" کی وضاحت کریں؟ (۱۳)

(ج) "اسباب صعوبة فهم المراد من الكلام" کوئی سے پانچ اسباب لکھیں؟ (۱۰)

سوال نمبر۴: (قل) لهم (اتعلمون الله بدينكم) مضعف علم بمعنى شعر اى اتشعرونه بما انتم عليه فى قولكم اٰمنا والله يعلم مافى السمٰوٰت ومافى الارض والله بكل شئى عليم .

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ (۱۰=۵+۵)

(ب) مفسر کی بیان کردہ عبارت کی وضاحت کریں؟ (۱۳)

(ج) متقدمین کے نزدیک "نزلت فى كذا" کا معنی بیان کریں؟ (۱۰)

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

پہلا پرچہ: تفسیر واصول تفسیر

سوال نمبر۱: (حم ـ عسق) الله اعلم بمراده به (كذٰلك) اى مثل ذٰلك الايحاء (يوحى اليك و) اوحى (الى الذين من قبلك الله) فاعل الايحاء (العزيز) فى ملكه (الحكيم) فى صنعه .

(الف) ترجمہ کریں، نیز "بمراده به" میں دونوں ضمیروں کا مرجع بیان کریں؟

(ب) "يُوْحِىْ اِلَيْكَ وَ" کے بعد "اَوْحٰى" نکالنے کی غرض کیا ہے؟ نیز "فى ملكه وفى صنعه" کی کیا اغراض ہیں؟

(ج) منکرین رسالت کے رد پر کوئی سی دو آیات قرآنی بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

حٰمٓ، عٓسٓقٓ: اس سے اپنی مراد کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے، اسی طرح یعنی اس وحی بھیجنے کی مثل، اللہ تعالیٰ جو زبردست اپنے ملک میں حکمت والا ہے، اپنی صنعت میں تیری اور تجھ سے اگلوں کی طرف وحی بھیجتا رہا ہے۔

بمراده به میں دونوں ضمیروں کا مرجع:

لفظ "بمراده" کی ضمیر کا مرجع ذات باری تعالیٰ ہے، اور "به" کی ضمیر کا مرجع دونوں حروف مقطعات ہیں اور دونوں کو بمنزل واحد کے قرار دے کر اس کی طرف ضمیر واحد لوٹائی گئی ہے۔

(ب) "يُوْحِىْ اِلَيْكَ وَ" کے بعد "اَوْحٰى" نکالنے کی وجہ:

مفسر نے "يُوْحِىْ اِلَيْكَ و" کے بعد "اَوْحٰى" نکال کر بتا دیا کہ مضارع فعل ماضی کے معنیٰ کے

ساتھ ہے یعنی نزول وحی کا سلسلہ پہلے انبیاء کی طرف بذریعہ فرشتہ جاری رہا ہے اب آپ کی طرف بھی اس کا نزول یقینی ہے اور جاری رہے گا۔

"فی ملکه وفی صنعه" کی اغراض:

اس عبارت میں لفظ "ملکه" سے مراد زمین ہے اور "صنع" سے مراد مخلوق ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال سے زمین کو پیدا کیا اور پھر کمال فضل سے اس میں مخلوق پیدا کی اور اس کے ذریعے اسے آباد و شاد کیا۔

(ج) منکرین رسالت کے ردّ میں دو آیات مبارکہ:

۱۔ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ تم اللہ اور رسول کی اطاعت کرو۔

۲۔ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ج جو رسول محترم کی اطاعت کرتا ہے در حقیقت اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

سوال نمبر۲: (وَیَعْلَمَ) بِالرَّفْعِ مُسْتَاْنِفٌ وَبِالنَّصْبِ مَعْطُوْفٌ عَلٰی تَعْلِیْلٍ مُقَدَّرٍ اَیْ یُغْرِقُهُمْ لِیَنْتَقِمَ مِنْهُمْ وَیَعْلَمَ (اَلَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا مَالَهُمْ مِّنْ مَّحِیْصٍ) مَهْرَبٌ مِّنَ الْعَذَابِ وَجُمْلَةُ النَّفْیِ سَدَّتْ مُسَدَّ مَفْعُوْلَیْ یَعْلَمُ وَالنَّفْیُ مُعَلِّقٌ عَنِ الْعَمَلِ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) بالرفع وبالنصب کی وضاحت کریں؟

(ج) "جملة النفی سدت مفعولی یعلم" کی وضاحت کریں؟

(د) علماء متقدمین ومتاخرین کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد لکھیں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

یہاں پر لفظ "یَعْلَمَ" حالت رفعی میں ہے جملہ مستأنفہ ہے اور تعلیل مقدر کے سبب منصوب ہے یعنی وہ ان کو غرق کرے گا تا کہ وہ اُن سے انتقام لے۔ اور تا کہ وہ لوگ جو ہماری آیات میں جھگڑتے ہیں جان لیں کہ ان کے لیے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں۔ اور جملہ نفی دو مفاعیل کے قائم مقام ہے اور نفی عمل سے متعلق ہے۔

(ب) "بالرفع وبالنصب" کی وضاحت:

مفسر یہاں سے "یعلم" میں دو ترکیبی احتمال بیان کر رہے ہیں: (۱) حالت رفع میں یہ جملہ مستانفہ ہے۔ (۲) منصوب کی صورت میں اس کا علت مقدر پر عطف مقدر ہوگا' اصل عبارت یوں تھی: لیغرقهم

ينتقم منهم ويعلم یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کے حوالے سے جھگڑتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔

(ج) "جملة النفي سدت مفعولي يعلم" کی وضاحت:

اس کا مطلب یہ ہے کہ جملہ کی نفی دو مفاعیل اور نفی عمل سے متعلق ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی آیات میں جھگڑا کرنے والے منکرین کو اس دنیا میں بھی ایسا حادثہ پیش آ سکتا ہے کہ کوئی جائے پناہ کہیں نہ مل سکے جیسے مثلاً سمندری سفر میں۔ آخر میں تو یہ لوگ مزید بے بس اور لاچار ہوں گے۔

(د) علماء و متقدمین اور متأخرین کے ہاں منسوخ آیات کی تعداد:

متقدمین مفسرین کے مطابق منسوخ آیات کی تعداد پانچ سو ہے۔ بلکہ اس سے بھی زائد ہے۔ متأخرین کے ہاں منسوخ آیات کی تعداد بیس ہے، یا اس سے بھی کم ہے۔

سوال نمبر ۲: فمن يهديه من بعد الله) اى بعد اضلاله اياه اى لايهتدى (افلا تذكرون) تتعظون فيه ادغام احدى التائين فى الذال .

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) "فيه ادغام احدى التائين فى الذال" کی وضاحت کریں؟

(ج) "اسباب صعوبة فهم المراد من الكلام" کوئی سے پانچ اسباب لکھیں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

پھر اسے اللہ کے بعد کون ہدایت کر سکتا ہے، یعنی اس کے گمراہ ہو جانے کے بعد وہ کیسے ہدایت پائے گا؟ پس کیا تم نصیحت قبول نہیں کرتے۔ "تتعظون" میں ایک تاء کا ذال میں ادغام ہے۔

(ب) "فيه ادغام احدى التائين فى الذال" کی وضاحت:

یہاں یہ مشہور قانون صرفی استعمال ہوا ہے، جس کی وجہ سے تاء کو ذال کر کے ذال میں ادغام کیا گیا ہے۔ وہ قانون صرفی یہ ہے: ہر دال، ذال، زاء جیکر یک اونہاں تھیں واقع ہوئے مقابلہ فاء کلمہ دے وچہ باب افتعال دے، تاء افتعال دی نوں دال کریندے ہین وجوباً، جیکر دال واقعہ ہوئے ادغام کریندے ہین وجوباً، جیکر ذال واقع ہووے ادغام اتے اظہار ہر دو جائز ہین، ادغام نال اس طور دے جیکر دال نو ذال کرنا اتے ذال نو دال کرنا جائز ہووے۔

(ج) "اسباب صعوبة فهم المراد من الكلام" سے پانچ اسباب:

کلام کو سمجھنے پیش آنے والی دشواریوں کے کل اسباب تیرہ (۱۳) ہیں، جن میں سے پانچ درج ذیل

ہیں:

۱-کلام میں غریب لفظ کا استعمال ہونا۔

۲-حکم کے ناسخ و منسوخ کا علم نہ ہونا۔

۳-سبب نزول سے عدم واقفیت۔

۴-مضاف یا موصوف میں سے کسی ایک کا حذف ہونا۔

۵-جمع اور مفرد کا ایک دوسرے کی جگہ میں استعمال ہونا۔

سوال نمبر۴:(قُلْ) لَهُمْ (اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ) مُضَعَّفُ عَلِمَ بِمَعْنٰى شَعَرَ اَىْ اَتُشْعِرُوْنَهٗ بِمَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ فِيْ قَوْلِكُمْ اٰمَنَّا وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) مفسر کی بیان کردہ عبارت کی وضاحت کریں؟

(ج) متقدمین کے نزدیک "نزلت فی کذا" کا معنی بیان کریں؟

(الف) اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

(اے محبوب!) آپ فرما دیں! کیا تم اللہ تعالیٰ کو اپنے دین قبول کرنے کی خبر دیتے ہو، علم بالتضعیف معنی میں شعر یعنی کیا تم اللہ کو باخبر کرتے ہو اس چیز سے جس زبانی قول "آمنا" پر تم ہو۔ اللہ کو حقیقت حال کی کوئی خبر نہیں ہے۔ تم لوگوں کی خبر سے ہی معلوم ہوگا؟ حالانکہ اللہ کو تو آسمان اور زمین کی سب چیزوں کی پوری خبر ہے اور اللہ تعالیٰ سب چیزوں کو جانتا ہے۔

(ب) مفسر کی عبارت کی وضاحت:

اس عبارت میں تکبر و غرور کی وجہ سے اپنی دینداری کو جتلانے کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ ہم اسلام لائے اور ان کا اسلام لانا چڑھتے سورج کو سلام کرنے کے مترادف تھا۔ وہ اسلام لا کر اپنے جان و مال کی حفاظت اور اموال غنائم سے اپنا حصہ طلب کرنا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں فرمایا: جیسا تم اسلام لا رہے ہو، اللہ تعالیٰ کو اس کا ٹھیک علم ہے، اور جن اغراض کے تحت ایمان لا رہے ہو، وہ بھی معلوم ہیں۔

(ج) متقدمین کے نزدیک "نزلت فی کذا" کا مفہوم:

کلام صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم کے استقرار سے جس قدر ثابت ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ ان کا یہ کہنا

"نزلت فی کذا" (یہ آیت فلاں پارہ میں نازل ہوئی ہے) کسی ایسے قصہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہوتا، جو زمانہ نبوی میں یا اس کے بعد ہوا ہو، ذکر کر کے "نزلت فی کذا" کہہ دیا کرتے ہیں۔ ایسے موقع پر تمام قیود کے ساتھ منطبق ہونا کچھ ضروری نہیں ہے، ہاں اصل حکم میں انطباق چاہیے اور بس، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں کوئی سوال کیا، یا آپ کے زمانہ مبارک میں کوئی حادثہ واقع ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم کسی ایک سے استنباط فرمایا اور اس آیت کو اس موقع پر تلاوت کیا ہو، تو ایسے واقعات کو بھی بیان کرتے ہوئے وہ کہہ دیا کرتے ہیں: "نزلت فی کذا"

☆☆☆

الاختبار السنوی للشهادة العالية (بی اے)

"السنة الأولىٰ" للطلاب السنة ۱۴۴۲ھ/2021ء

الورقة الثانية: الحديث و اصوله

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: سوال نمبر 1 اور 5 لازمی ہے باقی میں سے کوئی سے دوسوال حل کریں۔

حصہ اوّل: حدیث

سوال نمبر 1: قال ثم انطلق فلبثت مليا ثم قال لی يا عمر أتدری من السائل قلت الله ورسوله اعلم قال فانه جبرائيل اتاكم يعلمكم دينكم .

(الف) عبارت بالا پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(ب) حدیث جبرائیل اردو میں مکمل تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: عن عبدالله ابن مسعود رضی الله عنه قال قال رجل يا رسول الله ای الذنب اكبر عند الله قال .

(الف) ترجمہ کریں اور بتائیں سائل کو اللہ کے رسول نے کیا کیا گناہ کبیرہ گنوائے؟ (۵+۱۰=۱۵)

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اجتنبوا السبع الموبقات قالوا يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ماهن قال .

(ب) عبارت بالا پر اعراب لگائیں اور السبع الموبقات میں سے پانچ تحریر کریں؟ (۵+۱۰=۱۵)

سوال نمبر 3: حتىٰ اذالم يبق عالما اتخذ الناس رؤسا جهالا فسئلوا فافتوا بغير علم فضلوا واضلوا .

(الف) ترجمہ کریں اور حدیث مذکور مکمل کریں نیز عبداللہ ابن مسعود ہر روز وعظ کیوں نہیں فرماتے تھے؟ وجہ لکھیں؟ (۱۵)

(ب) علم، طالب علم اور عالم کے حوالے سے کتاب مشکوٰۃ المصابیح سے ایک ایک حدیث عربی یا اردو میں نقل کریں؟ (۵+۵+۵=۱۵)

سوال نمبر 4: اذا اشتكى منا انسان مسحه بيمينه ثم قال اذهب الباس رب الناس واشف انت الشافى لاشفاء الاشفاء ك شفاء لايغادر سقما ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور عیادت مریض کا مسنون طریقہ لکھیں؟ (۲۰)

(ب) "امرنا النبى صلى الله عليه وسلم بسبع ونهانا عن سبع"

سات اوامر اور سات منہیات میں سے کوئی سی پانچ پانچ احاطہ تحریر میں لائیں؟ (۱۰)

حصہ دوم: اصول حدیث

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کوئی سے دو اجزا حل کریں۔

(الف) حدیث مرفوع، موقوف اور مقطوع کی تعریفات لکھیں؟ (۱۰)

(ب) خبر و حدیث میں تعریف کے ذریعے فرق لکھیں؟ (۱۰)

(ج) حدیث صحیح، حسن اور ضعیف کی تعریفات لکھیں؟ (۱۰)

(د) عزیز، مشہور اور متواتر کی تعریفات لکھیں؟ (۱۰)

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

دوسرا پرچہ: حدیث و اصول حدیث

حصہ اوّل: حدیث

سوال نمبر 1: قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ لِي يَا عُمَرُ أَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهُ جِبْرَائِيلُ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ ۔

(الف) عبارت بالا پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) حدیث جبرائیل اردو میں مکمل تحریر کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور اس کا ترجمہ:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

پھر سائل روانہ ہو گیا، میں کچھ دیر ٹھہرا رہا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے عمر! کیا تم سائل کو جانتے ہو؟ میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، آپ نے فرمایا: وہ جبرائیل تھے، جو

تمہارے پاس تمہارا دین سکھانے کے لیے آئے تھے۔

(ب) حدیث جبرائیل مکمل اردو میں:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ایک دن ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، ایک ایسا شخص ہمارے سامنے آیا، جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال خوب سیاہ تھے، اس پر آثار سفر معلوم نہیں ہوتے تھے، ہم میں سے کوئی آدمی اسے جانتا نہیں تھا، حتیٰ کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا، اس نے اپنے گھٹنے آپ کے گھٹنوں سے ملا دیے اور اپنے ہاتھ اپنے زانو پر رکھ لیے، پھر اس نے عرض کیا: اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم)! آپ مجھے اسلام کے بارے میں بتائیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اور تم نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو، بیت اللہ کا حج کرو اگر وہاں پہنچ سکو، اس نے عرض کیا: آپ نے سچ فرمایا ہے۔ ہم کو اس بات پر تعجب ہوا کہ وہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتا ہے، اور خود ہی تصدیق بھی کرتا ہے۔ اس نے پھر عرض کیا: آپ مجھے ایمان کے بارے میں بتائیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: تم اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور آخری دن (قیامت) کو مانو، اس نے عرض کیا: آپ نے درست فرمایا ہے۔ اس نے پھر عرض کیا: آپ مجھے احسان کے بارے میں بتائیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: تم اس طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر ایسا نہ ہو سکے تو تم یہ خیال کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اس نے پھر عرض کیا: قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ نے جواب میں فرمایا: تم جس سے پوچھ رہے ہو، وہ قیامت کے بارے میں سائل سے زیادہ خبردار نہیں ہے۔ اس نے عرض کیا: آپ قیامت کی نشانیاں بتائیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: لونڈی اپنے مالک کو جنم دے گی، ننگے پاؤں، ننگے جسم والے فقیروں، بکریوں کے چرواہوں کو محلات پر فخر کرتے ہوئے دیکھو گے۔

راوی کا بیان ہے: پھر سائل واپس چلا گیا، کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے عمر! جانتے ہو کہ یہ سائل کون ہے؟ میں نے جواب میں عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور رسول بہتر جانتے ہیں، آپ نے جواب میں فرمایا: یہ (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) تھے، جو تمہیں تمہارا دین سکھانے کے لیے آئے تھے۔ (مسلم) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تھوڑے اختلاف سے یہ روایت بیان کی ہے: جب تم ننگے پاؤں ننگے جسم والے، بہروں اور گونگوں کو زمین کا بادشاہ دیکھو، قیامت ان پانچ چیزوں میں سے ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی: قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، پھر وہ بارش کب برساتا ہے۔ (مسلم و بخاری)

سوال نمبر 2: عن عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رجل یا رسول اللہ ای الذنب اکبر عند اللہ قال۔

(الف) ترجمہ کریں اور بتائیں سائل کو اللہ کے رسول نے کیا کیا گناہ کبیرہ گنوائے؟

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ وَسَلَّمَ مَا هُنَّ قَالَ .

(ب) عبارت بالا پر اعراب لگائیں اور السبع الموبقات میں سے پانچ تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث اور گنوائے گئے گناہ کبیرہ:

ترجمہ حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ایک آدمی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا:

بڑے گناہ جو زبان نبوت سے بیان کیے گئے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین کبیرہ گناہ گنوائے جو درج ذیل ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔ (۲) اولاد کو اس ارادہ سے قتل کرنا کہ وہ اس کے ساتھ کھانا کھائے گی۔ (۳) پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا۔

(ب) حدیث پر اعراب اور "اَلسَّبْعَ الْمُوْبِقَاتُ" میں سے پانچ:

نوٹ: حدیث پر اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور پانچ ہلاک کن اشیاء درج ذیل ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا۔ (۲) کسی کو ناحق قتل کرنا۔ (۳) سود کھانا۔ (۴) یتیم کا مال کھانا۔ (۵) جہاد کے دن پیٹھ پھیرنا۔

سوال نمبر3: حتٰی اذالم یبق عالما اتخذ الناس رؤسا جھالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا ۔

(الف) ترجمہ کریں اور حدیث مذکور مکمل کریں نیز عبداللہ ابن مسعود ہر روز وعظ کیوں نہیں فرماتے تھے؟ وجہ لکھیں؟

(ب) علم، طالب علم اور عالم کے حوالے سے کتاب مشکوٰۃ المصابیح سے ایک ایک حدیث عربی یا اردو میں نقل کریں؟

جواب: (الف) حدیث کا مکمل ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ علم کھینچ کر نہیں اٹھائے گا کہ وہ اسے بندوں سے کھینچ لے گا، بلکہ علماء کی وفات کے ذریعے علم کو اٹھائے گا، حتیٰ کہ جب کوئی عالم نہ رہے گا، تو لوگ جاہلوں کو اپنے پیشوا بنالیں گے، وہ بغیر علم کے فتویٰ جاری

کریں گے، وہ خود گمراہ ہوں گے اور (دوسروں کو) گمراہ کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہر روز وعظ نہ کرنے کی وجہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وعظ و تبلیغ کے لیے صرف جمعرات کا دن مقرر کیا ہوا تھا، اس دن کی تخصیص جمعۃ المبارک کا پڑوسی ہونا اور اس سے متصل ہونا ہے۔ آپ روزانہ وعظ اس لیے نہیں کرتے تھے کہ لوگ اکتا جائیں گے اور ذوق میں کمی آئے گی۔ اس بات کو بھی ملحوظ خاطر رکھا جائے کہ خطاب نہایت مختصر، بامقصد اور جامع ہونا چاہیے۔

(ب) علم، طالب علم اور عالم کے حوالے سے ایک ایک حدیث:

۱- علم کی فضیلت: اِنَّ اللّٰہَ لَا یَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعًا یَنْتَزِعُهٗ مِنَ الْعِبَادِ یعنی بے شک اللہ تعالیٰ علم کو کھینچ کر نہیں اٹھائے گا کہ اسے بندوں سے کھینچ لے، بلکہ علم کو علماء کی وفات کے ذریعے اٹھائے گا۔

۲- طالب علم کی فضیلت: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ یعنی اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اسے دین کی سوجھ بوجھ (علم) عطا کرتا ہے۔

۳- عالم کی فضیلت: جب آدمی مر جاتا ہے، تو اس کے اعمال ختم ہو جاتے ہیں، سوا تین اعمال کے: (۱) صدقہ جاریہ، (۲) علم نافع، (۳) وہ لڑکا جو اس کے لیے دعا کرے گا۔

سوال نمبر 4: اِذَا اشْتَکٰی مِنَّا اِنْسَانٌ مَسَحَهٗ بِیَمِیْنِہٖ ثُمَّ قَالَ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُ کَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور عیادت مریض کا مسنون طریقہ لکھیں؟

(ب) "امرنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم بسبع ونهانا عن سبع"

سات اوامر اور سات منہیات میں سے کوئی سی پانچ پانچ احاطہ تحریر میں لائیں؟

جواب: (الف) حدیث پر اعراب، ترجمہ حدیث اور عیادت کرنے کا مسنون طریقہ:

نوٹ: اعراب او پر حدیث پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے:) جب ہم میں سے کوئی آدمی بیمار ہوتا، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اپنا دست اقدس پھیرتے اور یوں فرماتے: اے لوگوں کے پروردگار! تو بیماری دور کر دے، تو اسے شفاء عطا کر، تو شافی ہے، شفاء صرف تیرے پاس ہے، اور تو ایسی شفاء عطا کر جو بیماری نہ چھوڑے۔

عیادت کا مسنون طریقہ:

بیمار سے عیادت کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ خود چل کر مریض کے پاس جانا چاہیے، اسے تسلی و تشفی

دینے کے علاوہ اس پر ہاتھ پھیر کر دفاع مرض کے حوالے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے' پھر زیادہ دیر وہاں بیٹھے بغیر واپس آ جائے۔

(ب) پانچ اوامر اور پانچ منہیات:

پانچ اوامر امور درج ذیل ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا' (۲) جادو کرنا' (۳) کسی کو ناحق قتل کرنا' (۴) سود کھانا' (۵) یتیم کا مال کھانا۔

پانچ منہیات درج ذیل ہیں:

(۱) زنا کرنا' (۲) چوری کرنا' (۳) شراب نوشی کرنا' (۴) ڈاکہ زنی کرنا' (۵) خیانت کرنا۔

حصہ دوم: اصول حدیث

سوال نمبر 5: درج ذیل اجزاء حل کریں۔

(الف) حدیث مرفوع' موقوف اور مقطوع تعریفات لکھیں؟

(ب) خبر و حدیث میں تعریف کے ذریعے فرق لکھیں؟

(ج) حدیث صحیح' حسن اور ضعیف کی تعریفات لکھیں؟

(د) عزیز' مشہور اور متواتر کی تعریفات لکھیں؟

جواب: (الف) حدیث مرفوع' موقوف اور مقطوع کی تعریفات:

۱- حدیث مرفوع: وہ حدیث ہے' جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال' افعال اور تقریرات کا بیان ہو۔

۲- حدیث موقوف: وہ حدیث ہے' جس میں صحابہ کرام کے اقوال' افعال اور تقریرات کا بیان ہو۔

۳- حدیث مقطوع: وہ حدیث ہے' جس میں تابعین کے اقوال' افعال اور تقریرات کا بیان ہو۔

(ب) خبر و حدیث میں تعریف کے اعتبار سے فرق:

۱- خبر: خبر کا لغوی معنیٰ خبر دینا ہے' اور اس کی جمع اخبار آتی ہے۔ اس کی اصطلاحی تعریف میں تین اقوال ہیں:

۱- خبر' حدیث کے مترادف ہے' یعنی دونوں کا اصطلاحی معنیٰ ایک ہی ہے۔

۲- حدیث کا غیر ہے' لہٰذا حدیث وہ ہے' جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول' اور خبر وہ ہے' جو آپ کے غیر سے منقول ہو۔

۳-خبر' حدیث سے عام ہے' یعنی حدیث وہ ہے' جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو' اور خبر وہ ہے جو آپ سے یا آپ کے غیر سے منقول ہو' دونوں پر خبر کا اطلاق ہوتا ہے۔

(ج) حدیث صحیح' حسن اور ضعیف کی تعریفات:

۱-حدیث صحیح: وہ حدیث ہے' جسے عادل ضابط' اپنے مثل راوی سے نقل کرے اور سند کے آخر تک اسی طرح ہو اور اس کی سند متصل ہو' نیز اس میں کوئی شاذ بھی نہ ہو اور علت بھی نہ ہو۔

۲-حدیث حسن: وہ حدیث ہے' جس کے راوی میں ضبط کم ہو (حسن کی تمام تعریف میں سے یہ تعریف سب سے بہتر ہے)

۳-حدیث ضعیف: وہ ہے جس میں حدیث حسن کی صفات جمع نہ ہوں' کیونکہ اس میں شرائط حسن میں سے کوئی شرط مفقود ہوتی ہے۔

(د) عزیز' مشہور اور متواتر کی تعریفات:

۱-حدیث عزیز: جس حدیث کے دو راوی ہوں' پھر سلسلہ سند کے ہر راوی سے کم از کم دو شخص روایت کرتے ہوں۔

۲-حدیث مشہور: وہ ہے جو دو سے زیادہ طرق سے مروی ہو اور یہ زیادتی حد تواتر سے کم ہو۔

۳-حدیث متواتر: جو حدیث ہر دور میں اتنے کثیر طرق سے مروی ہو کہ ان روایات کا توافق علی الکذب عادۃً محال ہو۔

☆☆☆

الاختبار السنوی للشهادة العالیة (بی اے)

"السنة الأولٰی" للطلاب السنة ۱۴۴۲ھ/2021ء

الورقة الثالثة: اصول الفقه

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: صرف تین سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: واما شرطه فان لایکون الاصل مخصوصا بحکمه بنص آخر.

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں اور مذکورہ شرط کی مثال کے ساتھ تشریح کریں؟ (۷+۷=۱۴)

(ب) قیاس کی شرائط مع مثال بالتفصیل لکھیں؟ (۱۰)

(ج) قیاس کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ لکھیں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: ثم المستحسن بالقیاس الخفی یصح تعدیته بخلاف المستحسن بالاثر او الاجماع او الضرورة کالسلم والاستصناع

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ (۱۰=۵+۵)

(ب) مذکورہ قاعدہ کی تشریح امثلہ کے ساتھ کریں؟ (۱۳)

(ج) ثم الاستحسان لیس من باب خصوص العلل لان الوصف لم یجعل علة فی مقابلة النص..

مذکورہ عبارت کا ترجمہ کر کے وضاحت کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 3: العلل نوعان طردیة ومؤثرة وعلی کل واحد من القسمین ضروب من الدفع.

(الف) علت طردیہ اور مؤثرہ میں سے ہر ایک کی تعریف کریں؟ (۱۰=۵+۵)

(ب) علل طردیہ کے دفع کے کل کتنے طریقے ہیں؟ تمام طریقوں کے صرف نام لکھیں۔ (۸)

(ج) ممانعت کی اقسام اربعہ کی وضاحت کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 4: فصل فی الترجیح واذا قامت المعارضة کان السبیل فیه الترجیح.

(الف) ترجیح کی تعریف کریں نیز یہ بتائیں کہ اگر دلائل میں تعارض واقع ہو جائے تو ترجیح کس طرح ہوگی؟

صرف دو طریقوں کی امثلہ سے وضاحت کریں؟ (۱۵=۵+۵+۵)

(ب) اما الاحکام فانواع اربعة...... وحقوق الله تعالٰی ثمانیة انواع .

احکام اربعہ اور حقوق ثمانیہ کے صرف نام لکھیں؟ (۱۲)

(ج) سبب، علت، علامت میں سے ہر ایک کی تعریف لکھیں؟ (٦)

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

تیسرا پرچہ: اصول فقہ

سوال نمبر 1: وَاَمَّا شُرْطُهٗ فَاَنْ لَّا یَکُوْنَ الْاَصْلُ مَخْصُوْصًا بِحُکْمِهٖ بِنَصٍّ آخَرَ .

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں اور مذکورہ شرط کی مثال کے ساتھ تشریح کریں؟

(ب) قیاس کی شرط رابع مع مثال بالتفصیل لکھیں؟

(ج) قیاس کا لغوی و اصطلاحی معنی لکھیں؟

جواب: (الف) اعراب، ترجمہ عبارت اور مذکور شرط کی مثال سے وضاحت:

نوٹ: اوپر عبارت پر اعراب لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

اور بہرحال قیاس کی شرط یہ ہے کہ اصل (مقیس علیہ) اپنے حکم کے ساتھ کسی دوسری نص کے ساتھ سبب سے مخصوص نہ ہو۔

مذکورہ شرط کی مثال سے وضاحت:

صحت قیاس کی کل چار شرائط ہیں، اس عبارت میں مصنف پہلی شرط بیان کر رہے ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ اصل یعنی مقیس علیہ کا جو حکم ہے، وہ کسی نص سے اصل کے ساتھ مخصوص نہ ہو، کیونکہ جب اصل کا حکم اس کے ساتھ مخصوص ہوگا، تو اس حکم کو دوسری جگہ متعدی نہیں کیا جا سکتا، اور پھر اس اصل پر دوسرے کو قیاس بھی نہیں کیا جا سکتا جیسے تنہا حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا قبول ہونا یہ بطور اعزاز کے حدیث سے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے۔ لہٰذا اس پر کسی دوسرے کو خواہ وہ خلفاء راشدین میں سے ہی کیوں نہ ہوں، قیاس نہیں کر سکتے۔

(ب) قیاس کی شرط رابع کی مثال سے وضاحت:

قیاس کی چوتھی شرط یہ ہے کہ اصل کا حکم تعلیل کے بعد اسی صفت پر باقی رہے جس صفت پر تعلیل سے

پہلے تھا' اس لیے کہ فی ذاتہ نص کے حکم کو رائے سے بدلنا باطل ہے' جیسا کہ ہم نے اسے فروع میں باطل کیا ہے' اور ہم نے قلیل کی تخصیص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول: لا تبیعوا الطعام بالطعام الاسواء بسواء کے ذریعے کی ہے' اس لیے کہ حالت تساوی کا استثناء اس کے صدر (مستثنیٰ منہ) کے احوال کے عموم پر دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ پہلے مذکور ہو چکا ہے کہ قیاس کے صحیح ہونے کے لیے ضرورت ہے کہ فرع میں نہ ہو' کیونکہ فرع میں نص ہو گی' تو قیاس سے اس نص میں تغیر ہو جائے گا' مثلاً کفارہ قتل و یمین وظہار کی مثال ہے۔ الغرض قیاس سے اگر اصل کے حکم میں تغیر ہوتا ہے' تو یہ قیاس صحیح نہیں ہو گا۔

(ج) قیاس کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

قیاس کا لغوی معنیٰ ہے: ناپنا' اندازہ لگانا۔ جیسے کہا جاتا ہے: قس النعل بالنعل یعنی ایک جوتے کو دوسرے جوتے کے ساتھ اندازہ کر...... یعنی اس جوتے کو دوسرے جوتے جیسا بنا۔

اصطلاحاً یہ ظاہر ہے کہ فقہاء جب اصل یعنی مقیس علیہ کا حکم فرع یعنی مقیس کے لیے ثابت کرتے ہیں' دونوں کے درمیان مشترک علت کی وجہ سے' تو اس طرح اصل سے فرع کے لیے حکم لینے اور ثابت کرنے کو قیاس کہتے ہیں' کیونکہ انہوں نے حکم اور علت میں فرع کا اصل کے ساتھ اندازہ کیا...... گویا انہوں نے حکم و علت میں فرع کو اصل سے ناپا ہے' تو اس سے قیاس کے لغوی اور اصطلاحی معنیٰ میں مناسبت بھی واضح ہو گئی۔

سوال نمبر2: ثُمَّ الْمُسْتَحْسَنُ بِالْقِيَاسِ الْخَفِيِّ يَصِحُّ تَعْدِيَتُهُ بِخَلَافِ الْمُسْتَحْسَنِ بِالْأَثَرِ أَوِ الْإِجْمَاعِ أَوِ الضَّرُوْرَةِ كَالسَّلَمِ وَالْإِسْتِصْنَاعِ ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) مذکورہ قاعدہ کی تشریح امثلہ کے ساتھ کریں؟

(ج) ثم الاستحسان لیس من باب خصوص العلل لان الوصف لم یجعل علۃ فی مقابلۃ النص ۔

مذکورہ عبارت کا ترجمہ کر کے وضاحت کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر عبارت میں لگا دیے گئے ہیں' ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

پھر جو حکم قیاس خفی کی وجہ سے مستحسن ہے' اس کا تعدیہ درست ہے' اس کے برخلاف وہ حکم ہے' جو نص یا اجماع یا ضرورت کی وجہ سے ہے' مثلاً بیع سلم اور استصناع ہے۔

(ب) مذکورہ قاعدہ کی مثالوں سے وضاحت:

مصنف نے اس عبارت میں دو باتیں بیان کی ہیں:

(i) استحسان کی اقسام اور ان کے احکام۔ (ii) حکم متعدی اور غیر متعدی کا بیان یعنی کون سا حکم اپنے علاوہ کی طرف متعدی ہوتا ہے اور کون سا حکم متعدی نہیں ہوتا۔ پہلی بات کا خلاصہ یہ ہے کہ استحسان ایسی دلیل کا نام ہے جو قیاس جلی سے معارض ہوتی ہے۔ قیاسِ جلی کے معارض چار قسم کی دلیلیں ہوتی ہیں:

۱- قیاس جلی کے معارض کبھی نص ہوتی ہے جس کو مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اثر سے تعبیر کیا ہے جب نص معارض ہو تو اس سے جو حکم ثابت ہوگا اس کو کہیں گے یہ حکم استحسان بالنص سے ثابت ہے۔

۲- کبھی قیاس جلی کے معارض اجماع ہوتا ہے تو اس کو استحسان بالاجماع کہتے ہیں۔

۳- کبھی قیاس جلی کے معارض ضرورت ہوتی ہے اور اس کو استحسان بالضرورۃ کہتے ہیں۔

۴- اور کبھی قیاس جلی کے معارض قیاس خفی ہوتا ہے تو اس کو استحسان بالقیاس کہتے ہیں۔

الحاصل! حکم شرعی کا ثبوت جیسے قیاس جلی سے ہوتا ہے اسی طرح مذکورہ اقسام اربعہ کی ہر قسم سے ثابت ہوتا ہے۔

(ج) ترجمہ عبارت اور اس کی وضاحت:

پھر استحسان تخصیص علل کے قبیل سے نہیں ہے اس لیے کہ وصف علت نہیں قرار دیا گیا ہے نص کے مقابلہ میں۔

عبارت کی وضاحت:

اس عبارت میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ ایک اختلافی مسئلہ بیان کر رہے ہیں۔ آئمہ فقہ کا اس بات میں اختلاف ہے کہ تخصیص علت جائز ہے یا نہیں؟ تخصیص علت ایک اصطلاح ہے اور اسی کو "تخلف الحکم عن العلة" بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ علت موجود ہو کسی مانع کی وجہ سے اس کا حکم موجود نہ ہو۔ بعض فقہاءِ احناف عام معتزلہ امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ اس کے قائل ہیں۔ ان حضرات کا کہنا ہے کہ علل شرعیہ احکام کے لیے علامات ہوتی ہیں جیسے بادل بارش کی علامت ہے تو جیسے یہ ہو سکتا ہے کہ بادل ہو اور بارش نہ ہو ایسے ہی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی جگہ علت موجود ہو مگر کسی مانع کی وجہ سے حکم نہ ہو پایا جائے۔ عام احناف تخصیص علت کے جواز کے قائل نہیں ہیں ان کا کہنا ہے کہ حکم تخلف بغیر مانع کے تو ظاہر البطلان ہے مانع کی وجہ سے بھی حکم کا علت تخلف باطل ہے کیونکہ علل شرعیہ احکام شرع کی دلیلیں اور علامت ہوتی ہے۔ لہٰذا جہاں بھی علت ہوگی وہ حکم ثابت کرے گی اور حکم کی دلیل ہوگی اگر حکم کا علت سے تخلف ہوا تو مناقضہ ہوگا۔ یعنی علت چاہے گی کہ حکم ثابت ہو اور تخلف چاہے گا کہ حکم ثابت نہ ہو حالانکہ ایک ساتھ دونوں باتیں ناممکن ہیں اس کا نام مناقضہ ہے تو معلوم ہوا کہ مانع کی وجہ سے بھی تخلف باطل ہے۔

سوال نمبر3: العلل نوعان طردية ومؤثرة وعلى كل واحد من القسمين ضروب من الدفع ۔

(الف) علت طردیہ اور مؤثرہ میں سے ہر ایک کی تعریف کریں؟

(ب) علل طردیہ کے دفع کے کل کتنے طریقے ہیں؟ تمام طریقوں کے صرف نام لکھیں۔

(ج) ممانعت کی اقسام اربعہ کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) علت طردیہ اور مؤثرہ میں سے ہر ایک کی تعریف:

۱- علت طردیہ: اس علت کو کہتے ہیں کہ حکم اس علت کے وجود اور عدم کے ساتھ دائر ہو...... اور بعض کے نزدیک صرف وجود کے ساتھ دائر ہو یعنی علت ہو تو حکم ہو اور علت نہ ہو تو حکم بھی نہ ہو...... اور بعض کے ہاں علت ہو تو حکم کا وجود ہو اور علت نہ ہو تو وہ حکم کے وجود وعدم کا کوئی فیصلہ نہیں کرتے۔ علت طردیہ میں تاثیر کو نہیں دیکھا جاتا' شوافع اس سے استدلال کرتے ہیں' اور ہمارے نزدیک اس سے استدلال درست نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک علت مؤثرہ سے استدلال درست نہیں ہے۔

۲- علت مؤثرہ: ایسی علت جس کی تاثیر نص یا اجماع سے دوسری جگہ ظاہر ہو چکی ہو' جس کی تفصیل اقسام اربعہ میں مذکور ہو چکی ہے۔ احناف کے نزدیک فقط علت مؤثرہ سے استدلال صحیح ہو سکتا ہے۔

(ب) علل طردیہ کے دفاع کی چار اقسام کے نام:

علل طردیہ کی چار اقسام کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) قول بموجب العلت' (۲) ممانعت' (۳) فساد وضع (۴) مناقضہ

(ج) ممانعت کی اقسام اربعہ کی وضاحت:

ممانعت کی چار اقسام ہیں' جن کی وضاحت درج ذیل ہے:

۱- نفس وصف کو قبول کرنے سے انکار:

ممانعت فی نفس الوصف یہ ہے کہ معلل نے جس وصف کو علت قرار دیا ہے' معترض اس وصف کو علت ماننے سے انکار کر دے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ رمضان کا روزہ اگر جماع سے توڑا ہے' تو کفارہ واجب ہے' اور اگر کھانے پینے سے توڑا ہے تو کفارہ واجب نہیں۔ اس طرح روزے کے کفارے کا سبب انہوں نے جماع قرار دیا ہے۔ اس حوالے سے آئمہ احناف کا مؤقف ہے کہ جماع کو کفارہ کی علت ہم تسلیم نہیں کرتے' بلکہ عمداً افطار (نقض روزہ) کفارہ کی علت ہے۔ عمداً افطار کھانے پینے سے بھی ہوتا ہے' لہٰذا کھانے پینے سے بھی کفارہ واجب ہوگا۔

۲- وصف کا وجود تسلیم کر کے اس کے "صالح للحکم" ہونے کا انکار کرنا:

اس کی صورت یہ ہے کہ معترض معلل کے وصف کو تسلیم کرے مگر یہ تسلیم نہ کرے کہ اس وصف میں حکم کو ثابت کرنے کی صلاحیت ہے، جس طرح امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے باکرہ پر ولایت کو ثابت کرنے کی علت بکارت کو قرار دیا ہے، پھر انہوں نے دلیل یہ پیش کی ہے کہ باکرہ مردوں کے ساتھ زندگی گزارنے کا تجربہ نہ رکھنے کی وجہ سے نکاح کے مصالح سے ناواقف ہے، اس لیے باکرہ پر ولایت ثابت ہوگی، اس بارے میں ہم کہتے ہیں کہ وصف بکارت تو تسلیم کرتی ہے، مگر اس میں حکم کی علت بننے کی صلاحیت نہیں ہے، کیونکہ بکارت کی تاثیر کسی دوسری جگہ ظاہر نہیں ہوئی ہے، بلکہ جو وصف ولایت کی صلاحیت رکھتا ہے، وہ صغرسنی ہے، کیونکہ وصف صغر کا اثر دوسری جگہ یعنی ولایت مال میں ظاہر ہو چکا ہے۔ لہٰذا وصف صغر حکم کی علت ہوگا۔

۳- نفس حکم کا انکار:

وہ یہ ہے کہ معترض وصف کو بھی تسلیم کرے پھر حکم کی صلاحیت کو بھی تسلیم کرے۔ البتہ حکم کا انکار کر دے اور یوں کہے کہ یہ حکم نہیں ہے جو آپ نے ثابت کیا، بلکہ دوسرا ہے۔ جس طرح امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: وضو میں چہرہ اور ہاتھوں کا دھونا تین بار مسنون ہے، اس لیے چہرہ کا دھونا رکن ہے، اور یہ رکنیت کی علت سر کے مسح میں بھی پائی جاتی ہے۔ لہٰذا سر کے مسح میں بھی تثلیث مسنون ہے، تو یہاں علت رکنیت اور حکم تثلیث ہے۔ احناف کہتے ہیں کہ ہم حکم یعنی تثلیث کے مسنون ہونے کو تسلیم نہیں کرتے، بلکہ ہم تو فرض ادا ہونے کے بعد محل فرض میں کچھ زیادتی کر کے فرض کو کامل و مکمل بنانا مسنون ہے، چونکہ وضو کے وقت پورا چہرہ دھونا فرض ہے، تو اس میں اکمال کی سنت حاصل کر کے تثلیث کا حکم جاری ہوگا، بالمقابل سر کے مسح میں تمام سر کا مسح فرض نہیں ہے، اس لیے اس میں اکمال پورے سر کے مسح سے ہو جائے گا، لہٰذا مسح ایک بار ہوگا۔

۴- وصف کی طرف حکم کی نسبت کا انکار کرنا:

وہ یہ ہے کہ معترض حکم کے اس وصف کی طرف منسوب ہونے کو تسلیم نہ کرے، بلکہ وہ یوں کہے کہ حکم اس وصف کی طرف منسوب نہیں، بلکہ دوسرے وصف کی طرف منسوب ہے، لہٰذا ماقبل مسئلہ کے حوالے سے ہم کہتے ہیں کہ آپ نے حکم یعنی تثلیث کو وصف رکنیت کی طرف منسوب کیا ہے، جس طرح نماز میں قیام، رکوع، قراءت، سجدہ سب امور رکن ہیں۔ ان میں بھی تثلیث ہونی چاہیے جبکہ کوئی بھی اس کا قائل نہیں ہے۔ اسی طرح مضمضہ اور استنشاق میں بھی رکن ہونے کی تثلیث کی صورت مسنون ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ تثلیث کے مسنون ہونے کی علت رکنیت نہیں ہے۔

سوال نمبر 4: فصل في الترجيح واذا قامت المعارضة كان السبيل فيه الترجيح .

(الف) ترجیح کی تعریف کریں نیز یہ بتائیں کہ اگر دلائل میں تعارض واقع ہو جائے تو ترجیح کس طرح

ہوگی؟

صرف دو طریقوں کی امثلہ سے وضاحت کریں؟

(ب) اما الاحکام فانواع اربعة...... وحقوق الله تعالٰی ثمانية انواع ۔

احکام اربعہ اور حقوق ثمانیہ کے صرف نام لکھیں؟

(ج) سبب' علت' علامت میں سے ہر ایک کی تعریف لکھیں؟

جواب: (الف) ترجیح کی تعریف اور دلائل میں تعارض ہونے سے ترجیح کی صورت:

ترجیح کی تعریف: دو برابر دلیلوں میں سے ایک کو دوسرے پر کسی خاص وصف کی وجہ سے فضیلت دینا۔

دلائل میں تعارض آنے کی صورت میں ترجیح کی کیفیت:

جب ادلہ میں تعارض کی صورت پیدا ہو جائے' تو ترجیح کی ضرورت پیش آتی ہے تاکہ معارضہ ختم ہو سکے' اگر مستدل وجہ ترجیح پیش کر دے' تو معترض کا معارضہ ختم ہو جاتا ہے' اور مستدل کا دعویٰ بھی ثابت ہو جاتا ہے' اگر مستدل وجہ ترجیح نہ بیان کر سکے' تو منقطع الدلیل اور عاجز آ جاتا ہے' معترض کو یہ حق حاصل ہوگا کہ دوسری ترجیح بیان کر کے اس کا معارضہ کرے۔

دو طریقوں کی مثال سے وضاحت:

۱- قوت اثر کی وجہ سے ترجیح دینا' اس لیے کہ اثر ایک وصف ہے حجت میں' پس جب اثر قوی ہوگا' تو قیاس اولیٰ ہوگا' وصف حجت میں زیادتی کی وجہ سے جیسے استحسان کی مثال ہے قیاس کے معارضہ میں۔

۲- وصف کی قوت کی وجہ سے ترجیح حاصل ہو' اس حکم پر جس پر اس کو سبب بنایا گیا ہے جیسے ہمارا قول سر کے مسح میں کہ یہ مسح ہے' اس لیے کہ یہ زیادہ اثبت ہے تخفیف کی دلالت میں شوافع کے اس قول سے کہ مسح رکن ہے تکرار کی دلالت میں' کیونکہ ارکان صلوٰۃ' ان کی تمامیت اکمال سے ہوتی ہے نہ کہ تکرار سے۔

(ب) احکام اربعہ اور حقوق ثمانیہ کے نام:

۱- احکام اربعہ: ان کے نام درج ذیل ہیں:

(i) خالص حقوق اللہ' (ii) خالص حقوق العباد' (iii) جس میں دونوں حقوق جمع ہوں مگر اللہ تعالیٰ کا حق غالب ہو' (iv) جس میں دونوں حقوق جمع ہوں' مگر بندوں کا حق غالب ہو۔

۲- حقوق ثمانیہ کے نام:

اللہ تعالیٰ کے حقوق ثمانیہ کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) عبادات خالصہ' (۲) عقوبات خالصہ' (۳) عقوبات قاصرہ' (۴) عبادات اور عقوبات دونوں کا

مجموعہ'(۵) ایسی عبادات جو مؤنث کے مفہوم میں ہوں'(۶) ایسی مؤنث جس میں عبادت کے معنیٰ موجود ہوں'(۷) ایسی مؤنث جس میں عقوبت کے معنیٰ موجود ہوں'(۸) ایسا حق جو بذات خود قائم ہو۔

(ج) سبب' علت اور علامت کی تعریفات:

۱-سبب کی تعریف: وہ ہے جو حکم تک پہنچنے کا ذریعہ ہو' بغیر اس کے کہ حکم کا وجوب یا وجود منسوب ہو' اور اس میں علیت کے معنیٰ مفہوم نہ ہوں' مگر سبب اور حکم کے درمیان ایک ایسی علت ہو' جو سبب کی طرف مضاف نہ ہو' اور اس کی مثال چور کی راہنمائی کرنا ہے کسی کے مال کی جانب تاکہ وہ اس کی چوری کرے۔

۲-علت: وہ ہے کہ جس کی طرف حکم کا وجوب مضاف ہو بلا واسطہ اور اس کی مثال جیسا کہ بیع ملک کے لیے' نکاح حلت کے لیے اور قتل قصاص کے لیے۔ اس میں کمال تین امور سے پیدا ہوتا ہے' یعنی وہ اسماً' معنیً اور حکماً علت ہو۔

۳-علامت: وہ ہے کہ جو حکم کے وجود کی پہچان کرادے بغیر اس کے کہ اس سے حکم کا وجوب یا وجود متعلق ہو۔

☆☆☆

الاختبار السنوی للشهادة العالية (بی اے)

"السنة الأولیٰ" للطلاب السنة ۱۴۴۲ھ/2021ء

الورقة الرابعة: الفقه

الوقت المحدد: ثلاث ساعات   مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1:-وینعقد نکاح الحرة العاقلة البالغة برضائها وان لم یعقد علیها ولی بکرا کانت او ثیبا۔

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کر کے مسئلے کو خوب واضح کریں؟ (۱۶=۸+۸)

(ب) بغیر اذن ولی بالغہ عورت کے نکاح کے بارے میں اختلاف ائمہ مع دلائل بیان کریں؟ (۱۸)

سوال نمبر 2:-ویصح النکاح وان لم یسم فیه مهرا وكذا اذا تزوجها بشرط ان لامهرلها واقل المهر عشرة دراهم.

(الف) مذکورہ عبارت پر حرکات وسکنات لگائیں اور سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟ (۱۶=۸+۸)

(ب) مذکورہ عبارت کی ہدایہ کی روشنی میں تشریح کریں اور مقدار مہر میں اختلاف تحریر کریں؟ (۱۷=۸+۹)

سوال نمبر 3:-قلیل الرضاع وکثیره سواء اذا حصل فی مدة الرضاع یتعلق به التحریم ثم مدة الرضاع ثلثون شهرا عند ابی حنیفة۔

(الف) ترجمہ کریں اور مسئلہ مذکورہ میں اختلاف ائمہ مع دلائل بیان کریں؟ (۱۸=۱۰+۸)

الا ام اخته من الرضاعة فانه یجوز ان یتزوجها ولا یجوزان یتزوج ام اخته من النسب۔

(ب) ترجمہ کریں اور مسئلہ مذکورہ کی توضیح کریں؟ (۱۵=۷+۸)

سوال نمبر 4:-الطلاق علی ثلثة اوجه حسن واحسن وبدعی۔

(الف) طلاق حسن، احسن اور بدعی کی تفصیل ہدایہ کی روشنی میں بیان کریں؟ (۱۵)

(ب) رجعی، بائن اور مغلظ طلاقوں کی جامع تعریفات واحکام لکھیں؟ (۱۵)

(ج) ہدایہ کے مصنف کا نام لکھیں؟ (۳)

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

چوتھا پرچہ: فقہ

سوال نمبر 1:- وينعقد نكاح الحرة العاقلة البالغة برضائها وان لم يعقد عليها ولي بكرا كانت او ثيبا ۔

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کر کے مسئلے کو خوب واضح کریں؟

(ب) بغیر اذن ولی بالغہ عورت کے نکاح کے بارے میں اختلاف ائمہ مع دلائل بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

(اور ظاہر الروایہ میں شیخین کے ہاں) عاقلہ، بالغہ اور آزاد عورت کا نکاح اس کی رضامندی سے منعقد ہو جائے گا، اگرچہ ولی نے اس کا عقد نہ کیا ہو، خواہ وہ باکرہ ہو یا ثیبہ ہو۔

عبارت میں مذکور مسئلہ کی وضاحت:

اس عبارت میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ ظاہر الروایہ میں حضرات شیخین (امام اعظم ابوحنیفہ اور امام ابویوسف) کے ہاں جو عورت عاقلہ، بالغہ اور آزاد خواہ وہ باکرہ ہو یا ثیبہ ہو، اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرتی ہے، تو اس کا نکاح منعقد ہو جائے گا، کیونکہ ایسی خاتون اپنے حقوق اختیاری میں تصرف کرنے والی ہوگی۔ لہٰذا اس کے جواز میں کوئی خلل نہیں ہے۔

(ب) ولی کی اجازت کے بغیر خاتون کے نکاح منعقد ہونے یا نہ ہونے میں مذاہب آئمہ:

سوال یہ ہے کہ کوئی خاتون اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرتی ہے، تو کیا اس کا نکاح منعقد ہوگا یا نہیں؟

اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱- حضرات شیخین رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اس مسئلہ میں خاتون کا نکاح منعقد ہو جائے گا۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ جب عورت آزاد، عاقل اور بالغ ہے، وہ نکاح کی صورت میں اپنے حق میں تصرف کرتی ہے، تو اسے اس کا حق حاصل ہے اور اسی حق کے تصرف میں وہ نکاح کرتی ہے، تو بلاشبہ اس کا نکاح ہو جائے گا۔ جس طرح وہ عورت تصرف فی المال اور اختیار ازواج کا حق رکھتی ہے۔

۲- امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ایسا نکاح منعقد تو ہو جائے گا، مگر وہ ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا، اگر ولی اجازت فراہم کرے گا تو منعقد ہو جائے گا ورنہ نہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ جب خاتون کو

تصرف کا حق حاصل ہے' تو وہ اسی تصرف کو استعمال میں لاتے ہوئے نکاح کر لیتی ہے' تو اس کا نکاح منعقد ہو جائے گا' مگر اس کے ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا۔

۳- امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ خواتین کی عبارت اور ان کے الفاظ سے نکاح منعقد نہیں ہوتا' ان کی دلیل یہ ہے کہ نکاح سے صرف نکاح مراد نہیں ہوتا بلکہ نکاح کے مقاصد مراد ہوتے ہیں مثلاً نان ونفقہ اور سکونت وغیرہ' خواتین چونکہ ناقص العقل اور ناقص الدین ہونے کے علاوہ بظاہر حریص اور جلد باز بھی ہوتی ہیں' اس لیے اگر ان کے الفاظ سے اور ان کی مرضی سے نکاح کو درست مان لیں' تو مقاصد نکاح میں خلل واقع ہوگا۔ لہٰذا خواتین از خود ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کر سکتیں۔

سوال نمبر 2:- وَيَصِحُّ النِّكَاحُ وَاِنْ لَّمْ يُسَمِّ فِيهِ مَهْرًا وَكَذَا اِذَا تَزَوَّجَهَا بِشَرْطِ اَنْ لَّا مَهْرَ لَهَا وَاَقَلُّ الْمَهْرِ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ ۔

(الف) مذکورہ عبارت پر حرکات وسکنات لگائیں اور سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) مذکورہ عبارت کی ہدایہ کی روشنی میں تشریح کریں اور مقدار مہر میں اختلاف تحریر کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ:

نوٹ: اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

اور نکاح صحیح ہے ہر چند کہ اس میں مہر مذکور نہ ہو' اس لیے کہ از روئے لغت عقد انضمام وازدواج کا نام ہے' لہٰذا زوجین سے وہ تام ہو جائے گا' صحت نکاح کے لیے مہر کے ذکر کی ضرورت نہیں ہے' اور کم از کم مہر دس درہم ہے۔

(ب) ہدایہ کی روشنی میں عبارت کی وضاحت اور مقدار مہر میں مذاہب آئمہ:

(i) عبارت کی وضاحت: نکاح خوانی کے دوران اگر مہر کا تذکرہ نہ بھی کیا گیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا' اس لیے مہر کا تذکرہ ارکان نکاح میں شامل نہیں ہے' مہر کی ادائیگی اس لیے واجب قرار دی گئی ہے کہ آدمی کی نفس عزت کو پیش رکھا گیا ہے' اگر عدم مہر کی شرط پر نکاح کیا' تب بھی نکاح منعقد ہو جائے گا' اور اس کی وجہ بھی عزت انسان ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف اس کے برعکس ہے' یعنی مہر کے تذکرہ کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا۔

کم از مقدار مہر میں مذاہب آئمہ:

اس بات میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ زیادہ سے زیادہ مقدار مہر کا کوئی تعین نہیں ہے' ہر آدمی اپنی ہمت واستطاعت کے مطابق مہر دے سکتا ہے' مگر کم از کم مقدار مہر میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ کم از کم مہر کی مقدار دس درہم ہے، آپ کی دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، جس میں صراحت ہے کہ کم از کم مہر دس درہم ہے۔اس حوالے سے عقلی دلیل یہ ہے کہ وجوب مہر کا مقصد محل یعنی بضعہ کی شرافت وکرامت کا اظہار ہے، اور بضعہ شریعت کا حق ہے، کیونکہ مہر کی تعیین بھی شریعت کی طرف سے ہے۔نیز قطع کے سلسلہ میں نصاب سرقہ متعین کیا گیا ہے، وہ دس درہم ہیں۔لہٰذا بضعہ کا تحفظ ووقار کے لیے بھی دس درہم مقرر ہیں۔

۲-امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ کم از کم مہر تین درہم یا ربع دینار ہے۔

۳-امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ جس طرح اکثر مہر کی حد مقرر نہیں ہے اسی طرح اقل کی بھی حد مقرر نہیں ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ مہر عورت کے ملک بضعہ کا مقابل ہے، اور یہ خالص اسی کا حق ہے، لہٰذا اس کی تقدیر وتعیین کا حق بھی اسے حاصل ہے۔لہٰذا اس کے غیر کو تعیین وتقدیر کا حق حاصل نہیں ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف قوی ہے، کیونکہ ان کا موقف اور دلائل قوی ہیں۔

سوال نمبر3: قليل الرضاع وكثيره سواء اذا حصل فى مدة الرضاع يتعلق به التحريم ثم مدة الرضاع ثلثون شهرا عند ابى حنيفة ۔

(الف) ترجمہ کریں اور مسئلہ مذکورہ میں اختلاف ائمہ مع دلائل بیان کریں؟

الا ام اخته من الرضاعة فانه يجوز ان يتزوجها ولا يجوزان يتزوج ام اخته من النسب ۔

(ب) ترجمہ کریں اور مسئلہ مذکورہ کی توضیح کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

(امام قدوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) رضاعت میں قلیل وکثیر دونوں برابر ہیں جب مدت رضاعت میں یہ چیز پائی جائے، تو اس سے حرمت متعلق ہوگی، پھر امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مدت رضاعت تیس مہینے ہے۔

مدت رضاعت محرمہ میں مذاہب آئمہ:

مدت رضاعت محرمہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ مدت رضاعت محرمہ تیس (اڑھائی سال) مہینے ہے، اس دوران جو بچہ کسی عورت کا دودھ پیے گا حرمت ثابت ہوگی، خواہ اس نے دودھ ایک بار پیا یا متعدد بار، اس نے دودھ ایک قطرہ پیا یا پیٹ بھر کر۔آپ کی دلیل یہ ارشاد ربانی ہے: وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ (یعنی تمہاری مائیں وہ ہیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا) نیز ایک حدیث میں ہے: "يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب" کا حکم بھی مطلق اور بغیر کسی تفصیل کے ہے۔

۲-امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ قلیل وکثیر دودھ میں فرق کیا جائے گا' رضاعت حرم کے لیے پانچ بار پیٹ بھر دودھ پینا ضروری ہے' اگر کسی بچے نے پانچ بار سے کم مرتبہ دودھ نوش کیا' تو نہ حرمت ثابت ہوگی اور نہ رضاعت ثابت ہوگی۔ انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا تحرم المصة الخ یعنی ایک یا دو بار دودھ پینے سے کسی بچے کی نہ رضاعت ثابت ہوگی اور نہ حرمت ثابت ہوگی۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے دلائل قوی اور مؤقف مضبوط ہے۔

(ب) ترجمہ عبارت اور مسئلہ مذکور کی وضاحت:

ترجمہ عبارت: مگر اس کی رضاعی بہن کی ماں' چنانچہ انسان کے لیے اس سے (اپنی رضاعی بہن کی ماں سے) نکاح کرنا درست ہے' لیکن اپنی نسبی بہن کی ماں سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ مذکورہ کی وضاحت:

کوئی شخص اپنی رضاعی بہن کی ماں سے نکاح کرنا تو درست ہے' مگر اپنی نسبی بہن کی ماں سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ خاتون یا تو اس کی ماں ہوگی' یا اس کے باپ کی موطوءہ ہوگی' برخلاف رضاعت کے مسئلہ میں۔ یعنی پہلی دونوں صورتوں میں ماں حرام ہوگی جبکہ تیسری صورت کا حکم اس کے برخلاف ہوگا۔

سوال نمبر 4:-الطلاق علی ثلثة اوجه حسن واحسن وبدعی۔

(الف) طلاق حسن' احسن اور بدعی کی تفصیل ہدایہ کی روشنی میں بیان کریں؟

(ب) رجعی' بائن اور مغلظ طلاقوں کی جامع تعریفات واحکام لکھیں؟

(ج) ہدایہ کے مصنف کا نام لکھیں؟

جواب: (الف) طلاق ثلاثہ کی تعریفات:

۱-طلاق احسن: یہ وہ ہے کہ شوہر بیوی کا حیض بند ہونے کے بعد آنے والے طہر میں جماع کرنے سے پہلے اسے ایک طلاق رجعی دے۔ (صحابہ کرام میں طلاق دینے کا یہی طریقہ جاری تھا)

۲-طلاق حسن: شوہر اپنی زوجہ کو تین متفرق طہر میں تین طلاق دے۔

۳-طلاق بدعی: ایک کلمہ سے تین طلاق دینا یا ایک ہی طہر میں تین طلاق دینے کا نام طلاق بدعی (احناف کے نزدیک یہ حرام ہے)

(ب) طلاق کی اقسام ثلاثہ کی تعریفات:

۱-طلاق رجعی: اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک طلاق رجعی یا دو طلاق رجعی دیتا ہے' اور پھر وہ عدت کے

دوران اس سے رجوع کرنا چاہتا ہے، تو اسے رجوع کرنے اور اپنی مطلقہ بیوی کو اپنی زوجیت میں واپس لینے کا پورا پورا حق حاصل ہے، خواہ وہ بیوی رجعت کے لیے تیار ہو یا نہ ہو اور خواہ وہ رجعت پر راضی ہو یا نہ ہو، بہرصورت شوہر کو رجعت کا حق اور اختیار ہے۔ چونکہ قرآن کریم نے عورتوں کی رضا یا عدم رضا سے کوئی بحث نہیں کی، اس لیے یہ حکم مطلق ہوگا، اور شوہروں کو علی الاطلاق رجعت کا اختیار ہوگا۔

۲-طلاق بائن: اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق بائن یا دو طلاق بائن دے دیں تو اسے اختیار ہے چاہے تو وہ عدت پوری کے دوران ان سے نکاح کرے اور چاہے تو عدت کے بعد کرے، کیونکہ ابھی بیوی کو صرف دو ہی طلاقیں دی گئی ہیں اور وہ مغلظہ بائنہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ بیوی تیسری طلاق سے مغلظہ ہوگی، لہٰذا جب تک تیسری طلاق نہیں دی جائے گی، اس وقت تک حلیت باقی رہے گی اور شوہر کے لیے اس سے نکاح کرنا درست اور جائز ہوگا۔

۳-طلاق مغلظہ: اگر کوئی شخص اپنی آزاد عورت کو تین طلاقیں دے یا اپنی منکوحہ باندی کو دو طلاقیں دے، تو جب تک یہ عورت دوسرے آدمی سے نکاح نہ کر لے اور نکاح کے بعد دخول کر کے وہ اسے چھوڑ نہ دے، تو اس وقت تک پہلے شوہر کے لیے یہ حلال نہیں ہو سکتی، کیونکہ قرآن کریم نے صاف لفظوں میں یہ اعلان کیا ہے: "فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره" اس ارشادِ ربانی سے وجہ استدلال بایں معنیٰ ہے کہ اکثر مفسرین کے یہاں: "فان طلقها" سے طلاق ثالث مراد ہے، اور آیت مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر دو طلاق کے بعد شوہر نے اپنی بیوی کو تیسری طلاق بھی دے دی، تو وہ بیوی اس کے لیے حرام ہو جائے گی اور جب تک وہ دوسرے آدمی سے نکاح نہیں کر لیتی اور وہ اسے طلاق نہیں دے دیتا، اس وقت تک وہ عورت پہلے شوہر کے لیے حلال نہیں ہوگی۔

(ب) ہدایہ کے مصنف کا نام:

فقہ حنفی کی متداول و معتبر کتاب "الھدایۃ" کے مصنف کا پورا نام ہے: "شیخ الاسلام برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر فرغانی مرغینانی رحمہ اللہ تعالیٰ"

☆☆☆

الاختبار السنوی للشهادة العالية (بی اے)

"السنة الأولٰی" للطلاب السنة ۱۴۴۲ھ/2021ء

الورقة الخامسة: الادب العربی و البلاغة

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　　　مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: قسم اول کے دونوں سوال جبکہ قسم ثانی سے کوئی دو سوال حل کریں۔

قسم اوّل: عربی ادب

سوال نمبر ۱:- درج ذیل میں سے پانچ اجزا کا ترجمہ کریں؟ (۴۰=۸×۵)

(الف) ثم بالتوسل بمحمد سید البشر والشفیع المشفع فی المحشر الذی ختمت به النبیین واعلیت درجته فی علیین ۔

(ب) فطفقت اجوب طوقاتها مثل الهائم واجول فی حوماتها جولان الحائم اورد فی مسارح لمحاتی ومسایح غدواتی وروحاتی ۔

(ج) فکنت به اجلوهمومی واجتلی زمانی طلق الوجه ملتمع الضیا اری قربه قربی ومغناه غنية ورؤيته ريا ومحياه لی حيا ۔

(د) يتحلی برواء ورواية ومداراة ودراية وبلاغة رائعة وبديهة مطاوعة وآداب بارعة وقدم لاعلام العلوم فارعة ۔

(ھ) تامر بالعرف وتنتهك حماه وتحمی عن النكر ولا تتحاماه وتزحزح عن الظلم ثم تغشاه وتخشی الناس والله احق ان تخشاه ۔

(و) نفسی الفداء لثغرراق مبسمه وزانه شنب ناهيك من شنب يفترعن لؤلؤ رطب وعن برد وعن اقاح وعن طلع وعن حبب ۔

(ز) ان خلاصته الجوهر تظهر بالسبك ويد الحق تصدع رداء الشك وقد قيل فيما غبر من الزمان عند الامتحان يكرم الرجل اويهان ۔

سوال نمبر 2:- درج ذیل میں سے پانچ الفاظ کے معانی ومادہ اشتقاق تحریر کریں؟ (۱۰=۲×۵)

(۱) حصحص (۲) مصغة (۳) المفزع (۴) ملتمع (۵) يتحلی (۶) مبسم (۷) تصدع

قسم ثانی: بلاغت

سوال نمبر 3:-الفن الاول علم المعانی قدمه علی علم البیان لکونه منه بمنزلة المفرد من المرکب لان رعایة المطابقة لمقتضی الحال .

(الف) اعراب لگائیں، ترجمہ کریں اور تفصیلی وضاحت تحریر کریں؟ (۱۵=۷+۴+۴)

(ب) علم معانی کی تعریف فوائد قیود کے ساتھ بیان کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 4:-صدق الخبر مطابقته للواقع و کذبه عدمها وقیل مطابقته لاعتقاد المخبر ولو خطأ .

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح مختصر المعانی کی روشنی میں تحریر کریں؟ (۱۵=۱۰+۵)

(ب) فائدہ خبر، لازم فائدہ خبر، ابتدائی، طلبی، انکاری میں سے ہر ایک کی تعریف تحریر کریں؟ (۱۰=۵×۲)

سوال نمبر 5:-(الف) حذف مسندالیہ کی پانچ وجوہ مع امثلہ تحریر کریں؟ (۱۵=۵×۳)

(ب) فصاحت فی المفرد کی تعریف لکھیں، تنافر حروف، غرابت اور مخالفت قیاس کی مثالیں لکھیں؟ (۱۰=۶+۴)



درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

پانچواں پرچہ: الادب العربی و البلاغة

قسم اوّل: عربی ادب

سوال نمبر 1:-درج ذیل اجزا کا ترجمہ کریں؟

(الف) ثم بالتوسل بمحمد سید البشر والشفیع المشفع فی المحشر الذی ختمت به النبیین واعلیت درجته فی علیین .

(ب) فطفقت اجوب طوقاتها مثل الهائم واجول فی حوماتها جولان الحائم اورد فی مسارح لمحاتی ومسایح غدواتی وروحاتی .

(ج) فکنت به اجلو همومی واجتلی زمانی طلق الوجه ملتمع الضیا اری قربه قربی ومغناه غنیة ورؤیته ریا ومحیاه لی حیا .

(د)يتحلى برواء ورواية ومداراة ودراية وبلاغة رائعة وبديهة مطاوعة وآداب بارعة وقدم لاعلام العلوم فارعة .

(ھ)تامر بالعرف وتنتهك حماه وتحمى عن النكر ولا تتحاماه وتزحزح عن الظلم ثم تغشاه وتخشى الناس والله احق ان تخشاه .

(و)نفسي الفداء لثغرراق مبسمه وزانه شنب ناهيك من شنب يفترعن لؤلؤ رطب وعن برد وعن اقاح وعن طلع وعن حبب .

(ز)ان خلاصته الجوهر تظهر بالسبك ويد الحق تصدع رداء الشك وقد قيل فيما غبر من الزمان عند الامتحان يكرم الرجل اويهان .

جواب: ترجمہ اجزاء:

(الف) پھر انسانوں کے سردار، قیامت کے دن کے شافع و مشفع حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے میں توسل کرتا ہوں، کیونکہ آپ ہی وہ ہستی ہیں، جن پر نبوت کا سلسلہ اختتام پذیر ہوا اور آپ کو جنت میں اعلیٰ منصب پر فائز کیا جائے گا۔

(ب) چنانچہ میں نے چکر لگانے شروع کر دیے اس کے راستوں میں حیران آدمی کی طرح اور گھومتا رہا اس کے اطراف میں پیاسے کی طرح، میں تلاش کرتا رہا تھا اپنی نگاہوں کی چراگاہوں اور اپنی صبح و شام کی سیاحت کی جگہوں میں۔

(ج) کیا تیری قوم تیرے ساتھ مہربانی سے پیش آئے گی تو اس ہدایت کے راستہ کو کیوں نہیں اختیار کرتا، اور اپنے ظلم کی تیزی کو کس لیے ہلکا نہیں کرتا اور تو اپنے نفس سے کیوں نہیں لڑتا، کیونکہ وہ تیرا بڑا دشمن ہے۔

(د) باوجود وہ آراستہ تھا حسین منظر اور روایت کے ساتھ، خاطر و تواضع اور دانائی کے ساتھ، خوشنما بلاغت کے ساتھ، موافقت اور فرمانبرداری کرنے والے برجستہ گفتگو کے ساتھ، بلند ترین آداب کے ساتھ اور علوم کے پہاڑوں پر چڑھنے والے قدم کے ساتھ۔

(ھ) تو دوسروں کو نیکی کا حکم دیتا ہے، مگر بھائی بندوں کے ساتھ تجھے ہنسی مذاق کرنا زیادہ پسند ہے، اور ان کے معزز جگہ کو بے آبرو کرتا ہے، تو دوسروں کو برائی سے روکتا ہے مگر خود اس سے نہیں رکتا، دوسروں کو ظلم نہ کرنے کی نصیحت کرتا ہے، تو خود اس کا ارتکاب کرتا ہے، تو لوگوں سے ڈرتا ہے جبکہ ذات باری تعالیٰ سے ڈرنا تیرے لیے زیادہ بہتر تھا۔

(و) میرا نفس فدا ہوا ایسے دانت پر جس کا منہ اچھا ہے، اور مزین کیا ہے اسے ایسی چمک نے کہ وہ آپ کے لیے چمک سے کافی ہے۔ وہ تر موتی سے، اولے سے، گل بابونہ سے، کلی سے اور (پانی کے) بلبلہ سے

ہنستا ہے۔

(ز) بے شک سونے کی عمدگی پگھلانے سے ضرور ظاہر ہوتی ہے' حق بات شک کی چادر کو یقیناً پھاڑ ڈالتی ہے۔ ایک پرانا مقولہ ہے کہ آزمائش کے وقت انسان سرخ ہو جاتا ہے' یا ذلیل وخوار ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر2:- درج ذیل الفاظ کے معانی و مادہ اشتقاق تحریر کریں؟

(۱)حصحص (۲)مصغة (۳)المفزع (۴)ملتمع (۵)یتحلی (۶)مبسم (۷) تصدع

جواب: الفاظ کے معانی اور مادہ اشتقاق:

(۱) مادہ: حصحص' واضح ہونا۔ (۲) مادہ: ضغة' گوشت کا ٹکڑا۔ (۳) مادہ: فزح' پریشانی کے وقت پکارنا۔ (۴) مادہ: لمع' روشن کرنا۔ (۵) مادہ: حلی' آراستہ کرنا۔ (۶) مادہ: بسم' مسکرانا۔ (۷) مادہ: صدع' پھاڑنا۔

قسم ثانی: بلاغت

سوال نمبر3:- اَلْفَنُّ الْاَوَّلُ عِلْمُ الْمَعَانِیْ قَدَّمَهٗ عَلٰی عِلْمِ الْبَیَانِ لِکَوْنِهٖ مِنْهُ بِمَنْزِلَةِ الْمُفْرَدِ مِنَ الْمُرَکَّبِ لِاَنَّ رِعَایَةَ الْمُطَابَقَةِ لِمُقْتَضَی الْحَالِ۔

(الف) اعراب لگائیں' ترجمہ کریں اور تفصیلی وضاحت تحریر کریں؟

(ب) علم معانی کی تعریف فوائد قیود کے ساتھ بیان کریں؟

جواب: (الف) اعراب' ترجمہ عبارت اور توضیح عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

فن اوّل علم معانی کے بیان میں ہے' علم معانی کو علم بیان پر مقدم کیا ہے' اس لیے کہ علم معانی' علم بیان کے مقابلہ میں مرکب کے مقابلہ میں مفرد کے مرتبہ میں ہے' اس لیے کہ مطابقت مقتضی الحال کی رعایت میں ہے۔

توضیح عبارت:

یہ عبارت دراصل ایک سوال مقدر کا جواب ہے' وہ سوال اور جواب حسب ذیل ہے:

سوال: علم معانی کو علم بیان پر مقدم کیوں کیا گیا ہے؟

جواب: علم معانی کو علم بیان پر مقدم اس لیے کیا گیا ہے کہ علم بیان دو امور کا نام ہے: کلام کا مقتضائے حال کے مطابق ہونا اور دوسرا مفہوم واحد کو متعدد طریقوں سے ادا کرنے کا جبکہ علم معانی صرف ایک چیز کا

نام ہے کہ کلام مقتضائے حال کے مطابق ہونا۔ اس طرح علم معانی ان دو چیزوں میں سے اوّل کا نام ہے، تو یہ مفرد ہوا اور علم بیان مرکب ہوا، مفرد! مرکب پر طبعاً مقدم ہوتا ہے، تو مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے وضعاً بھی مقدم کر دیا تا کہ وضع طبع کے مطابق ہو جائے۔

(ب) علم معانی کی تعریف اور قیود کے فوائد:

علم معانی کی تعریف: وہ علم ہے کہ جس کے ساتھ الفاظ عربیہ کے ایسے احوال پہچانے جائیں جن کے ذریعہ لفظ مقتضائے حال کے مطابق ہو۔

فوائد قیود: (i) "هو علم" جنس ہے، جسے مابه الاشتراك بھی کہا جاتا ہے۔

(ii) "يعرف احوال اللفظ" یہ فصل اوّل ہے، اور اس سے تین امور سے احتراز کیا گیا ہے:

(الف) علم حکمت سے، کیونکہ علم حکمت میں موجودات کے احوال سے بحث کی جاتی ہے، الفاظ کے احوال سے بحث نہیں کی جاتی۔

(ب) علم منطق سے احتراز کیا ہے، کیونکہ علم منطق میں معانی کے احوال سے بحث کی جاتی ہے۔

(ج) علم فقہ سے احتراز کیا ہے، کیونکہ علم فقہ میں احوال مکلفین سے بحث کی جاتی ہے۔

(iii) عبارت "التي بها يطابق اللفظ" دوسری فصل ہے، اس قید سے احوال وصفات سے احتراز کیا گیا ہے، جو احوال اس وصف پر نہیں ہوتے بلکہ وہ صرف کلمہ کی ذات کے لیے ہوتے ہیں جیسے اعلال، ادغام، رفع، نصب اور جر وغیرہ۔ اسی طرح وہ احوال جو کلمہ کو حسن وخوبصورت بنانے کے لیے ہوتے ہیں مثلاً تجنیس اور ترصیع وغیرہ۔

سوال نمبر 4:- صدق الخبر مطابقته للواقع و كذبه عدمها وقيل مطابقته لاعتقاد المخبر ولو خطأ .

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح مختصر المعانی کی روشنی میں تحریر کریں؟

(ب) فائدہ خبر، لازم فائدہ خبر، ابتدائی، طلبی، انکار میں سے ہر ایک کی تعریف تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت اور اس کی توضیح:

ترجمہ عبارت: خبر کا صادق ہونا اس کے حکم کا واقع کے مطابق ہونا ہے، اور خبر کا ذب ہونا اس کے حکم کا واقع کے مطابق نہ ہونا ہے۔ کہا گیا ہے کہ خبر کا صادق ہونا خبر کے حکم کا مخبر کے اعتقاد کے مطابق ہونا، اگرچہ یہ اعتقاد غلط ہو اور واقع کے مطابق نہ ہو۔

عبارت کی مختصر المعانی کی روشنی میں وضاحت:

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس عبارت میں صدق خبر اور کذب خبر کی تعریف میں جمہور اور نظام معتزلی

کے درمیان مشہور اختلاف بیان کیا ہے۔ جمہور کے نزدیک خبر صادق وہ خبر ہے جو واقع کے مطابق ہو اور خبر کاذب وہ خبر ہے جو واقع کے مطابق نہ ہو۔

نظام معتزلی کے نزدیک خبر صادق وہ خبر ہے جو خبر دینے والے کے اعتقاد کے مطابق ہو، خبر کاذب وہ خبر ہے جو خبر دینے والے کے اعتقاد کے مطابق نہ ہو۔ چنانچہ نظام معتزلی کے نزدیک اگر کوئی آدمی کہے "السماء تحتنا" (آسمان ہمارے نیچے ہے) اور اس کا اعتقاد بھی یہی ہو کہ آسمان نیچے ہے، تو یہ شخص اس خبر کے دینے میں سچا ہوگا، اگر کوئی شخص کہے: "السماء فوقنا" اور اس کا اعتقاد ہو کہ آسمان ہمارے اوپر نہیں ہے، تو یہ شخص اس خبر کے دینے میں جھوٹا ہوگا۔

(ب) اصطلاحات بلاغت کی تعریفات:

۱- کلام فائدہ خبر: مخبر کا مقصود اگر حکم کا فائدہ پہنچانا ہو، تو اس کو افادۃ الحکم اور فائدہ خبر کہا جاتا ہے۔

۲- کلام لازم فائدہ خبر: اگر مخبر کا مقصود عالم بالحکم کو بتلانا ہو، تو اس کو لازم فائدہ خبر کہتے ہیں۔

۳- کلام ابتدائی: ہر اس شخص کے سامنے پیش کیا جائے گا، جو حکم سے اور حکم میں تردد سے خالی الذہن ہو اور اس کلام کو ابتدائی اس وجہ سے کہتے ہیں کیونکہ یہ کلام انکار اور تردد سے پہلے ہوتی ہے۔

۴- کلام طلبی: ہر اس شخص کے سامنے پیش کیا جائے گا، جس کو حکم میں تردد ہو اور وہ حکم کا طالب ہو، اس کا نام طلبی اس لیے رکھا جاتا ہے کہ چونکہ یہ کلام طلب کے بعد ہوتی ہے۔

۵- کلام انکاری: ہر اس شخص کے سامنے پیش کیا جائے گا، جو حکم کا منکر ہو اور اس کلام کو انکاری اس وجہ سے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ کلام انکار کے بعد لایا جاتا ہے۔

سوال نمبر 5:- (الف) حذف مسندالیہ کی پانچ وجوہ مع امثلہ تحریر کریں؟

(ب) فصاحت فی المفرد کی تعریف لکھیں، تنافر حروف، غرابت اور مخالفت قیاس کی مثالیں لکھیں؟

جواب: (الف) حذف مسندالیہ کی پانچ وجوہ مع امثلہ:

وہ اسباب جن کی وجہ سے مسندالیہ یا مسند یا ان دونوں کے متعلقات کو حذف کر دیتے ہیں۔

(۱) غیر مخاطب سے حکم کو چھپانا: کبھی مخاطب کے غیر سے حکم کو چھپانے کے لیے حذف کیا جاتا ہے تاکہ صرف مخاطب تک حکم رہے باقیوں سے بات پوشیدہ رہے، اور یہ حذف اس وقت درست ہوگا جب کہ محذوف پر مخاطب کے لیے کوئی قرینہ موجود ہو جیسے "اقبل" "وہ آ گیا" مراد اس سے علی ہے۔

(۲) بوقت ضرورت انکار کرنا: کبھی اس وجہ سے حذف کر دیا جاتا ہے تاکہ ضرورت کے وقت انکار کیا جا سکے جیسے کسی خاص شخص کا ذکر کرنے کے بعد تم کہو "لئیم" (کمینہ) خسیس (نالائق کنجوس)

(یہاں دوبارہ اس شخص کا نام ذکر نہیں کیا جاتا تاکہ بوقت ضرورت انکار ہو سکے)

(۳) محذوف کے معین ہونے پر تنبیہ کرنا: کبھی اس لیے حذف کیا جاتا ہے کہ مخاطب پر یہ تنبیہ ہو جائے کہ محذوف اس قدر معین ہے اور اس کو ہر شخص جانتا ہے کہ اس کے ذکر کی ضرورت ہی نہیں خواہ یہ تعین حقیقی ہو خواہ ادعائی ہو۔

تعین حقیقی کی مثال جیسے "خالق كل شيء" ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے"

(اصل میں "اَللّٰہُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ" ہے لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ اللہ ہی ہر شئے کو پیدا کرنے والا ہے اس لیے اسم جلالت "اللہ" کو حذف کیا ہے)

تعین ادعائی کی مثال جیسے "وهاب الالوف" ہزاروں کا دینے والا"

(اصل میں "السلطان وهاب الالوف" تھا تو دعویٰ کے مطابق "السلطان" کو حذف کر دیا)

(۴) سامع کی دانش مندی کی آزمائش کرنا: کبھی سامع کی دانش مندی اور ہوشیاری کا امتحان لینے یا اس کی دانش مندی کی سطح و مقدار جاننے کے لیے حذف کیا جاتا ہے۔ امتحان لینے کی مثال جیسے "نـــوره مستفاد من نور الشمس" کہ اس کا نور سورج کے نور سے حاصل شدہ ہے"

(یہاں "نـور القمر" کے بجائے "نوره" کہا تاکہ معلوم ہو کہ سامع کو اس کا علم ہے یا نہیں) سطح و مقدار جاننے کی مثال جیسے "وَاسِطَةُ عِقْدِ الْكَوَاكِبِ" ستاروں کے ہار کے درمیان کا بڑا ستارہ ہے یا "ستاروں کے ہار کا امام ہے" یعنی بہترین جوہر ہے"

(یہاں سے بھی "القمر" کو حذف کیا گیا ہے)

(۵) مقام کی تنگی: کبھی وقت کی تنگی کی وجہ سے حذف کیا جاتا ہے چاہے یہ درد کے اظہار کی وجہ سے ہو چاہے موقع و محل کے ہاتھ سے چلے جانے کے خطرہ سے ہو۔ درد و تکلیف کی مثال: جیسے شاعر کے اس شعر میں

قَالَ لِیْ كَیْفَ اَنْتَ قُلْتُ عَلِیْلٌ　　سَهَرٌ دَائِمٌ وَ حُزْنٌ طَوِیْلٌ

"اس نے مجھے کہا تم کیسے ہو؟ میں نے کہا بیمار ہوں لمبی بیداری ہے اور طویل غم ہے"

(یہاں "انا عليل" تھا تو "انا" حذف کر دیا)

موقع و محل کے فوت ہونے کی مثال جیسے شکاری کا قول "غزال" "ہرن"

(یہاں "ذالك غزال" تھا تو "ذالك" کو حذف کر دیا)

(ب) فصاحت فی المفرد کی تعریف اور دیگر اصطلاحات کی مثالیں:

فصاحت فی المفرد کی تعریف: مفرد کا تنافر حروف، غرابت اور مخالفت قیاس سے خالی ہونا۔

تینوں کی مثالیں:

۱-تنافر حروف کی مثالیں: اَلظَّشُّ، خَشِنٌ، اَلْهِعْخَع اور اَلنُّقَاخُ ۔

۲-غرابت کی مثالیں: تکَأْكَأَ بمعنیٰ اِجْتَمَعَ، اِفْرِنْقَعَ بمعنیٰ اِنْصَرَفَ ۔

۳-مخالفت قیاس کی مثالیں: جیسے متنبّی کے قول میں "بوق" کی جمع بوقات استعمال کرنا جبکہ قیاس کے مطابق اس کی جمع "اَبْوَاقٌ" ہے۔

اسی طرح متنبّی کے شعر میں لفظ "مَوْدَدَةٌ" خلاف قاعدہ ہے جبکہ قیاس کے مطابق "مُوَدَّةٌ" ہوگا۔

☆☆☆

الاختبار السنوی للشهادة العالیة (بی اے)

"السنة الأولىٰ" للطلاب السنة ۱۴۴۲ھ/2021ء

الورقة السادسة: العقائد و المنطق

الوقت المحدد: ثلاث ساعات   مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو دو سوال حل کریں۔

قسم اوّل...... عقائد

سوال نمبر 1:- زیارة قبورهم قربة مستحبة و كذا الرحلة إليها قال العلماء رحمهم الله كانت زيار ة القبور منهيا عنها فى صدر الإسلام ثم نسخ ذٰلك بقوله وفعله صلى الله عليه وسلم ۔

(الف) مذکورہ عبارت کی تشکیل اور ترجمہ کریں؟ ۱۰

(ب) انبیاء اور صالحین نیز عامۃ المسلمین کی قبور کی زیارت کا حکم تحریر کریں؟ ۱۰

(ج) قبر کو برکت کے لیے ہاتھ لگانے اور چومنے کا حکم لکھیں؟ ۵

سوال نمبر 2:- (الف) توسل کے عنوان پر مدلل اور مفصل مضمون لکھیں نیز بتائیں توسل اور استغاثہ میں کیا فرق ہے؟ ۱۵

(ب) غیر اللہ سے استغاثہ کا جواز دلائل سے واضح کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 3:- درج ذیل میں سے کوئی سے پانچ عنوانات پر مختصر نوٹ لکھیں؟ ۲۵=۵×۵

کرامت ولی، زیارت قبور کا سنت طریقہ، محبت اہل بیت، اذان علی القبر، اثبات عذاب القبر، تلقین میت

قسم ثانی...... منطق

سوال نمبر 4:- الرسالة مرتبة على مقدمة وثلث مقالات و خاتمة ۔

(الف) رسالہ کے ان امور پر مرتب ہونے کی وجہ حصر لکھیں نیز رسالہ سے کون سا رسالہ مراد ہے؟ مصنف کا نام بھی لکھیں؟ ۱۵

(ب) فن کی تعریف، موضوع، غرض وغایت اور اہمیت تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 5:- وهو حصول صورة الشئى فى العقل إشارة إلى تعريف مطلق التصور دون تصور فقط .

(الف) مذکورہ عبارت کی تشکیل وترجمہ اور تشریح سپرد قلم کریں؟ ۱۰

(ب) هو ضمیر کا مرجع بتائیں نیز تصور فقط کی تعریف کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 6:- درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات لکھیں؟ ۲۵

فکر، دور، تسلسل، ترتیب، لابشرط شئی

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

چھٹا پرچہ: عقائد و منطق

قسم اوّل ...... عقائد

سوال نمبر 1:- زِيَارَةُ قُبُوْرِهِمْ قُرْبَةٌ مُسْتَحَبَّةٌ وَكَذَا الرِّحْلَةُ إِلَيْهَا قَالَ الْعُلَمَاءُ رَحِمَهُمُ اللهُ كَانَتْ زِيَارَةُ الْقُبُوْرِ مَنْهِيًّا عَنْهَا فِيْ صَدْرِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ نُسِخَ ذٰلِكَ بِقَوْلِهٖ وَفِعْلِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

(الف) مذکورہ عبارت کی تشکیل اور ترجمہ کریں؟

(ب) انبیاء اور صالحین نیز عامۃ المسلمین کی قبور کی زیارت کا حکم تحریر کریں؟

(ج) قبر کو برکت کے لیے ہاتھ لگانے اور چومنے کا حکم لکھیں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

ان کی قبور کی زیارت اور ان کی طرف سفر کر کے جانا مستحب ہے، علماء کرام فرماتے ہیں: ابتداء اسلام میں قبروں کی زیارت ممنوع تھی، پھر یہ ممانعت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اور عمل سے منسوخ ہو گئی۔

(ب) انبیاء، صالحین اور عامۃ الناس کی قبور کی زیارت کا شرعی حکم:

بلاشبہ انبیاء کرام، صالحین اور عام لوگوں کی زیارت قبور کے لیے جانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، بلکہ یہ

مسنون ہے۔ صحیح مسلم میں مذکور ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم نے تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا' اب تم ان کی زیارت کیا کرو۔

امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت میں اتنا اضافہ ہے: زیارت قبور دلوں کو نرم' آنکھوں کو اشکبار کرتی ہے' اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رات کے آخری حصہ میں جنۃ البقیع (قبرستان مدینہ طیبہ) کی طرف تشریف لے جاتے اور فرماتے: اے مومن قوم کے گھر والو! تم پر سلام ہو' کل تمہارے پاس وہ (اجر وثواب) آ جائے گا' جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا اور ہم تمہارے پاس پہنچنے والے ہیں' اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ اے اللہ! بقیع الغرقد (جنۃ البقیع) والوں کی مغفرت فرما۔ (مسلم)

(ج) حصول برکت کے لیے قبور کو چھونے اور چومنے کا شرعی حکم:

زیارت قبور کی طرح حصول برکت کے لیے قبور کو چھونے اور چومنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کی ممانعت نہیں فرمائی گئی اور نہ ہی ممانعت کے حوالے سے کوئی دلیل موجود ہے۔ روایت میں مذکور ہے کہ جب حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے' تو وہ رونے لگے اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے رخسار ملنے لگے۔

روایات میں مذکور ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنا دایاں دست اقدس مزار پر انوار پر رکھا کرتے تھے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے: جب ان سے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دینے کے بارے میں پوچھا گیا' تو انہوں نے جواب میں فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال نمبر 2:- (الف) توسل کے عنوان پر مدلل اور مفصل مضمون لکھیں نیز بتائیں توسل اور استغاثہ میں کیا فرق ہے؟

(ب) غیر اللہ سے استغاثہ کا جواز دلائل سے واضح کریں؟

جواب: (الف) ''توسل'' پر مفصل مضمون' نیز ''توسل'' اور ''استغاثہ'' میں فرق:

''توسل'' پر مفصل مضمون:

1: امام ترمذی' امام نسائی' امام بیہقی اور امام طبرانی رحمہم اللہ تعالیٰ سند صحیح سے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک نابینا صحابی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور

عرض کیا: یارسول اللہ! دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری بینائی پر پڑے ہوئے پردے کو دور فرما دے؟ آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو، ہم دعا کریں اور اگر چاہو تو صبر کرو اور صبر تمہارے لیے بہتر ہے، انہوں نے عرض کیا کہ آپ دعا فرمائیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ اچھی طرح وضو کرو اور یہ دعا مانگو: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّيْ اَتَوَجَّهُ بِكَ إِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى لِيْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ۔

''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبی محمد مصطفیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں، یارسول اللہ! میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت کے سلسلے میں متوجہ ہوں تاکہ برائی جائے، اے اللہ! اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت میرے بارے میں قبول فرما۔''

وہ صحابی چلے گئے پھر وہ اس حال میں واپس آئے کہ ان کی بینائی بحال ہو چکی تھی۔

امام بیہقی کی روایت میں ہے: فقام وقد ابصر وہ صحابی اٹھ کھڑے ہوئے تو ان کی بینائی بحال ہو چکی تھی۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل بھی ہے، اور آپ کو ندا بھی ہے، اپنی حاجتوں کے پورا کرنے کے لیے صحابہ کرام، تابعین اور سلف وخلف نے اس دعا کو اپنا معمول بنایا ہے۔

2: امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب قحط واقع ہوتا، تو حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگتے اور عرض کرتے: اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرتے تھے اور تو بارش عطا فرماتا تھا، اب ہم اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں، ہمیں بارش عطا فرما! حضرت انس فرماتے ہیں کہ لوگوں کو بارش سے سیراب کر دیا جاتا۔

توسل اور استغاثہ میں فرق:

توسل کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبوب ہستیوں کے ذکر سے برکت حاصل کی جائے، کیونکہ یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بندوں پر رحم فرماتا ہے، ان سے توسل کا مطلب یہ ہے کہ حاجتوں کے بر آنے اور مطالب کے حاصل ہونے کے لیے انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ اور واسطہ بنایا جائے، کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری نسبت زیادہ قرب حاصل ہے، اللہ تعالیٰ ان کی دعا پوری فرماتا ہے، اور ان کی شفاعت قبول فرماتا ہے۔ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: میرے بندے نے فرائض سے بڑھ کر کسی محبوب شے کے ذریعے میرا قرب حاصل نہیں کیا، میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل

کرتے کرتے اس مقام کو پہنچ جاتا ہے میں اسے محبوب بنالیتا ہوں' اور جب اسے محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کی قوت سمع بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے' اور اس کی قوت بصر بن جاتا ہوں۔ جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے' اس کا ہاتھ ہوتا ہوں جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے' اور اس کا رجل (قوت) ہوتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں اور اگر میری پناہ مانگے تو اسے ضرور پناہ دیتا ہوں۔

استغاثہ کا مطلب ہے بندے کا کسی مصیبت اور مشکل میں واقع ہونے کے وقت کسی ایسی ہستی سے امداد اور دستگیری طلب کرنا' جو اس کی حاجت پوری کرے اور مشکل آسان کرے۔

(ب) غیر اللہ سے استغاثہ کا جواز مع دلائل:

ہاں! اللہ تعالیٰ مخلوق سے سبب اور واسطہ ہونے کی حیثیت سے امداد طلب کرنا جائز ہے' کیونکہ امداد حقیقتاً تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے' لیکن اس کا مطلب نہیں ہے کہ اس نے امداد کے اسباب اور واسطے بھی پیدا نہیں فرمائے' اس کی دلیل حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی امداد فرماتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی امداد میں مصروف رہے' اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا۔ دوسری حدیث میں راستے کے حقوق بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''مصیبت زدہ کی امداد کرو اور گم کردہ راہ کی رہنمائی کرو۔'' اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت کیا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امداد کرنے کی نسبت بندے کی طرف فرمائی اور ایک دوسرے کی امداد کرنے کی تلقین فرمائی۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ ''کتاب الزکوٰۃ'' میں روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سورج قریب ہو جائے گا' یہاں تک کہ پسینہ آدھے کان تک پہنچ جائے گا' لوگ اس حالت میں حضرت آدم علیہ السلام' پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر سید العالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کریں گے۔ (الحدیث) تمام اہل محشر انبیاء کرام علیہم السلام سے مدد طلب کرنے کے جواز پر متفق ہوں گے یہ اتفاق اس بنا پر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ انہیں الہام فرمائے گا' یہ حدیث انبیاء کرام علیہم السلام سے دنیا اور آخرت میں توسل اور استعانت کے مستحب ہونے کی قوی دلیل ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی راستے سے بھٹک جائے' یا امداد کا طلب گار ہو اور وہ ایسی زمین میں ہو جہاں کوئی غمگسار نہ ہو' تو کہے: يَا عِبَادَ اللهِ اَغِيثُونِي اور ایک روایت میں ہے اَعِينُونِي اے اللہ کے بندو! میری امداد کرو' کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں جنہیں تم نہیں دیکھتے۔

اس حدیث میں صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندوں سے مدد طلب کرنا اور انہیں ندا کرنا جائز ہے

جو غائب ہوں۔

سوال نمبر 3:- درج ذیل عنوانات پر مختصر نوٹ لکھیں؟

کرامت ولی، زیارت قبور کا سنت طریقہ، محبت اہل بیت، اذان علی القبر، اثبات عذاب القبر، تلقین میت

جواب: (ا) کرامت ولی:

اولیاء کرام کی کرامت حق ہے، پس ولی کے لیے کرامت عادت ظاہر ہوتی ہے، مثلاً تھوڑے وقت میں طویل فاصلے کا طے کرنا، بوقت حاجت کھانے، پانی اور لباس کا ظاہر ہونا، پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا، پتھروں اور بے زبان جانوروں کا گفتگو کرنا وغیرہ ذٰلک اور یہ اس رسول کا معجزہ ہے، جس کے ایک امتی کے ہاتھ پر کرامت ظاہر ہوئی ہے، کیونکہ کرامت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ولی ہے، اور ولی ہرگز نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنی دینداری میں سچا نہ ہو اور اس کی دینداری یہ ہے کہ وہ دل اور زبان سے اپنے رسول کی رسالت کا اقرار کرے۔

(۲) زیارت قبور کا سنت طریقہ:

اس کی دلیل وہ حدیث ہے جو امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صحیح میں روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب ان کی زیارت کیا کرو۔

امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت میں اس پر اضافہ ہے کہ زیارت قبور، دلوں کو نرم اور آنکھوں کو اشکبار کرتی ہے، اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے آخری حصے میں جنت البقیع شریف (مدینہ منورہ کے قبرستان) کی طرف تشریف لے جاتے اور فرماتے: اے مومن قوم کے گھر والو! تم پر سلام ہو، کل تمہارے پاس وہ (اجر وثواب) آجائے گا جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا اور ہم ان شاء اللہ تعالیٰ تمہارے پاس پہنچنے والے ہیں۔ اے اللہ! بقیع الغرقد (جنت البقیع شریف) والوں کی مغفرت فرما، اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو زیارت قبور کی دعا سکھائی، جب انہوں نے عرض کیا کہ میں اہل قبور کو کیا کہوں؟ تو آپ نے فرمایا: یوں کہو: تم پر سلام ہو گھروں والے مومنو مسلمانو! اللہ تعالیٰ ہمارے پہلوں اور پچھلوں پر رحم فرمائے، اور ہم ان شاء اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔

س: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر

لعنت فرمائے۔اس کا کیا مطلب ہے؟

ج: علماء فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس صورت پر محمول ہے جب عورتیں میت کی خوبیاں گنوانے، رونے اور نوحہ کرنے کے لیے قبروں کی زیارت کریں، جیسے کہ ان کی عادت ہے، ایسی زیارت حرام ہے، اور اگر ان مقاصد کے لیے نہ ہو تو حرج نہیں۔

(۳) محبت اہل بیت:

یہ امر آپ کے ذہن میں رہے کہ عوام وخواص میں مشہور ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اور اولاد کی محبت تمام مسلمانوں پر فرض ہے، آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ میں ان کی محبت اور مودت کی ترغیب اور اس کا حکم دیا گیا ہے، اکابر صحابہ کرام، تابعین اور ائمہ سلف صالحین اسی پر عمل پیرا رہے ہیں۔

اہل بیت کرام کی محبت کے واجب ہونے پر دلالت کرنے والی وہ آیت جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا:

اے حبیب! آپ فرما دیجئے کہ اس (تبلیغ دین) پر میں تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا سوائے قرابت کی محبت کے۔امام احمد، طبرانی اور حاکم روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کے قریبی رشتہ دار کون ہیں؟ جن کی محبت ہم پر واجب ہے، فرمایا: علی مرتضیٰ، فاطمہ اور ان کے دو بیٹے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حضرت سعید بن جبیر، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں فرماتے ہیں: مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ داروں کی محبت۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اور جو شخص نیکی کرے ہم اس کے لیے اس نیکی میں حسن کا اضافہ کریں گے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: حسنہ سے مراد آل محمد کی محبت ہے۔

امام ابن ماجہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہے کہ جب ان کے پاس ہمارے اہل بیت کا کوئی فرد بیٹھتا ہے تو وہ اپنی گفتگو ختم کر دیتے ہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، کسی شخص کے دل میں اسی وقت ایمان داخل ہو سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کے لیے اور ہماری رشتہ داری کی بنا پر ان سے محبت رکھے۔

(۴) اذان علی القبر:

جائز ہے، کیونکہ اذان ذکر ہے، اور ذکر عبادت ہے، اللہ تعالیٰ اس مقام پر رحمت و برکت نازل فرماتا ہے جہاں اس کا ذکر کیا جاتا ہے، قبر والا رحمت و برکت کا زیادہ مستحق ہے۔

اس پر دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤذن کی مغفرت فرماتا ہے، جہاں

تک مؤذن کی آواز پہنچتی ہے (یعنی جتنی دور تک اس کی آواز جائے گی اتنی ہی مغفرت وسیع ہو گی) اور اس کی آواز سننے والی ہر تر اور خشک چیز اس کی مغفرت کی دعا مانگتی ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل: ۲/۱۳۶)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اذان سبب مغفرت ہے، اور قبر والا مغفرت کا محتاج ہے، علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نماز کے علاوہ بھی اذان سنت ہے، جیسے نومولود بچے، غم رسیدہ، مرگی کے مریض، سخت غصے میں مبتلا شخص، بداخلاق انسان یا چار پائے کے مکان میں اذان دینا، اسی طرح لشکر کے ہجوم، آگ لگنے کے موقع پر اور میت کو قبر میں اتارتے وقت، دنیا میں پہلی مرتبہ آمد پر قیاس کرتے ہوئے (یعنی جب بچہ اس دنیا میں آتا ہے اس کے کان میں اذان دی جاتی ہے، اسی طرح جب وہ اس دنیا سے رخصت ہو کر قبر میں پہنچا تو اذان دی جائے۔ (درالمختار، باب الاذان: ۱/۲۵۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث بھی دلیل ہے جسے امام احمد، طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ دفن کیے گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تسبیح پڑھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی دیر تک آپ کے ساتھ تسبیح پڑھی (یعنی سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے رہے) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی تو صحابہ کرام بھی تکبیر کہتے رہے (یعنی اللہ اکبر کہتے رہے) پھر صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے پہلے تسبیح پھر تکبیر کیوں پڑھی؟ آپ نے فرمایا: اس مرد صالح پر اس کی قبر تنگ ہو گئی تھی (ہم نے تسبیح اور تکبیر پڑھی) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی قبر کو وسیع فرما دیا۔

(مسند احمد بن حنبل: ۳/۳۶۰/۳۷۷)

علامہ طیبی ''شرح مشکوٰۃ'' میں اس حدیث کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم تکبیر کہتے رہے، اور تم تکبیر کہتے رہے، ہم تسبیح کرتے رہے، اور تم تسبیح کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی قبر کشادہ فرما دی۔ (شرح الطیبی: ۱/۲۹۱)

(مطلب یہ کہ اذان بھی تکبیر اور شہادت پر مشتمل ہے، صاحب قبر اس کی برکتوں سے مستفیض ہو گا)

حضرت سعید بن میتب رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک جنازے میں حاضر ہوئے، آپ نے جب جنازے کو لحد میں رکھا تو کہا: بسم اللہ وفی سبیل اللہ (اللہ کے نام سے اور اللہ کی راہ میں) جب لحد برابر کی تو دعا فرمائی: اے اللہ! اس کو شیطان اور عذاب قبر سے محفوظ فرما پھر فرمایا: میں نے یہ دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی۔ (سنن ابن ماجہ: ص/۱۱۲)

کیونکہ سترہ تسبیح پڑھتا ہے جب ایسا ہے تو اذان بطریق اولیٰ میت کو نفع دے گی جو تکبیر و تہلیل اور دو شہادتوں پر مشتمل ہے نیز اذان شیطان سے پناہ دینے والی ہے، اور اس کی پیٹھ پھیرنے والی ہے جیسے حدیث شریف میں وارد ہوا ہے، کہ جب مؤذن اذان دیتا ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا (یعنی ہوا خارج کرتا ہوا) پشت پھیر جاتا ہے۔ (صحیح مسلم: ۱/۱۶۷)

نیز حدیث شریف میں ہے: جب کسی بستی میں اذان دی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس دن بستی کو اپنے عذاب سے محفوظ فرما دیتا ہے۔ (الطبرانی الکبیر: ۱/ ۲۵۷، ۷۴۶)

نیز قبر پر اذان دینے میں میت کا فائدہ ہے، یعنی قبر میں منکر نکیر کے حاضر ہونے کے وقت اسے تلقین کی جا رہی ہے، اور اسے نئے ماحول سے مانوس کیا جا رہا ہے، اور یہ طریقہ نئے ماحول سے مانوس کیا جا رہا ہے، اور یہ امر شرعاً مطلوب ہے حدیث پاک میں ہے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ جب مجھے دفن کرو تو میری قبر پر مٹی کی کوہان بنانا پھر میری قبر کے پاس اتنی دیر ٹھہرنا جتنی دیر میں اونٹ نحر کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جا سکے یہاں تک کہ میں تمہارے ذریعے انس حاصل کروں اور دیکھوں کہ میں اپنے رب کے بھیجے ہوئے فرشتوں کا کیا جواب دیتا ہوں؟ (مسلم شریف: ۱/ ۷۶)

جب قبر پر مسلمانوں کے صرف کھڑے ہونے کا فائدہ ہے اگر اس کے ساتھ اذان کے کلمات ادا کیے جائیں تو کیا حال ہوگا؟ (یعنی فائدہ کیوں نہ ہوگا؟)

(۵) اثبات عذاب القبر:

اثبات عذاب قبر پر آیات سے دلائل درج ذیل ہیں:

۱- فرعونیوں کو قبر میں صبح و شام آگ کا عذاب دیا جاتا ہے، اور قیامت کے دن ان کے متعلق فرشتوں سے کہا جائے گا کہ انہیں سخت عذاب سے دو چار کیا جائے۔ (القرآن)

۲- قوم نوح پانی میں غرق کیے جانے کے بعد فوراً آگ میں داخل کر دی گئی، کیونکہ ابھی وہ عالم برزخ میں ہیں۔ لہٰذا عالم برزخ کا عذاب ثابت ہوا۔ (القرآن)

اسی طرح احادیث سے بھی عذاب قبر ثابت ہوتا ہے، ان میں سے چند احادیث درج ذیل ہیں:

۱- تم پیشاب کے قطروں سے بچو، کیونکہ اکثر عذاب قبر اس وجہ سے ہوتا ہے۔

۲- قبر، جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

(۶) تلقین میت:

بالغ میت کو دفن کے بعد تلقین کرنا بہت سے علماء کرام کے نزدیک مستحب ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: آپ یاد دلائیے کیونکہ یاد دلانا مومنوں کو فائدہ دیتا ہے۔

شافعیہ، اکثر حنبلیوں، محققین احناف اور مالکیہ نے تلقین کو مستحب قرار دیا ہے یہی وہ حالت ہے جب بندہ یاد دہانی کا بہت ہی محتاج ہوتا ہے۔ ابن تیمیہ نے فتاویٰ میں بیان کیا ہے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت سے ثابت ہے کہ انہوں نے تلقین کا حکم دیا۔ امام احمد نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں، امام شافعی اور امام احمد کے اصحاب میں سے ایک جماعت نے اسے مستحب قرار دیا، ابن تیمیہ نے یہ بھی کہا کہ یہ امر ثابت ہے

کہ قبر والے سے سوال کیا جاتا ہے اور اس کے لیے دعا کا حکم دیا گیا ہے اسی لیے کہا گیا ہے کہ تلقین اسے فائدہ دیتی ہے کیونکہ قبر والا آواز سنتا ہے جیسے کہ صحیح حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبر والا رخصت کرنے والوں کے جوتوں کی آہٹ کو سنتا ہے اور یہ بھی فرمایا: تم ہماری گفتگو کو (جنگ بدر کے) مقتولین سے زیادہ سننے والے ہو۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ملخصاً)

قسم ثانی ...... منطق

سوال نمبر 4:- **الرسالة مرتبة على مقدمة وثلث مقالات و خاتمة ۔**

(الف) رسالہ کے ان امور پر مرتب ہونے کی وجہ حصر لکھیں نیز رسالہ سے کون سا رسالہ مراد ہے؟ مصنف کا نام بھی لکھیں؟

(ب) فن کی تعریف موضوع غرض وغایت اور اہمیت تحریر کریں؟

جواب: (الف) رسالہ کو اجزاء خمسہ پر ترتیب دینے کی وجہ حصر:

ماتن نے اپنے رسالہ کو اجزاء خمسہ مذکورہ پر ترتیب اس لیے دیا ہے کہ جس چیز کا منطق میں جاننا ضروری ہے وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو اس میں شروع فی المنطق موقوف ہوگا یا نہ ہوگا اگر اوّل ہو تو یہ مقدمہ ہے اور اگر ثانی ہے تو اس میں بحث یا تو مفردات سے ہوگی یہ مقالہ اوّل ہے یا بحث مرکبات سے ہوگی یہ بھی دو حال سے خالی نہیں یا تو اس میں بحث مرکبات غیر مقصود بالذات ہوگی یہ مقالہ ثانیہ ہے یا ان مرکبات سے بحث ہوگی جو مقصود بالذات ہیں پھر یہ بھی دو حال سے خالی نہیں یا تو ان میں بحث باعتبار صورت ہوگی یہ مقالہ ثالثہ ہے اور یا بحث باعتبار مادہ ہوگی اور یہ خاتمہ ہے۔

"رسالہ" سے مراد اور اس کے مصنف کا نام:

یہاں رسالہ سے مراد "القطبی فی المنطق" کا متن ہے اور اس کا نام "رسالہ شمسیہ" ہے جس کے مصنف کا نام علامہ علی بن عمر بن علی کاتبی رحمہ اللہ تعالیٰ ہے۔ یاد رہے کتاب "القطبی فی المنطق" اس کی شرح ہے۔

(ب) فن کی تعریف موضوع اور غرض وغایت:

۱- تعریف منطق: ایسے قوانین کا جاننا ہے جن کا لحاظ ذہن کو غور وفکر میں غلطی سے بچائے۔

۲- موضوع: معرف وقول شارح اور دلیل وحجت ہے۔

۳- غرض وغایت: کسی چیز میں غور وفکر کرتے وقت ذہن کو غلطی سے بچانا۔

سوال نمبر 5:- وَهُوَ حُصُولُ صُورَةِ الشَّيْءِ فِي الْعَقْلِ إِشَارَةٌ إِلَى تَعْرِيفِ مُطْلَقِ التَّصَوُّرِ

دُوْنَ تَصَوُّرٍ فَقَطْ .

(الف) مذکورہ عبارت کی تشکیل وترجمہ اور تشریح سپرد قلم کریں؟

(ب) ھُوَ ضمیر کا مرجع بتائیں نیز تصور فقط کی تعریف کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب' ترجمہ اور وضاحت عبارت:

نوٹ: اعراب عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

اور وہ (علم) کسی چیز کی تصویر کا عقل میں حاصل ہونا ہے' مطلق تصور کی طرف اشارہ ہے' سوائے تصور فقط کے۔

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ علم کے پانچ معانی میں سے ایک معنیٰ بیان کر رہے ہیں کہ وہ کسی چیز کی صورت کا ذہن میں حاصل ہونا ہے۔ ان الفاظ میں مطلق تصور کی تعریف کی گئی ہے' کیونکہ یہ کسی قید سے آزاد ہوتا ہے۔ یہ تعریف تصور فقط کی نہیں ہو سکتی' کیونکہ وہ قید سے آزاد نہیں ہوتا۔ الغرض مصنف علم کی تعریف اور اس کی تقسیم بیان کرنا چاہتے ہیں۔

(ب) "ھُوَ" ضمیر کا مرجع:

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ عبارت "ھو حصول صورۃ الشیء فی العقل" میں علم کی تعریف بیان کر رہے ہے۔ شارح رحمہ اللہ تعالیٰ اس عبارت میں مذکور "ھُوَ" ضمیر کے مرجع کے حوالے سے بحث کر رہے ہیں کہ اس ضمیر کے مرجع میں دو احتمال ہیں: (i) اس کا مرجع مطلق تصور ہو' (ii) اس کا مرجع تصور فقط ہے۔

"ھُوَ" ضمیر کا مرجع تصور فقط بنانا درست نہیں ہے' اس لیے کہ اگر ھُوَ ضمیر کا مرجع تصور فقط بنانے کی صورت میں عبارت "حُصُوْلُ صُوْرَةِ الشَّیْءِ فِی الْعَقْلِ" سے تصور فقط کی تعریف ہو جائے گی کہ "تصور فقط کسی شیء کی صورت کا عقل میں آنا ہے" تو اس صورت میں یہ تعریف تصور فقط کے مقابل اور قسیم یعنی تصدیق پر بھی صادق آئے گی' اس لیے کہ اس میں بھی "حُصُوْلُ صُوْرَةِ الشَّیْءِ فِی الْعَقْلِ" ہوتا ہے۔ الغرض! اگر "ھُوَ" ضمیر کا مرجع تصور فقط کو بنائیں تو اس صورت میں یہ تعریف دخول غیر سے مانع نہیں ہو گی اور تعریف کا دخول غیر سے مانع نہ ہونا محال ہے' تو ھُوَ ضمیر کا مرجع تصور فقط کو بنانا بھی محال ہو گا۔ جب "ھُوَ" ضمیر کا مرجع تصور فقط کو بنانا محال ہے تو "ھُوَ" ضمیر کا مرجع مطلق تصور ہی متعین ہوا۔

سوال نمبر 6:- درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات لکھیں؟

فکر' دور' تسلسل' ترتیب' لا بشرط شیء

جواب: اصطلاحات کی تعریفات:

(۱) فکر: امور معلومہ کو اس طرح ترتیب دینا کہ ذہن امر مجہول تک پہنچ جائے مثلاً جب انسان کی

معرفت حاصل کرنے کا ارادہ کریں اور ہمیں حیوان کا علم ہو اور ناطق کا بھی علم ہو پھر ہم حیوان کو مقدم اور ناطق کو مؤخر کر کے یوں کہیں "حیوان ناطق" اس لیے کہ جنس، فصل پر مقدم ہوا کرتی ہے تو اس سے ہمیں ایک امر مجہول یعنی انسان کا علم حاصل ہو جائے گا۔

۲-دور: ایک چیز کا موقوف ہونا ہے دوسری ایسی چیز پر کہ وہ دوسری چیز پہلی چیز پر موقوف ہو بشرطیکہ جہت توقف ایک ہو۔

اس کی دو اقسام ہیں:

(i) دور بلا واسطہ، اس کو دور مصرح بھی کہتے ہیں۔

(ii) دور بالواسطہ، اس کو دور مضمر بھی کہتے ہیں۔

۳-تسلسل: امور غیر متناہیہ کا مرتب ہونا۔

۴-ترتیب: متعدد اشیاء کو اس طرح کر دینا کہ ان اشیاء پر ایک نام کا اطلاق کیا جا سکے اور ان میں سے بعض کی نسبت دوسرے بعض کی طرف تقدم اور تأخر کے ساتھ ہو۔

۵-لابشرط شیء: اس سے مراد مطلق تصور ہے۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية العالية (بی اے-سال اوّل)

(برائے طلباء) الموافق سنة 1443ھ 2022ء

الورقة الأولىٰ: التفسير وأصوله

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دوسوال حل کریں۔

قسم اول......تفسیر

سوال نمبر1:-وإذ قال إبراهيم لأبيه وقومه إنني براء أى برىء مما تعبدون إلا الذى فطرنى خلقنى فإنه سيهدين يرشدنى لدينه ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟ ۵+۱۰+۵=۲۰

(ب) "إذ قال" سے پہلے "اذكر" کیوں لایا؟ اور "اذكر" کا مخاطب کون ہے نیز بتائیں لأبيه سے کیا مراد ہے والد یا چچا؟ ۱۰

(ج) "براء" کون سا صیغہ ہے نیز بتائیں إلا الذى میں استثنا کیسا ہے؟ ۱۰

سوال نمبر2:-فأقبلت امرأته سارة فى صرة صيحة حال أى جاءت صائحة فصكت وجهها لطمته وقالت عجوز عقيم لم تلد قط ۔

(الف) عبارت کی تشکیل، ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟ ۵+۱۰+۵=۲۰

(ب) عجوز عقيم ترکیب میں کیا بنتا ہے؟ آپ نے طمانچہ کیوں مارا؟ سارہ کون تھیں؟ ۱۰

(ج) بغلم عليم کا مفہوم بیان کریں اور اس سے کون مراد ہیں؟ ۱۰

سوال نمبر3:-يأيها الذين اٰمنوا لاترفعوا أصواتكم إذا نطقتم فوق صوت النبى إذا نطق ولا تجهروا له بالقول إذا ناجيتموه كجهر بعضكم لبعض بل دون ذلك إجلالًا أن تحبط أعمالكم وأنتم لاتشعرون أى خشية ذلك بالرفع والجهر المذكورين ۔

(الف) تفسیری عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز آیت کا شان نزول بیان کریں؟ ۵+۱۰+۵=۲۰

(ب) بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ آداب تحریر کریں نیز آداب حضور علیہ السلام کے

ظاہری وصال کے بعد بھی ہیں یا نہیں اور کیوں؟ وجہ بیان کریں؟ ۱۰

(ج) حجرات کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ یہ کس کی جمع ہے؟ ۱۰

قسم ثانی......اصول تفسیر

سوال نمبر 4:-کوئی سے دو اجزاء کا جواب دیں؟

(الف) قرآن پاک کا اسلوب اور انداز کیسا ہے؟ بیان کریں؟ ۱۰

(ب) قرآن پاک نے جن علوم پنجگانہ کو صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے ان کے نام اور تعارف لکھیں؟ ۱۰

(ج) قرآنی آیات اور اشعار میں فرق تحریر کریں؟ ۱۰

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2022

پہلا پرچہ: تفسیر واصول تفسیر

قسم اوّل......تفسیر

سوال نمبر 1:-وَاذْكُرْ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ يَرْشُدُنِي لِدِينِهِ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟

(ب) "إذ قال" سے پہلے "اذکر" کیوں نکالا؟ اور "اذکر" کا مخاطب کون ہے نیز بتائیں لأبیہ سے کیا مراد ہے والد یا چچا؟

(ج) "براء" کون سا صیغہ ہے نیز بتائیں إلا الذی میں استثنا کون سا ہے؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: اور یاد کرو جب حضرت ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا: بے شک میں بری ہوں اس سے جس کی تم عبادت کرتے ہو، مگر وہ ذات جس نے مجھے پیدا کیا۔ پس بیشک وہ جلد ہی اپنے دین کی طرف میری راہنمائی کرے گا۔

تشریح العبارۃ: اس آیت مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عرفی باپ یعنی ان کے چچا آزر شرک کرتے تھے۔ اگر عقائد میں تقلید کرنا برحق ہوتا تو یقیناً حضرت ابراہیم ان کی پیروی

کرتے۔ لیکن آپ نے عقائد میں ان کی تقلید نہیں کی۔ ان کے شرک اور بت پرستی سے اعراض کیا اور بیزاری کا اظہار کرنے سے یہ واضح ہو گیا کہ عقائد میں باپ دادا کی تقلید کرنا جائز نہیں ہے۔ آپ نے اپنے خالق کا استثناء فرمایا۔ سو اللہ کے یہ استثناء منقطع ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلے ہی ہدایت یافتہ تھے لیکن معرفت الٰہی کے مراتب غیر متناہی ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان کو ایک کے بعد دوسرے مرتبہ کی طرف ہدایت کرے گا۔

(ب) "اُذْکُرْ" مقدر کی وجہ:

اُذْکُرْ مقدر نکال کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ اِذْ قَالَ الخ کا عامل مقدر ہے اور وہ اُذْکُرْ ہے۔

اُذْکُرْ کا مخاطب: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے۔

لابیہ سے مراد: اس سے مراد آپ کے چچا ہیں کہ وہ بت پرست تھے' آپ کے والد نہیں' کیونکہ تمام انبیاء کے والدین کریمین موحد ہوئے ہیں۔

(ج) براءٌ صیغہ:

یہ مصدر کا صیغہ ہے۔

اِلَّا الَّذِیْ میں استثناء: اس استثناء میں دو احتمال ہو سکتے ہیں:

i- اگر اِنَّھُمْ کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ الْاَصْنَامَ پر محمول کریں' تو یہ استثناء منقطع ہوگا۔

ii- اگر اِنَّھُمْ کَانُوْا یُشْرِکُوْنَ مَعَ اللهِ الْاَصْنَامَ پر محمول کریں تو یہ استثناء متصل ہوگا۔

سوال نمبر 2:- فَاَقْبَلَتْ اِمْرَاَتُہٗ سَارَۃٌ فِیْ صَرَّۃٍ صَیْحَۃٍ حَالٌ اَیْ جَاءَتْ صَائِحَۃً فَصَکَّتْ وَجْھَھَا لَطَمَتْہُ وَقَالَتْ عُجُوْزٌ عَقِیْمٌ لَمْ تَلِدْ قَط ۔

(الف) عبارت کی تشکیل' ترجمہ و تشریح سپرد قلم کریں؟

(ب) عُجُوْزٌ عقیمٌ ترکیب میں کیا بنتا ہے؟ آپ نے طمانچہ کیوں مارا؟ سارہ کون تھیں؟

(ج) بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ کا مفہوم بیان کریں اور اس سے کون مراد ہیں؟

جواب: (الف) تشکیل العبارۃ: حرکات و سکنات اوپر لگا دی گئی ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: آپ کی بیوی یعنی سارہ چیخ و پکار کی حالت میں آئی۔ پس اپنے چہرے پر طمانچہ مارا اور کہا: میں بوڑھی ہوں' کبھی اولاد کو جنم نہیں دے سکتی۔

تشریح العبارۃ: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم پر بہت سے انعام فرمائے۔ بذریعہ وحی آپ کو حضرت اسحٰق کی پیدائش کی بھی خوشخبری دی۔ اور یہ بہت بڑا فضل و انعام ہے۔ یہ خوشخبری لانے والے فرشتے تھے' جو حضرت لوط کی قوم کو حکم الٰہی سے عذاب دینے آئے تھے۔ جب آپ کو یہ خوشخبری ملی تو حضرت سارہ یہ سن کر

حیران ہو گئیں اور اظہار تعجب میں اپنے چہرے پر ہاتھ مارا اور کہا کہ میں تو بوڑھی ہو چکی ہوں۔ تو اس حالت میں میں کیونکر بچہ پیدا کر سکتی ہوں؟ مگر اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی چیز محال نہیں۔ وہ ہر شئی پر قادر ہے۔ چنانچہ حسب وعدہ آپ کو بیٹا عطا فرمایا۔

(ب) عُجُوْزٌ عَقِيْمٌ کی ترکیب:

موصوف اور صفت مل کر خبر ہیں مبتداء محذوف کا، جو کہ "انــا" ہے۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

طمانچہ مارنے کی وجہ: اظہار تعجب کے لیے۔

سارہ کون تھیں؟: آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی اور حضرت اسحٰق کی والدہ تھیں۔

(ج) بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ کا مفہوم:

بغلٰمٍ علیم سے مراد ہے کثیر علم والا بڑا عالم۔

بغلٰمٍ علیمٍ سے مراد: اس سے مراد حضرت اسحٰق ہیں۔

سوال نمبر3: -يايها الذين آمنوا لاترفعوا أصواتكم إِذَا انْطَقْتُمْ فوق صوت النبى إِذَا نَطَقَ ولا تجهروا له بالقول إِذَا نَاطَقْتُمُوْهُ كجهر بعضكم لبعض بَلْ دُوْنَ ذٰلِكَ إِجْلَالًا لَهٗ أن تحبط أعمالكم وأنتم لاتشعرون أَىْ خَشْيَةَ ذٰلِكَ بِالرَّفْعِ وَالْجَهْرِ الْمَذْكُوْرَيْنِ ۔

(الف) تفسیری عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز آیت کا شان نزول بیان کریں؟

(ب) بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ آداب تحریر کریں نیز آداب حضور علیہ السلام کے ظاہری وصال کے بعد بھی ہیں یا نہیں اور کیوں؟ وجہ بیان کریں؟

(ج) حجرات کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ یہ کس کی جمع ہے؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: (اے ایمان والو! اپنی آوازیں بلند نہ کرو) جب تم نطق کرو (نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک پر) جب وہ نطق فرمائیں (اور ان سے اونچی آواز میں بات نہ کرو) جب تم ان سے ہم کلام ہو (جیسے کہ آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو) بلکہ آپ کی جلالت و بزرگی کی وجہ سے آپ سے کم مقدار میں بولو (ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو اس کی خبر بھی نہ ہو) یعنی آواز بلند کرنے سے تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں گے۔

آیتِ مبارکہ کا شانِ نزول:

یہ آیت اس شخص سے متعلق نازل ہوئی، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اپنی آوازوں کو بلند

کرتا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بیان کردہ روایت کے مطابق یہ آیت ثابت بن قیس بن شماس کے حق میں نازل ہوئی کہ وہ ثقل سماعت کا شکار تھے اور ان کی آواز بات کرنے کے دوران بلند ہو جاتی تھی۔

(ب) بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ آداب:

بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ آداب یہ ہیں:

i- اپنی آواز کو آپ کی آواز پر بلند نہ کیا جائے۔

ii- آپ کے قول وفعل پر اپنے قول وفعل کو مقدم نہ کیا جائے۔

iii- آپ کی بارگاہ میں نہایت نیاز مندی اور عاجزی وانکساری کا مظاہرہ کیا جائے۔

iv- آپ کی ندا کی جائے تو نہایت ادب واحترام اور تعظیم واکرام والے القاب استعمال کیے جائیں۔

v- آپ کے سامنے پست آواز میں کلام کیا جائے۔

آداب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری وصال کے بعد بھی ہیں یا نہیں؟

جی ہاں! حضور کا ادب واحترام جس طرح آپ کی حیات طیبہ میں کرنا مقصود ہے بالکل ویسے ہی ظاہری وصال کے بعد بھی لازم ہے۔ آپ اپنی قبر انور میں موجود ہیں۔ ہر چیز آپ کے سامنے ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے جسموں کو کھانا مٹی پر حرام کر دیا ہے۔ اس کی دلیل یوں ہے کہ جب آپ سفر معراج پر گئے تو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر انور میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

(ج) حجرات کی تعریف:

زمین کا وہ حصہ جس پر دیوار یا اس کی مثل گھیراؤ کیا جائے' حجرات کہلاتا ہے۔

حجرات کا مفرد: اس کا مفرد "حجرۃ" ہے یعنی یہ حجرۃ کی جمع ہے۔

حصہ دوم...... اصول تفسیر

سوال نمبر 4:- کوئی سے دو اجزاء کا جواب دیں؟

(الف) قرآن پاک کا اسلوب اور انداز کیسا ہے؟ بیان کریں؟

(ب) قرآن پاک نے جن علوم پنجگانہ کو صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے ان کے نام اور تعارف لکھیں؟

(ج) قرآنی آیات اور اشعار میں فرق تحریر کریں؟

جواب: (الف) اسلوب قرآن:

قرآن کریم آخری الہامی کتاب ہے، جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ یہ تمام آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔ تمام آسمانی کتب کا احاطہ کیے ہوئے ہے، اس کے تمام مضامین اور حقائق مقتضیٰ محال کے مطابق ہیں۔ اس کا اسلوب اور انداز نہایت دلنشین اور حکیمانہ ہے۔ اس میں اصول دین کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ پڑھنے والے کا دل اثر انداز ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس میں احکام اور معاملات کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ بخاری شریف میں ہے "ہر نبی کو ایسی نشانیاں معجزات عطا ہوئے جنہیں دیکھ کر بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔ بے شک جو مجھے عطاء کیا گیا ہے مجھے یقین ہے کہ قیامت کے دن مجھے جاننے والے کثیر تعداد میں ہوں گے"۔

اس کے علاوہ قرآن کریم میں انسان کی سہولت و آسانی کو مدنظر رکھا گیا ہے جس کی وجہ سے اس کی طرف لوگوں کی کشش و میلان اور عملی و قلبی رجحان زیادہ پایا جاتا ہے۔

(ب) علوم پنجگانہ کے نام:

i- علم احکام، ii- علم مناظرہ، iii- علم تذکیر بآلاء، iv- علم تذکیر بایام اللہ

v- علم تذکیر موت اور اس کے بعد ہونے والے واقعات کا بیان۔

علوم پنجگانہ کا تعارف:

اول: علم احکام از قسم واجب مستحب، مکروہ اور حرام احکام خواہ عبادات میں سے ہوں یا معاملات میں سے، تدبیر منزل سے متعلق ہوں یا سیاست مدن سے اس علم کی تفصیل فقہاء کی ذمہ داری ہے۔

دوم: علم مناظرہ چاروں گمراہ فرقوں مثلاً یہود، نصاریٰ، مشرکین اور منافقین کے ساتھ اس علم کی تفریع متکلمین کا کام ہے۔

سوم: علم تذکیر بآلاء اللہ مثلاً زمین و آسمان کے تخلیق کرنے، بندوں کو ان کی ضروریات کا الہام کرنے اور نیز اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ کا بیان۔

چہارم: علم تذکیر بِـاَیَّامِ اللهِ یعنی ان واقعات کا بیان جن کو اللہ عز و جل نے ایجاد فرمایا ہے مثلاً اطاعت کرنے والوں کے لیے انعام و جزا اور مجرموں کے لیے تعذیب و سزا۔

پنجم: علم تذکیر موت اور اس کے بعد ہونے والے واقعات کا بیان مثلاً حشر و نشر، حساب میزان، دوزخ و جنت۔ ان علوم کی تفصیل کو محفوظ رکھنا اور ان کے ساتھ مناسب احادیث اور آثار ملحق کرنا واعظوں کا کام ہے۔

(ج) آیات اور اشعار میں فرق:

اشعار	قرآنی آیات
اشعار علم عروض اور قافیہ کے ساتھ مقید ہوتے ہیں، جن کو خلیل بن احمد نے مدون کیا پھر اس سے شعراء لیتے آئے ہیں۔	قرآنی آیات کا دارومدار مجمل قافیہ اور وزن پر ہوتا ہے یہ دونوں امر طبعی کے مشابہہ ہوتے ہیں۔ علم عروض کی طرح افاعیل اور تفاعیل پر بناء نہیں اور نہ ان قافیوں پر جو معین ہیں جو امر مصنوعی ہیں اور امر اصطلاحی سے تعلق رکھتے ہیں۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية العالية (بی اے۔سال اوّل)
(برائے طلباء) الموافق سنة 1443ھ 2022ء

الورقة الثانية: الحديث وأصوله

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا اور آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

حصہ اول......حدیث

سوال نمبر 1:۔عن معاوية قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يرد الله به خيرا يفقه فی الدين وإنما أنا قاسم والله يعطى .

(الف) حدیث مذکور کا ترجمہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا تعارف تفصیل کے ساتھ لکھیں؟ ۱۵

(ب) توقف فی الدين کے فضائل پر نوٹ لکھیں؟ ۸

(ج) حضور صلی اللہ علیہ وسلم قاسم نعم ہیں قرآن و سنت کے دلائل سے واضح کریں؟ ۷

سوال نمبر 2:۔عن أنس قال قلما خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم إلا قال لا إيمان لمن لا أمانة له ولادين لمن لا عهد له .

(الف) حدیث مذکور کا با محاورہ ترجمہ اور خط کشیدہ عبارت پر اعراب لگائیں؟ ۱۰

(ب) پاسداری امانت اور ایفائے عہد پر جامع نوٹ لکھیں؟ ۱۵

سوال نمبر 3:۔عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حق المسلم على المسلم خمس رد السلام وعيادة المريض واتباع الجنائز وإجابة الدعوة وتشميت العاطس .

(الف) حدیث مذکور کا ترجمہ تحریر کریں؟ ۵

(ب) حق المسلم على المسلم کے آداب تحریر کریں؟ ۲۰

سوال نمبر 4:۔عن ابن عمر رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لايبيع الرجل على بيع أخيه ولايخطب على خطبة أخيه إلا أن يأذن له

(الف) حدیث کا با محاورہ ترجمہ اور خط کشیدہ عبارت کی نحوی ترکیب لکھیں؟ ۱۵

(ب) مسلمان بھائی کی بیع پر بیع سے کیوں منع کیا گیا؟ دو حکمتیں تحریر کریں؟ ۱۰

حصہ ثانی ...... اصول حدیث

سوال نمبر 5:- درج ذیل میں سے کوئی سے دو اجزاء حل کریں؟

(الف) حدیث عزیز اور مشہور سے کیا مراد ہے؟ ۱۰

(ب) صحاح ستہ سے کیا مراد ہے؟ ۱۰

(ج) حدیث کا لغوی اور اصطلاحی معنی نیز حدیث حسن سے کیا مراد ہے؟ ۱۰

(د) متواتر، صحیح، معنعن سے کیا مراد ہے؟ ۱۰

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2022

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

حصہ اول: حدیث

سوال نمبر 1:- عن معاوية قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يرد الله به خيرا يفقه في الدين وإنما أنا قاسم والله يعطي.

(الف) حدیث مذکور کا ترجمہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا تعارف تفصیل کے ساتھ لکھیں؟

(ب) توقف في الدين کے فضائل پر نوٹ لکھیں؟

(ج) حضور صلی اللہ علیہ وسلم قاسم نعم ہیں قرآن وسنت کے دلائل سے واضح کریں؟

جواب: (الف) ترجمۃ الحدیث: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا فرما دیتا ہے اور بیشک میں تقاسم ہوں اور اللہ تعالیٰ (مجھے) عطا فرماتا ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا تفصیلی تعارف:

حسب ونسب: معاویہ بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی الاموی ابو عبد الرحمٰن (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ)

قبول اسلام: آپ خود اور آپ کے والد ماجد حضرت ابوسفیان فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائے اور جنگ حنین میں شرکت فرمائی۔ آپ شروع میں مؤلفۃ القلوب میں سے تھے مگر بعد میں پکے اور سچے مسلمان

ہو گئے۔

کاتبین رسول اللہ: آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبین میں سے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے ایک سوتریسٹھ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روایت کی ہیں۔

خلافت: آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر خروج کیا اور اپنا نام خلیفہ رکھا۔ اسی طرح حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ پر خروج کیا اور امام حسن رضی اللہ عنہ نے ان سے علیحدگی اختیار کی۔ اس اعتبار سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ربیع الثانی یا جمادی الاول 41 ہجری تخت خلافت پر متمکن ہوئے۔

مروان حاکم مدینہ مقرر: اسی سال یعنی ۴۱ ہجری کو آپ نے مروان کو حاکم مدینہ مقرر کیا۔ ۴۳ ہجری میں رخج وغیرہ بلاد بجستان سے' ودان برقہ سے اور کوذی بلاد سوڈان سے فتح ہوئے۔ اسی سال میں انہوں نے اپنے بھائی زیاد بن سفیان کو اپنا خلیفہ بنایا۔ یہ سب سے پہلا قضیہ تھا' جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم میں تغیر پیدا ہوا۔

یزید کے لیے بیعت: اسی سال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یزید کے لیے اس کے ولی عہد ہونے پر اہل شام سے بیعت لی۔ یہ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے اپنی زندگی میں اپنے بیٹے کے لیے بیعت کروائی۔ پھر مروان کو حکم دیا کہ اہل مدینہ سے بھی یزید کی بیعت لے۔

وصال: آپ نے ستتر سال کی عمر میں سن 60 ہجری میں وفات پائی۔ باب جابیہ اور باب صغیر کے درمیان مدفون ہیں۔

(ب) توقف فی الدین کے فضائل:

دین میں فقاہت' دین کی سمجھ بوجھ ایک لا مثل نعمت ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ جس کسی کو ہدایت دینے کا ارادہ فرماتا ہے' اس کا سینہ اسلام کے لیے کشادہ کر دیتا ہے۔ (الانعام)

پھر ارشاد فرمایا:

ترجمہ: بھلا جس شخص کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہو جاتا ہے۔ افسوس! ان لوگوں کے لیے ہلاکت ہے جن کے دل ذکر الٰہی سے (محروم ہو کر) سخت ہو گئے۔ یہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔ (الزمر)

دین میں سمجھ بوجھ کے فضائل سے متعلق بہت سی احادیث بھی وارد ہیں ڈ:

i۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطاء فرما دیتا ہے اور اسے اپنی ہدایات الہام فرما دیتا ہے۔ اسے امام بزار نے روایت کیا ہے۔

ii- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اے لوگو! علم سیکھنے سے ہی آتا ہے اور دین کا فہم غور وفکر کے ذریعے۔ اللہ تعالیٰ جس بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی گہری سمجھ عطا فرما دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں سے جو ڈرتے ہیں وہ علماء ہی ہیں (اسے امام طبرانی نے روایت کیا ہے)

iii- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تدبر کے بغیر تلاوت میں کوئی بھلائی نہیں اور نہ ہی دین میں سمجھ بوجھ کے بغیر کوئی عبادت ہے اور فقہ کی ایک مجلس ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے (اسے خطیب بغدادی نے روایت کیا ہے)

iv- حضرت سعید بن میتب بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی عبادت محض نماز، روزے سے نہیں ہوتی بلکہ اصل عبادت دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنا ہے۔ اسے خطیب بغدادی نے روایت کیا ہے۔

v- حضرت مکحول فرماتے ہیں: فقہ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی کوئی عبادت نہیں۔ یہاں فقہ سے مراد دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنا ہے۔ اسے علامہ ابن القیم نے بیان کیا ہے۔

(ج) حضور صلی اللہ علیہ وسلم بطور قاسم نعم قرآن وسنت سے دلائل:

قرآن وسنت میں بے شمار ایسے دلائل موجود ہیں، جو یہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس سے ہی انعامات الٰہی تقسیم ہوتے ہیں۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

ترجمہ: ”کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں رک جاؤ“۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

ترجمہ: ”کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور اس کے رسول نے انہیں دیا ہے“۔

یہ آیات مبارکہ اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ ہمیں جو کچھ بھی ملتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ملتا ہے۔

اس کا ثبوت حدیث مبارکہ میں بھی بہت زیادہ وارد ہوا ہے۔ چند احادیث بطور دلائل یہ ہیں:

i- حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔ پس بے شک میں ہی قاسم بنایا گیا ہوں۔ میں ہی تم میں (اللہ کی نعمتیں) بانٹتا ہوں۔

ii- حضرت حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: مجھے قاسم بنا کر مبعوث کیا گیا ہے میں ہی تمہارے درمیان (اللہ کی نعمتیں) بانٹتا ہوں۔ (یہ حدیث متفق علیہ ہے)

iii- ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک میں ہی تو قاسم ہوں اور

تمہارے درمیان (نعمتیں) بانٹتا ہوں۔

iv- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے' آپ نے فرمایا: بے شک میں ہی تو خزانچی ہوں۔ پس جس کو میں اپنی خوشی سے عطا کروں' تو اس کے لیے اس میں برکت ڈال دی جاتی ہے۔ جسے اس کے سوال کرنے اور طمع ولالچ کرنے کی وجہ سے دوں' تو وہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص کھانا کھاتا ہو لیکن اس کی بھوک نہ مٹتی ہو۔

(راوی امام مسلم' ابن حبان اور ابویعلیٰ)

v- حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ سے بہت کچھ سنتا ہوں لیکن بھول جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اپنی چادر پھیلاؤ۔ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی چادر پھیلا دی آپ نے چلو بھر کر اس میں ڈال دیے اور فرمایا: اسے سینے سے لگالو۔ پس میں نے اسے سینے سے لگالیا۔ پس اس کے بعد میں کبھی کچھ نہیں بھولا۔ (متفق علیہ)

سوال نمبر 2- عن انس قال قلما خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم إلا قال لا إيمان لمن لا أمانة له ولا دين لمن لا عهد له.

(الف) حدیث مذکور کا بامحاورہ ترجمہ اور خط کشیدہ عبارت پر اعراب لگائیں؟

(ب) پاسداری' امانت اور ایفائے عہد پر جامع نوٹ لکھیں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبات میں ہمیں یہ تعلیم ارشاد فرماتے: جس میں امانتداری نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں اور جو عہد پورا نہ کرے اس کا کوئی دین نہیں۔

(ب) امانت اور ایفائے عہد پر جامع نوٹ:

قرآن وحدیث میں امانت اور ایفائے عہد کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''اور عہد کو پورا کرو بے شک اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا''۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدوں کا پاس رکھنے والے ہیں''۔ (المعارج)

ایک اور جگہ نہایت واضح الفاظ میں ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''جب تم اللہ کا نام لے کر باہم عہد باندھ لو تو اسے پورا کرو اور قسموں کو پکی کرنے کے بعد توڑا نہ کرو''۔

پس ایفائے عہد کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوگا کہ رب تعالیٰ نے خود اپنے بارے میں قرآن میں ارشاد فرمایا ہے: ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا''۔ اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ ''جو وعدے کی پاسداری نہیں کرتا وہ دین کے اعتبار سے کمزور ہے''۔

خلاصہ کلام یہ کہ قرآن اور حدیث مبارکہ سے پاسداری، امانتداری اور ایفائے عہد کی اہمیت وفضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ اور ان کو پورا کرنے پر خاص زور دیا گیا ہے۔

سوال نمبر 3:- عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حق المسلم على المسلم خمس ردالسلام وعيادة المريض واتباع الجنائز وإجابة الدعوة وتشميت العاطس .

(الف) حدیث مذکور کا ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) حق المسلم علی المسلم کے آداب تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمۃ الحدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان پر مسلمان کے پانچ حق ہیں: سلام کا جواب دینا، مریض کی بیمار پرسی کرنا، جنازوں کے ساتھ جانا، دعوت قبول کرنا اور چھینک کا جواب دینا۔

(ب) حق المسلم علی المسلم کے آداب

i- سلام کا جواب دینا: یعنی جب دو مسلمان آپس میں ملیں تو ایک دوسرے کو سلام کریں، تو دونوں پر لازم ہے کہ وہ ایک دوسرے کے سلام کا جواب دیں؟

ii- بیمار پرسی کرنا: اگر کوئی مسلمان بھائی بیمار ہو، تو اس کی عیادت کے لیے جایا جائے اس کے پاس زیادہ دیر نہ ٹھہرا جائے تاکہ مریض کو مزید تکلیف نہ ہو اور اس کے حق میں شفاء کاملہ کی دعا کی جائے۔

iii- جنازوں کی پیروی کرنا: ایک مسلمان کا حق ہے کہ جب وہ وفات پا جائے تو اس کے جنازے کی پیروی کی جائے اور اس کے پیچھے چلا جائے۔ سنت طریقہ یہ ہے کہ چار آدمی جنازہ اُٹھائیں اور یکے بعد دیگرے چاروں پاؤں کو کندھا دیں اور ہر ایک دس قدم چلے۔

iv- دعوت قبول کرنا: اگر کوئی مسلمان بھائی کسی مسلمان بھائی کو دعوت دے تو اسے چاہیے کہ اس کی دعوت قبول کرے، کیونکہ ایسا کرنے سے آپس کی رنجشیں دور ہو جاتی ہیں۔ پھر داعی کی دلجوئی کا سبب بھی ہے۔

v- چھینک کا جواب دینا: اگر کوئی چھینک مارے تو سننے والے پر واجب ہے کہ اگر چھینک مارنے والا ''الحمد للہ'' کہے تو اس کے جواب میں ''یرحمك الله'' کہے۔ لیکن اگر چھینک مارنے والا ''الحمد للہ'' نہ کہے تو اس کو جواب نہیں دیا جائے گا۔

سوال نمبر4:-عن ابن عمر رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لايبيع الرجل على بيع أخيه ولايخطب على خطبة أخيه إلا أن يأذن له

(الف) حدیث کا بامحاورہ ترجمہ اور خط کشیدہ عبارت کی نحوی ترکیب لکھیں؟

(ب) مسلمان بھائی کی بیع پر بیع سے کیوں منع کیا گیا؟ دو حکمتیں تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمۃ الحدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور نہ ہی اپنے بھائی کے نکاح کے پیغام پر پیغام بھیجے۔ مگر اس کی اجازت سے (ایسا کرسکتا ہے)

خط کشیدہ عبارت کی نحوی ترکیب:

لایبیع فعل الرجل فاعل۔ علی جار بیع مضاف۔ اخیہ مضاف اور مضاف الیہ مل کر پھر مضاف الیہ۔ بیع مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور۔ جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو۔ فعل، فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

لایخطب فعل۔ اس میں ھو ضمیر فاعل۔ علی جار خطبۃ مضاف۔ اخیہ مضاف مضاف الیہ مل کر پھر مضاف الیہ۔ خطبۃ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا۔ جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو۔

فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

الا حرف استثناء۔ ان یاذن فعل وفاعل لہ ظرف لغو۔ فعل فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ استثنائیہ ہوا۔

(ب) بیع پر بیع نہ کرنے کی حکمتیں:

مسلمان بھائی کی بیع پر بیع نہ کرنے کی دو حکمتیں یہ ہیں:

i- یہ کہ ایسا کرنے سے فتنہ وفساد اور لڑائی جھگڑے سے بچا جاسکتا ہے۔

ii- ایسا کرنے سے حقوق العباد کی پاسداری بھی ہو جاتی ہے۔

حصہ دوم: اصول حدیث

سوال نمبر5:- درج ذیل اجزاء حل کریں؟

(الف) حدیث عزیز اور مشہور سے کیا مراد ہے؟

(ب) صحاح ستہ سے کیا مراد ہے؟

(ج) حدیث کا لغوی اور اصطلاحی معنی نیز حدیث حسن سے کیا مراد ہے؟

(د) متواتر، صحیح، معنعن سے کیا مراد ہے؟

جواب: (الف) حدیث عزیز: جس حدیث کے دو راوی ہوں اور پھر سلسلہ سند کے ہر راوی سے کم از کم دو شخص روایت کرتے ہوں۔

حدیث مشہور: وہ حدیث جو دو سے زیادہ طرق سے مروی ہو اور یہ زیادتی حد تواتر سے کم ہو۔

(ب) صحاح ستہ: صحاح ستہ سے مراد چھ مشہور کتب حدیث ہیں جن کے نام یہ ہیں صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم شریف، جامع ترمذی، سنن ابوداؤد، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ۔

(ج) حدیث کا لغوی معنی: حدیث کا لغوی معنی ہے "جدید"

حدیث کا اصطلاحی معنی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔

حدیث حسن: وہ حدیث جس کے راوی میں ضبط کم ہو۔

(د) حدیث متواتر: جو حدیث ہر دور میں اتنے کثیر طرق سے مروی ہو کہ ان روایات کا توافق علی الکذب عادۃً محال ہو۔

حدیث صحیح: وہ حدیث ہے جسے عادل، ضابط اپنے جیسے راوی سے نقل کرے اور سند کے آخر تک اسی طرح ہو اور اس کی سند متصل ہو۔ نیز اس میں کوئی شاذ بھی نہ ہو اور علت بھی نہ ہو۔

حدیث معنعن: وہ حدیث جس میں راوی عن فلاں عن فلاں کہے۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظيم المدارس (اهل السنة) باكستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية العالية (بی اے۔سال اوّل)
(برائے طلباء) الموافق سنة 1443ھ 2022ء

الورقة الثالثة: أصول الفقه

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　　　مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: صرف تین سوالات کا حل مطلوب ہے۔

سوال نمبر 1:- وكذلك جواز الإبدال في باب الزكوة ثبت بالنص لا بالتعليل لأن الأمر بإنجاز ما وعد للفقراء......

(الف) قیاس کی لغوی و اصطلاحی تعریف لکھیں نیز اس کی شرائط اربعہ میں سے کوئی دو شرطیں مع امثلہ لکھیں؟ ۷+۷+۷=۲۱

(ب) مذکورہ عبارت شوافع کی طرف سے احناف پر ایک اعتراض کا جواب ہے۔ آپ اعتراض و جواب وضاحت کے ساتھ لکھیں؟ ۶+۷=۱۳

سوال نمبر 2:- ثم المستحسن بالقياس الخفي يصح تعديته بخلاف المستحسن بالأثر أو الإجماع أو الضرورة.

(الف) مذکورہ عبارت پر حرکات و سکنات لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں نیز استحسان کی تعریف سپردِ قلم کریں؟ ۷+۷+۷=۲۱

(ب) قیاس جلی کے مقابل استحسان بالنص اور استحسان بالضرورت کی امثلہ وضاحت کے ساتھ لکھیں؟ ۶+۶=۱۲

سوال نمبر 3:- وأما حكمه فتعدية حكم النص إلى ما لا نص فيه ليثبت فيه بغالب الرأي على احتمال الخطاء فالتعدية حكم لازم للتعليل عندنا وعند الشافعي هو صحيح بدون التعدية حتى جوز التعليل بالثمنية.

(الف) مذکورہ عبارت پر حرکات و سکنات لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟ ۸+۱۰=۱۸

(ب) تعدیۂ حکم سے کیا مراد ہے؟ احناف و شوافع کے اختلاف کی روشنی میں مثال کے ذریعے تعدیہ حکم کی وضاحت فرمائیں؟ ۵+۱۰=۱۵

سوال نمبر 4:- وأما فساد الوضع فمثل تعليلهم لإيجاب الفرقة بإسلام أحد الزوجين

ولإبقاء النكاح مع ارتداد أحدهما فإنه فاسد في الوضع .

(الف) مذکورہ عبارت پر حرکات وسکنات لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں نیز فسادِ وضع کی تعریف سپردِ قلم کریں؟ ۷+۷+۷=۲۱

(ب) ممانعت في نفس الوصف اور ممانعت في نفس الحكم کی وضاحت کریں؟ ۶+۶=۱۲

سوال نمبر5:-وأما ركنه فما جعل علما على حكم النص مما اشتمل عليه النص وجعل الفرع نظيرا له في حكمه بوجوده فيه وهو الوصف الصالح المعدل بظهور أثره في جنس الحكم المعلل به ونعني بصلاح الوصف ملائمته .

(الف) مذکورہ عبارت پر حرکات وسکنات لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟ ۸+۱۰=۱۸

(ب) ملائمت وصف سے کیا مراد ہے؟ مثال سے وضاحت کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2022

الورقة الثالثة: اصول فقه

سوال نمبر 1:- وكذلك جواز الإبدال في باب الزكوة ثبت بالنص لا بالتعليل لأن الأمر بإنجاز ما وعد للفقراء......

(الف) قیاس کی لغوی واصطلاحی تعریف لکھیں نیز اس کی شرائط اربعہ میں سے کوئی دوشرطیں مع امثلہ لکھیں؟

(ب) مذکورہ عبارت شوافع کی طرف سے احناف پر ایک اعتراض کا جواب ہے۔ آپ اعتراض و جواب وضاحت کے ساتھ لکھیں؟

جواب: (الف) قیاس کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

لغت میں قیاس کا معنی ہے "اندازہ کرنا" جبکہ اصطلاح میں اس کا معنیٰ یہ ہے کہ کسی حکم شرعی کو اصل سے فرع کے لیے ثابت کرنا، کیونکہ فرع میں وہی علت پائی جاتی ہے جو اصل میں پائی جاتی ہے۔ اس لیے اصل والا حکم فرع کی طرف منتقل کردیا جاتا ہے۔

دوشرطوں کا بیان:

قیاس کی شرائط اربعہ سے دوشرطیں درج ذیل ہیں:

۱- کہ اصل کسی دوسری نص سے اپنے حکم کے ساتھ مختص نہ ہو۔

مثلاً حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کو شہادت کا دوشہادتوں کے قائم مقام ہونا نص سے ثابت ہے اور یہ حکم آپ کے ساتھ ہی مختص ہے۔

۲- یہ کہ منصوص علیہ یعنی اصل خلاف قیاس نہ ہو جیسے بالغ آدمی جب رکوع وسجود والی نماز میں قہقہہ لگائے، تو اس کا وضوٹوٹ جاتا ہے۔

اب یہ حکم خلافِ قیاس واصل ہے، کیونکہ نقضِ وضو کے لیے بدل سے نجاست کا نکلنا شرط ہے جبکہ قہقہہ نجس نہیں۔

(ب) اعتراض وجواب کی وضاحت:

اعتراض کی تقریر یہ ہے کہ شارع علیہ السلام نے پانچ اونٹوں میں زکوٰۃ ایک بکری متعین فرمائی۔ حدیث پاک میں ہے کہ "پانچ اونٹوں میں ایک بکری ہے" احناف نے علت یہ بیان کی نبی علیہ السلام کا

مقصد و منشاء غرباء کی مدد اور حاجت روائی کرنا ہے پس ضرورت کا پورا ہونا جس طرح بکری سے ہو سکتا کسی دوسری چیز سے بھی ہو سکتا ہے۔ لہٰذا بکری کے علاوہ اگر اور چیز ادا کر دی جس سے ضرورت پوری ہو سکے تو یہ جائز ہے۔ لہٰذا بکری کی قیمت ادا کرنا بھی جائز ہے۔ چونکہ نص میں بکری کا ذکر ہے اس لیے اس تعلیل سے مقیس علیہ کا حکم متغیر ہو جائے گا۔ پس بعد از تعلیل بکری کی بجائے اس کی قیمت ادا کرنا بھی جائز ہے۔

اس کا جواب یوں دیا جائے گا کہ بکری کی بجائے اس کی قیمت اداء کرنے کا جواز نص سے ثابت ہے تعلیل سے نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق سے رزق کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور ہر ایک کو رزق دینے کے مختلف طریقے متعین فرمائے۔ غنی لوگوں کے لیے تجارت کا طریقہ اور غرباء کے لیے امراء کے مال سے ان کا حصہ مقرر فرما کر۔ مثلاً پانچ اونٹوں میں ایک بکری متعین کر کے۔ اب بکری تمام ضروریات کو پورا نہیں کر سکتی کیونکہ کھانے پینے کے ساتھ ساتھ مسکن و ملبس بھی ضروریات سے ہیں۔ اپنی بکری کی بجائے اس کی قیمت کا حکم بھی اللہ تعالیٰ نے ہی دیا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ تبدیلی تعلیل سے نہیں بلکہ نص سے ثابت ہے۔ پس اعتراض نہ ہوگا۔

سوال نمبر 2:- ثُمَّ الْمُسْتَحْسَنُ بِالْقِيَاسِ الْخَفِيِّ يَصِحُّ تَعْدِيَتُهُ بِخَلَافِ الْمُسْتَحْسِنِ بِالْأَثَرِ أَوِ الْإِجْمَاعِ أَوِ الضَّرُورَةِ

(الف) مذکورہ عبارت پر حرکات و سکنات لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں نیز استحسان کی تعریف سپردِ قلم کریں؟

(ب) قیاس جلی کے مقابل استحسان بالنص اور استحسان بالضرورت کی امثلہ وضاحت کے ساتھ لکھیں؟

جواب: (الف) حرکات و سکنات: اوپر لگا دیے گئے۔

ترجمۃ العبارۃ: پھر وہ حکم جو قیاس خفی کے ذریعے مستحسن ہو اس کا تعدیہ درست ہے بخلاف اس حکم مستحسن کے کہ حدیث، یا اجماع یا ضرورت سے ثابت ہو (اس کا تعدیہ درست نہیں)

استحسان کی تعریف: قیاس خفی کو استحسان کہتے ہیں۔

(ب) استحسان بالنص کی مثال:

قیاس جلی کے مقابل استحسان بالنص کی مثال یہ ہے کہ اگر ایک جماعت کسی جگہ چوری کرنے کے لیے داخل ہوئی۔ اب ان میں ایک فرد مال چوری کر کے باہر آ جاتا ہے۔ اب قیاس جلی کا یہی تقاضا ہے کہ ہاتھ صرف اسی شخص کا کاٹا جائے جس نے مال چوری کیا پوری جماعت کا نہیں، کیونکہ پوری جماعت تو اخراجِ مال میں شریک نہیں۔ لیکن استحسان کا تقاضا یہ ہے کہ پوری جماعت کا ہاتھ کاٹا جائے، کیونکہ ساری جماعت نے مال نکالنے میں اس کی مدد کی۔ پس مال کا نکالنا سب کی طرف منسوب ہے صرف اسی ایک شخص کی طرف

سے نہیں۔

استحسان بالضرورت کی مثال:

قیاس جلی کے مقابلہ میں استحسان بالضرورت کی مثال یہ ہے کہ جنگلی کنوؤں میں اگر تھوڑی مقدار میں مینگنیاں گر جائیں تو قیاس جلی کا تقاضا یہ ہے کنواں ناپاک ہو جائے' کیونکہ قلیل پانی میں اگر تھوڑی سی نجاست بھی گر جائے تو ناپاک ہوجاتا ہے۔لیکن استحسان اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ناپاک نہ ہو' کیونکہ ضرورت ہے۔اگر ناپاکی کا حکم لگایا جائے تو جنگل میں کوئی کنواں بھی پاک نہ ملے۔جنگلی جانور وہاں آتے جاتے ہیں۔ہوائیں چلتی رہتی ہیں' مینگنیاں خشک ہوکر کنوؤں میں گرتی رہتی ہیں۔پاک کر بھی لیا جائے تو فوراً دوبارہ مینگنیاں گر جائیں گی۔اس لیے ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہی حکم لگایا جائے گا کہ کنواں ناپاک نہ ہو۔پس علمائے احناف نے اثر باطنی کے قوی ہونے کی وجہ سے استحسان کو ترجیح دیتے ہوئے یہ حکم صادر فرمایا کہ کنواں ناپاک نہ ہوگا۔

قال المصنف — وَأَمَّا حُكْمُهُ فَتَعْدِيَةُ حُكْمِ النَّصِّ إِلٰى مَالَانَصَّ فِيْهِ لِيَثْبُتَ فِيْهِ بِغَالِبِ الرَّأْيِ عَلٰى اِحْتِمَالِ الْخَطَاءِ فَالتَّعْدِيَةُ حُكْمٌ لَازِمٌ لِلتَّعْلِيْلِ عِنْدَنَا وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ هُوَ صَحِيْحٌ بِدُوْنِ التَّعْدِيَةِ حَتّٰى جَوَّزَ التَّعْلِيْلَ بِالثَّمَنِيَّةِ.

(الف) مذکورہ عبارت پر حرکات وسکنات لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) تعدیہ حکم سے کیا مراد ہے؟ احناف وشوافع کے اختلاف کی روشنی میں مثال کے ذریعے تعدیہ حکم کی وضاحت فرمائیں۔

جواب: (الف) حرکات وسکنات: اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: اور اے پر حکم قیاس پس وہ نص کے حکم کا تعدیہ کرنا ہے اس کی طرف جس میں نص نہیں' تا کہ حکم ثابت ہو جائے اس فرع میں غالب رائے سے احتمالِ خطاء کے ساتھ۔پس تعدیہ ہمارے نزدیک تعلیل کے لیے حکم لازم ہے۔امام شافعی کے نزدیک بغیر تعدیہ کے بھی تعلیل درست ہے۔اسی لیے امام شافعی نے حرمتِ ربوٰا میں ثمنیت کو علت قرار دیا ہے۔

(ب) تعدیہ حکم کا مطلب:

دراصل یہاں سے مصنف قیاس کا حکم بیان فرما رہے ہیں کہ قیاس کا حکم لازم یہ ہے کہ نص کا حکم یا اس حکم کی مثل اس شئ کی طرف متعدی کرنا کہ جس میں نص نہ ہو۔یہی تعدیہ حکم سے مراد ہے کہ حکمِ نص کو دوسرے کی طرف متعدی کرنا۔

امام شافعی کا مؤقف: امام شافعی کے نزدیک تعلیل بغیر تعدیہ کے بھی درست ہے۔

احناف کا مؤقف: احناف کے نزدیک تعدیہ تعلیل کے لیے ضروری ہے۔تعلیل وقیاس بغیر تعدیہ کے صحیح نہیں۔

اگر علت منصوصہ ہو یا مجمع علیہا ہو تو فریقین کے نزدیک وہ علت درست ہے کوئی اختلاف نہیں۔لیکن علتِ مستنبطہ میں فریقین کا اختلاف ہے۔امام شافعی کے نزدیک حرمتِ ربوٰا کی علت ثمنیت ہے اسی لیے سونا چاندی کے علاوہ میں امام شافعی کے نزدیک زیادتی جائز ہے۔امام ابوحنیفہ کے نزدیک حرمتِ ربوٰا کی علت ثمنیت نہیں بلکہ قدر وجنس ہے۔اس لیے سونا چاندی کے علاوہ ہر چیز میں تفاضل جائز نہیں جس میں قدر وجنس متحد ہو۔امام ابوحنیفہ کے نزدیک وہی وصف علت بن سکتا ہے جو متعدی ہو۔اب ثمنیت چونکہ متعدی نہیں، کیونکہ یہ علت صرف سونا چاندی میں ہی پائی جاتی ہے اس کے علاوہ میں نہیں، پس ثمنیت علت قاصرہ کہلائے گی متعدی نہیں کہلائے گی حالانکہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک علت کا متعدی ہونا ضروری ہے۔

امام شافعی کے نزدیک علت کا متعدی ہونا کوئی ضروری نہیں بلکہ علت قاصرہ بھی علت بن سکتی ہے۔اس لیے ان کے نزدیک ثمنیت کو علت قرار دینا درست ہے۔اور انہوں نے ثمنیت کو حرمت ربوٰا کی علت قرار دے دیا۔جبکہ امام صاحب نے فرمایا: جنس وقدر کا متحد ہونا حرمتِ ربوٰا کی علت ہے۔

سوال نمبر 4:-وَأَمَّا فَسَادُ الْوَضْعِ فَمِثْلُ تَعْلِيلِهِمْ لِإِيْجَابِ الْفُرْقَةِ بِإِسْلَامِ أَحَدِ الزَّوْجَيْنِ وَلِإِبْقَاءِ النِّكَاحِ مَعَ اِرْتِدَادِ أَحَدِهِمَا فَإِنَّهُ فَاسِدٌ فِي الْوَضْعِ ۔

(الف) مذکورہ عبارت پر حرکات وسکنات لگا کر سلیس اردو میں ترجمہ کریں نیز فسادِ وضع کی تعریف سپردِ قلم کریں؟

(ب)ممانعت فی نفس الوصف اورممانعت فی نفس الحکم کی وضاحت کریں؟

جواب:(الف) حرکات وسکنات: اوپر لگا دیے گئے۔

ترجمۃ العبارۃ: ''اور اے پر فسادِ وضع' (یہ ایسے ہے جیسا کہ) شوافع کا زوجین میں سے ایک اسلام کو وجوب فرقت کی علت قرار دینا اور ان دونوں میں سے ایک کے ارتداد کو نکاح کے باقی رہنے کی علت قرار دینا یہ اس لیے درست نہیں کہ تعلیل باعتبار وضع کے فاسد ہے''۔

فسادِ وضع کی تعریف:

اصل اور بنیاد میں فساد کا واقع ہونا اس کا لغوی معنیٰ ہے۔اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ علت اس کے تقاضا کے خلاف حکم کا مرتب ہونا فسادِ وضع کہلاتا ہے۔

(ب) ممانعت فی نفس الوصف کی وضاحت:

ممانعت فی نفس الوصف کا مفہوم یہ ہے کہ مستدل نے حکم کی جو وصف اور علت بیان کی اس کا انکار کر

دے اور یوں کہے کہ اس حکم کی کوئی دوسری شئی ہے وہ نہیں جو آپ نے بیان کی۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ امام شافعی فرماتے ہیں کہ روزہ کا کفارہ تب لازم ہوگا جب روزہ جماع کے ذریعے ٹوٹے۔ کھانے پینے کی وجہ سے نہیں۔ احناف کا یہ موقف ہے کہ کفارہ کا سبب وہ نہیں جو آپ نے بیان کیا ہے ورنہ تو بھول کر جماع کرنے سے بھی کفارہ لازم ہونا چاہیے حالانکہ بھول کر جماع کرنے سے شوافع کے نزدیک بھی کفارہ لازم نہیں۔ پس ثابت و معلوم ہوا کہ علتِ کفارہ جماع نہیں بلکہ جان بوجھ کر وہ بھی بغیر عذر کے روزہ توڑنا ہے۔ خواہ جماع سے توڑے یا کسی اور وجہ سے۔

ممانعت فی نفس الحکم کی وضاحت:

ممانعت فی نفس الحکم کا مفہوم یہ ہے کہ معترض متدل سے یوں ہے کہ ہم یہ تو مانتے ہیں کہ وصف موجود ہے اور اس میں حکم کو ثابت کرنے کی صلاحیت بھی ہے لیکن اس وصف سے وہ حکم ثابت نہیں ہوتا جو آپ نے کیا ہے بلکہ اس وصف سے کوئی دوسرا حکم ثابت ہوتا ہے۔

اس کی مثال یوں سمجھیں کہ امام شافعی کے نزدیک سر کے مسح میں تثلیث سنت ہے کیونکہ سر کا مسح وضو کا رکن ہے۔ تو جس طرح وضو کے باقی ارکان یعنی غسل الید، غسل الوجہ اور غسل الرجل تین تین بار سنت ہے اسی طرح سر کا مسح بھی تین بار کرنا سنت ہے۔ تو امام شافعی نے تثلیثِ مسح رأس کے لیے اعضاءِ مغسولہ کو تین بار دھونے کو علت قرار دیا ہے۔ اب معترض نے اس بات کا انکار کر دیا کہ مسح رأس میں تثلیث سنت ہے۔ اعتراض کیا کہ مسح ایک بار ہی سنت ہے تین بار نہیں۔ کہا کہ اعضاءِ مغسولہ کو تین بار دھونا اس لیے ہوتا ہے تاکہ فرض کی تکمیل ہو جائے نہ کہ مسنون و سنت کے لیے۔ اب چہرہ دھونا فرض ہے۔ اس لیے اس کی تکمیل تین بار دھونے سے ہی ہوگی۔ بخلاف مسح رأس کے کہ سارے سر کا مسح فرض نہیں یعنی ایک بار بھی مسح کر لیا تو اس کی تکمیل ہو جائے گی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جن اعضاء میں استیعاب فرض ہے ان کی تکمیل تین بار دھونے سے ہوگی اور جہاں استیعاب فرض نہیں وہاں ایک بار کرنے سے اس کی تکمیل ہو جائے گی تین بار ضروری نہیں۔

سوال نمبر 5:- وَأَمَّا رُكْنُهُ فَمَا جَعَلَ عَلَمًا عَلٰى حُكْمِ النَّصِّ مِمَّا اشْتَمَلَ عَلَيْهِ النَّصُّ وَجُعِلَ الْفَرْعُ نَظِيْرًا لَّهُ فِيْ حُكْمِهٖ بِوُجُوْدِهٖ فِيْهِ وَهُوَ الْوَصْفُ الصَّالِحُ الْمُعَدِّلُ بِظُهُوْرِ أَثَرِهٖ فِيْ جِنْسِ الْحُكْمِ الْمُعَلَّلِ بِهٖ وَنَعْنِيْ بِصَلَاحِ الْوَصْفِ مَلَائِمَتُهٗ.

(الف) مذکورہ عبارت پر حرکات و سکنات لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) ملایمت وصف سے کیا مراد ہے؟ مثال سے وضاحت کریں؟

جواب: (الف) حرکات و سکنات: اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: ''اور رہا اس کا رکن تو وہ وہ وصف ہے جسے حکمِ نص پر علامت قرار دیا گیا ہو۔ اس

حال میں کہ وہ وصف ان اوصاف میں ہو جن پر نص مشتمل ہے۔ فرع کو اصل کی نظیر بنایا گیا ہو اصل کے حکم میں اس وصف اصلی کے فرع میں پائے جانے کی وجہ سے اور یہ وصف وہ وصف ہے صالح اور معدل ہو حکم معلل بہ کی ہم جنس میں وصف کا اثر ظاہر ہونے کی وجہ سے۔ ہماری مراد صلاح وصف سے وصف کی موافقت و مناسبت ہے''۔

(ب) ملایمتِ وصف کا مطلب:

ملایمتِ وصف سے مراد یہ ہے کہ وصف ان علتوں کے موافق ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحابِ رسول سے ثابت ہیں اور منقول ہیں جیسا کہ ہم کہتے ہیں ثیبہ صغیرہ کے متعلق کہ اس کا جبراً نکاح اس کی رضامندی کے بغیر درست ہے' چونکہ وہ صغیرہ ہے اس لیے باکرہ کے مشابہہ ہوگئی' پس صغر کو ولایت کی علت قرار دینا وصفِ موافق کے ساتھ تعلیل ہے' کیونکہ صغر ولایتِ نکاح میں مؤثر ہے کہ صغر کے ساتھ عجز وابستہ ہے جیسا کہ (بلی کے جھوٹا) میں طواف حکم کی تاثیر ہے' کیونکہ اسی طواف میں ضرورت وابستہ ہے کہ بار بار گھروں میں آتی جاتی ہے۔ لہٰذا اسی طواف کو حکم کی علت قرار دیا گیا۔ اس پر فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم شاہد ہے۔ آپ نے فرمایا: بلی نجس نہیں (یعنی اس کا جھوٹا نجس نہیں)' کیونکہ وہ طوافین میں سے ہے''۔ موافقت کے بغیر وصف پر عمل درست نہیں' کیونکہ وصف امر شرعی ہے اس لیے اس کی موافقت بھی ضروری ہے۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باكستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية العالية (بی اے-سال اوّل)
(برائے طلباء) الموافق سنة 1443ھ 2022ء

الورقة الرابعة: الفقه

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　　　مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوال حل کریں۔

سوال نمبر1:-وإذا طلق امرأته طلاقا بائنا أو رجعيالم يجزله أن يتزوج بأختها حتى تنقضي عدتها

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) مذکورہ مسئلہ میں اختلاف ائمہ مع دلائل بیان کریں؟ ۱۲

(ج) حالت احرام میں نکاح کے بارے اختلاف ائمہ بالتفصیل لکھیں؟ ۱۲

سوال نمبر2:-وتعتبر الكفاءة أيضا في الدين وتعتبر في المال .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں؟ کفاءت کا لغوی اور اصطلاحی معنی لکھیں؟ ۱۰

(ب) کفاءت فی الدین میں امام صاحب اور امام محمد کا اختلاف دلائل کے ساتھ بیان کریں؟ ۱۰

(ج) کتنے مال میں کفاءت معتبر ہے؟ مقدار بیان کریں؟ کیا فقیر عورت غنی کا کفو ہوسکتی ہے؟ ۱۳=۶+۷

سوال نمبر3:- الطلاق على ضربين صريح و كناية فالصريح قوله أنت طالق ومطلقة وطلقتك فهذا يقع به الطلاق الرجعي لأن هذه الألفاظ تستعمل في الطلاق ولا تستعمل في غيره فكان صريحا وإنه يعقب الرجعة بالنص .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر نفس مسئلہ کی وضاحت کریں؟ ۱۰

(ب) طلاق حسن، احسن اور بدعی میں سے ہر ایک کی تعریف اور حکم بیان کریں؟ ۱۸=۳×۶

(ج) نکاح متعہ کی تعریف وحکم سپرد قرطاس کریں؟ ۵

سوال نمبر4:-(الف) درج ذیل اصطلاحات میں سے صرف چھ کی تعریفات کریں؟ ۳۰=۶×۵

خلوت صحیحة، خلوت فاسده، یمین لغو، عدت، متوفی عنها زوجها، خلع، ایلاء، ظهار

(ب) اکثر مدت حمل کتنی ہے؟ ۳

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2022

چوتھا پرچہ: فقہ

سوال نمبر 1:- وَإِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ طَلَاقًا بَائِنًا أَوْ رَجْعِيًا لَمْ يَجُزْ لَهُ أَنْ يَتَزَوَّجَ بِأُخْتِهَا حَتّٰى تَنْقَضِي عِدَّتِهَا ۔

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) مذکورہ مسئلہ میں اختلاف ائمہ مع دلائل بیان کریں؟

(ج) حالت احرام میں نکاح کے بارے اختلاف ائمہ بالتفصیل لکھیں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

ترجمہ: اور جب طلاق دے کوئی شخص اپنی عورت کو بائنہ یا رجعی، تو اس کی بہن سے نکاح کرنا جائز نہیں تاوقتیکہ اس کی عدت پوری نہ ہو جائے۔

(ب) اختلاف آئمہ مع دلائل:

مذکورہ مسئلہ میں اختلاف آئمہ مع دلائل یہ ہیں:

احناف کا مؤقف: احناف کے نزدیک اگر کوئی شخص اپنی عورت کو طلاق بائنہ یا طلاق رجعی دے دے تو جب اس عورت کی عدت پوری نہ ہو تب تک اس کی بہن سے نکاح کرنا حرام ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ پہلا نکاح احکام باقی رہنے کی وجہ سے نکاح ہے۔ بلکہ اس کے احکام مثلاً عورت کو نان ونفقہ دینا، رہائش وغیرہ باقی ہے۔

شوافع کا مؤقف: امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: اگر اس عورت کی عدت طلاق بائنہ یا تین طلاقوں والی ہو، تو مرد کے لیے اس کی بہن سے شادی کرنا جائز ہے، کیونکہ ان صورتوں میں نکاح باطل ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ حرمت کا علم رکھتے ہوئے اس سے وطی کرنے پر حد واجب ہو جاتی ہے۔

احناف اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ حد کے مسئلہ کو تو ہم اوّلاً مانتے ہی نہیں اور اگر فرض کیا کہ مان بھی لیں تو حلیت کے حق میں مرد کی ملکیت ختم ہو چکی ہے۔ اس لیے اگر وطی کرے گا تو وہ زنا شمار ہو گا۔ مذکورہ مسئلہ میں چونکہ ملکیت ابھی باقی ہے، اس لیے دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا لازم آئے گا، جو کہ جائز نہیں ہے۔

(ج) حالت احرام میں نکاح:

عندالاحناف حالت احرام میں محرم اور محرمہ کا نکاح جائز ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے حالت احرام میں نکاح کیا۔

امام شافعی کے نزدیک ناجائز ہے۔ ان کی دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا ینکح المحرم ولا ینکح ۔ احناف کہتے ہیں کہ امام شافعی کی یہ بیان کردہ روایت وطی پر محمول ہے۔

سوال نمبر 2:- وتعتبر الكفاءة أيضا في الدين وتعتبر في المال ۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں؟ کفاءت کا لغوی اور اصطلاحی معنی لکھیں؟

(ب) کفاء ت فی الدین میں امام صاحب اور امام محمد کا اختلاف دلائل کے ساتھ بیان کریں؟

(ج) کتنے مال میں کفاءت معتبر ہے؟ مقدار بیان کریں؟ کیا فقیر عورت، غنی کا کفو ہو سکتی ہے؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ: کفاءت کا دین میں بھی اعتبار کیا جاتا ہے اور مال میں کفاءت معتبر ہے۔

کفاءت کا لغوی معنی: برابری، ہمسری۔

کفاءت کا اصطلاحی معنی: عقد نکاح میں میاں بیوی کا حسب و نسب، حسن و جمال، دین و مال اور عمر میں ایک دوسرے کے ہم سر ہونا۔

(ب) کفاء ت فی الدین میں امام صاحب کا مؤقف:

امام صاحب کے نزدیک کفاء ت فی الدین معتبر ہے اور یہی قول صحیح ہے، کیونکہ دین و دیانت اعلیٰ مفاخر سے ہے۔ عورت کو فسق زوج کے سبب بھی شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، پس یہ معتبر ہے۔

امام محمد کا مؤقف: امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کفاء ت فی الدین معتبر نہیں ہے، کیونکہ یہ امور آخرت سے ہے۔ لہٰذا دنیا کے احکام اس پر لاگو نہیں ہوں گے۔

(ج) کفاء ت فی المال کی مقدار:

مال کی مقدار یہ ہے کہ شوہر مہر اور نفقہ کا مالک ہو۔ اگر ان میں سے ایک چیز کا مالک نہیں تو کفو نہ ہوگا، کیونکہ مہر بدل ہے بضع کا جس کا ادا کرنا ضروری ہے اور نفقہ کی وجہ سے رشتہ ازدواج قائم و باقی رہتا ہے۔

فقیر عورت کا غنی کا کفو ہونا:

امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کفاء ت فی الغنی معتبر ہے، کیونکہ لوگ غنی ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں اور فقر کی وجہ سے عار دلاتے ہیں۔ جبکہ امام ابو

یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کفاء ت فی الغنی معتبر نہیں۔ان کی دلیل ہے:لانہ لاثبات لہ اذا المال غاد ورائع ۔ لہٰذا آپ کے نزدیک فقیر عورت غنی کا کفو ہو سکتی ہے۔

سوال نمبر3:- اَلطَّلَاقُ عَلٰی ضَرْبَیْنِ صَرِیْحٌ وَکِنَایَةٌ فَالصَّرِیْحُ قَوْلَهٗ أَنْتِ طَالِقٌ وَمُطَلَّقَةٌ وَطَلَّقْتُكِ فَهٰذَا یَقَعُ بِهِ الطَّلَاقُ الرَّجْعِیُّ لِأَنَّ هٰذِهِ الْأَلْفَاظَ تُسْتَعْمَلُ فِی الطَّلَاقِ وَلَا تُسْتَعْمَلُ فِیْ غَیْرِهٖ فَكَانَ صَرِیْحًا وَإِنَّهٗ یُعْقِبُ الرَّجْعَةَ بِالنَّصِّ .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر نفس مسئلہ کی وضاحت کریں؟

(ب) طلاق حسن' احسن اور بدعی میں سے ہر ایک کی تعریف اور حکم بیان کریں؟

(ج) نکاح متعہ کی تعریف وحکم سپرد قرطاس کریں؟

جواب: (الف) اعراب اور مسئلہ کی وضاحت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں جبکہ مسئلہ کی وضاحت حسب ذیل ہے:

طلاق کی دو قسمیں ہیں: (۱) طلاق صریح' (۲) طلاق کنایہ۔اس عبارت میں طلاح صریح کے الفاظ اور اس کا حکم بیان کیا گیا ہے۔طلاق صریح وہ ہے جس کے عائد کرنے کے لیے شوہر الفاظ صریحہ استعمال کرے مثلاً وہ اپنی زوجہ سے کہے: اَنْتِ طَالِقٌ' اَنْتِ مُطَلَّقَةٌ' طَلَّقْتُكِ۔ان الفاظ سے بیوی کو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی' اس میں نیت کی بھی ضرورت نہیں ہے' کیونکہ ان الفاظ کا استعمال ہی صراحتاً ہوتا ہے جس میں نیت اور قرینہ کی ضرورت نہیں ہے۔تاہم ان الفاظ کے علاوہ شوہر نے غیر صالح الفاظ کہے تو نیت کے بغیر طلاق واقع نہیں ہوگی مثلاً اس نے اپنی زوجہ سے مخاطب ہو کر کہا: اَنْتِ مُطَلَّقَةٌ' تو اس صورت میں نیت طلاق ضروری ہے اور نیت کے بغیر طلاق واقع نہیں ہوگی۔

(ب) طلاق حسن' طلاق احسن اور طلاق بدعی کی تعریف:

طلاق کی تین اقسام ہیں: (۱) احسن' (۲) حسن' (۳) بدعی۔ان میں سے ہر ایک کی تعریف حسب ذیل ہے:

۱-طلاق احسن: وہ یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو حیض بند ہونے کے بعد آئندہ طہر میں جماع کرنے سے قبل ایک طلاق رجعی دے' تاکہ رجوع کرنے کی صورت میں اسے کوئی دقت و پریشانی نہ ہو۔صحابہ کرام' تابعین اور فقہاء کرام نے اس طریقہ کو اپنایا' یہ طریقہ بہتر ہونے کی وجہ سے اس طلاق کو "طلاق احسن" کہا جاتا ہے۔اس کو احسن کہنے کی ایک عقلی دلیل یہ بھی ہے کہ اس طلاق میں دوران عدت رجوع کی گنجائش رہتی ہے اور انقضائے عدت کے بعد بھی بدون حلالہ نکاح ثانی کی اجازت ہوتی ہے۔

۲-طلاق حسن: یہ ایسی طلاق ہے جو طلاق سنت بھی کہلاتی ہے' یہاں مسنون امر مراد نہیں ہے جس کے

کرنے پر ثواب ملتا ہے بلکہ سنت سے مراد مباح و جواز کے معنیٰ میں ہے۔اس کی صورت یہ ہے کہ شوہر اپنی زوجہ کو تین متفرق طہر میں تین طلاقیں دے۔اس پر دلیل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا واقعہ ہے کہ جب انہوں نے حالت حیض میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی اس بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ نے فرمایا: **قد اخطأت السنة** یعنی ''اے ابن عمر! تم نے سنت طریقہ کی خلاف ورزی کی ہے یاد رکھو! سنت طریقہ یہ ہے کہ طہر کا انتظار کرو اور ہر طہر میں بیوی کو ایک طلاق دو''۔

۳-طلاق بدعی: یہ وہ طلاق ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو ایک کلمہ سے تین طلاقیں یا ایک ہی طہر میں تین طلاقیں دے۔اس کو بدعی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس طرح طلاق دینا سنت طریقہ کے خلاف یا ہمارے عام رواج کے خلاف ہے۔یہ طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے خواہ شوہر گناہگار ہوگا اور بیوی اس پر حرام قرار پائے گی۔اسی طرح حیض کے ایام میں بیوی کو طلاق دینا اور اس کی عدت کو دراز کرنا بھی گناہ ہے اور اس سے رجوع درست نہ ہوگا۔

(ج) نکاح متعہ کی تعریف وحکم:

اور نکاح متعہ باطل ہے اور وہ یہ ہے کہ کوئی مرد کسی عورت سے کہے کہ میں اتنا مال دے کر اتنی مدت تک تم سے نفع اٹھاؤں گا۔امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ متعہ جائز ہے اس لیے کہ (ابتدائے اسلام میں) وہ مباح تھا۔لہٰذا اس وقت تک باقی رہے گا جب تک کہ اس کا ناسخ نہ ظاہر ہو جائے۔ہم کہتے ہیں کہ اجماع صحابہ سے نسخ ثابت ہو چکا ہے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا حضرات صحابہ کے قول کی طرف رجوع کرنا صحیح ہے۔لہٰذا اجماع درست ہے۔

سوال نمبر 4:-(الف) درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات کریں؟

خلوت صحیحۃ، خلوت فاسدہ، یمین لغو، عدت، متوفی عنہا زوجہا

خلع، ایلاء، ظہار

(ب) اکثر مدت حمل کتنی ہے؟

جواب:(الف) خلوت صحیحہ کی تعریف: خلوت صحیحہ سے مراد زوجین ایک مکان میں اکٹھے موجود ہوں اور کوئی بھی چیز صحبت میں رکاوٹ نہ بنے ایسی خلوت جماع کے حکم میں ہے۔رکاوٹ یہ تین چیزیں ہیں: i-حسی ii-شرعی iii-طبعی۔

خلوت فاسدہ کی تعریف: اگر زوجین ایک جگہ تنہائی میں جمع ہوں اور کوئی چیز مانع صحبت پائی جائے تو اسے خلوت فاسدہ کہتے ہیں۔

یمین لغو کی تعریف: کسی امر ماضی پر یہ گمان کرتے ہوئے قسم اُٹھانا کہ جس طرح میں نے کہا ویسا ہی ہے حالانکہ معاملہ اس کے خلاف ہوتا ہے۔

عدت کی تعریف: نکاح کے زائل ہونے یا شبہ نکاح کے بعد عورت کا نکاح ممنوع ہونا یا بعد از وفات شوہر کے اگلے نکاح تک ایک زمانہ انتظار کو عدت کہتے ہیں۔

متوفٰی عنھا زوجھا کی تعریف: جس عورت کا شوہر مر جائے اسے بیوہ یا متوفٰی عنھا زوجھا کہتے ہیں۔

خلع کی تعریف: مال کے عوض کو زائل نکاح کرنے کے عمل کو خلع کہتے ہیں۔

ایلاء کی تعریف: شوہر قسم کھائے کہ چار ماہ تک بیوی سے صحبت نہ کرے گا، اسے ایلاء کہتے ہیں۔

ظہار کی تعریف: شوہر کا اپنی بیوی یا اس کے جزو شائع یا ایسے جزو کو جو کل سے تعبیر کیا جاتا ہو، ایسی عورت کے مشابہ قرار دینا جو اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو۔ یا اس کے کسی عضو کو اس عورت کے ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف مرد کا دیکھنا بھی حرام ہو، اسے ظہار کہتے ہیں۔

(ب) حمل کی اکثر مدت:

امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اکثر مدت حمل دو سال ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چار سال، لیث بن اسد کے نزدیک تین سال اور امام زہری کے نزدیک سات سال ہے۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوى النهائى تحت اشراف تنظيم المدارس (اهل السنة) باكستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية العالية (بی اے-سال اوّل)
(برائے طلباء) الموافق سنة 1443ھ 2022ء

الورقة الخامسة: الأدب العربى والبلاغة

الوقت المحدد: ثلاث ساعات — مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: ہر حصہ سے دو دو سوال حل کریں۔

القسم الأول...... عربى ادب

سوال نمبر 1: فرأيت في بهرة الحلقة شخصاشخت الخلقة عليه أهبة السياحة وله رنة النياحة وهو يطبع الأسجاع بجواهر لفظه ويقرع الأسماع بزواجر وعظه وقد أحاطت به أخلاط الزمر إحاطة الهالة بالقمر والأكمام بالثمر فدلفت إليه لأقتبس من فوائده وألتقط بعض فرائده فسمعته يقول حين خب في مجاله.

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟ (۷+۸=۱۵)

(ب) خط کشیدہ مفردات کی جموع اور جموع کے مفردات لکھیں؟ (۵×۲=۱۰)

سوال نمبر 2:-فقال أتقلب في الحالين بؤس ورخاء وأنقلب مع الريحين زعزع ورخاء فقلت كيف إدعيت القزل وما مثلك من هزل فاستسر بشره الذى كان تجلى ثم أنشد حين ولى تعارجت لأرغبة فى العرج ولكن لأقرع باب الفرج وألقى حبلى على غاربى وأسلك مسلك من قدمرج فإن لامنى القوم قلت اعذر وافليس على أعرج من حرج.

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟ (۷+۸=۱۵)

(ب) خط کشیدہ الفاظ میں سے پانچ کے باب اور صیغے بتائیں؟ (۲×۵=۱۰)

سوال نمبر 3:- درج ذیل پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں نیز خط کشیدہ کی نحوی وضاحت کریں؟ (۲۰+۵=۲۵)

(۱) ونهضت لأحداج راحلتى وأتحمل لرحلتى.

(۲) وأنزل سميرى منزلة أميرى وأحل أنيسى محل رئيسى.

(۳) ومترف لولاه دامث حسرته وجيش هم هزمته كرته .

(۴) فحينئذ استسنى القوم قيمته واستغزروا ديمته .

(۵) تباله من خادع مماذق اصفر ذى الوجهين كالمنافق .

القسم الثانی...... بلاغت

سوال نمبر 4:-(ثم قال) السكاكی (وشرطه) أی وشرط جعل المنكر من هذا لباب واعتبار التقديم والتأخير فيه (أن لايمنع من التخصيص مانع كقولك رجل جاء نی علی ماھو) إن معناه رجل جاء نی لا امرأة أولا رجلان دون قولهم شرأهر ذاناب .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟ (۷+۸=۱۵)

(ب) خط کشیدہ عبارت سے شارح کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟ مفصل لکھیں؟ (۱۰)

سوال نمبر 5:-درج ذیل میں سے پانچ کی تعریفات وامثلہ لکھیں؟ (۵×۵=۲۵)

تنافر كلمات' تعقيد لفظی' حشو' حال' تتابع اضافات' مخالقة قياس

سوال نمبر 6:-ثم الإسناد مطلقا منه حقيقة عقلية...... فأقسام الحقيقة العقلية علی مايشمله التعريف أربعة .

(الف) حقیقت عقلیہ کی تعریف لکھیں نیز اس کی اقسام اربعہ میں سے دو کی امثلہ کے ساتھ وضاحت کریں؟ (۵+۵+۵=۱۵)

(ب) مجاز عقلی کی تعریف لکھیں نیز بتائیں کہ مجاز عقلی قرآن مجید میں ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس کی دو مثالیں وضاحت کے ساتھ لکھیں؟ (۲+۴+۴=۱۰)

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2022

پانچواں پرچہ: عربی ادب وبلاغت

قسم اوّل: عربی ادب

سوال نمبر 1:-فَرَأَيْتُ فِيْ بُهْرَةِ الْحَلْقَةِ شَخْصًا شَخْتَ الْخِلْقَةِ عَلَيْهِ أَهْبَةُ السِّيَاحَةِ وَلَهُ رَنَّةُ النِّيَاحَةِ وَهُوَ يَطْبَعُ الْأَسْجَاعَ بِجَوَاهِرِ لَفْظِهِ وَيَقْرَعُ الْأَسْمَاعَ بِزَوَاجِرِ وَعْظِهِ وَقَدْ أَحَاطَتْ بِهِ أَخْلَاطُ الزُّمَرِ إِحَاطَةَ الْهَالَةِ بِالْقَمَرِ وَالْأَكْمَامِ بِالثَّمَرِ فَدَلَفْتُ إِلَيْهِ لِأَقْتَبِسَ مِنْ فَوَائِدِهِ وَأَلْتَقِطَ بَعْضَ فَرَائِدِهِ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ حِيْنَ خَبَّ فِيْ مَجَالِهِ .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) خط کشیدہ مفردات کی جمع اور جموع کے مفردات لکھیں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: پس میں نے آدمیوں کے درمیان ایک کمزور الخلقت شخص کو دیکھا جو سفر کے آثار لیے زار و قطار رو رہا ہے اور اپنے لفظوں کے جوہروں سے مقفیٰ کلام کو آراستہ کر رہا ہے' کانوں کو اپنے مدلل وعظ و نصیحت سے کھٹکھٹا رہا ہے۔ پس مختلف لوگوں نے اس کا گھیراؤ کیا ہوا ہے جس طرح ہالہ چاند کو گھیرتا ہے اور چھلکا پھل کو۔ پس میں بھی آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے پاس پہنچ گیا تاکہ میں اس کے فوائد سے فائدہ حاصل کر سکوں اور اس کے موتیوں سے کچھ چن سکوں۔ پس میں نے سنا کہ وہ اپنی جگہ گھومتے ہوئے فی البدیہہ یہ فصیح کلام میں گفتگو کر رہا ہے۔

(ب) خط کشیدہ کے مفردات/جموع:

i-سجع/جوہر' ii-کم' iii-فائدہ' iv-فریدۃ

سوال نمبر 2:-فَقَالَ أَتَقَلَّبُ فِي الْحَالَيْنِ بُؤْسٍ وَرَخَاءٍ وَأَنْقَلِبُ مَعَ الرِّيْحَيْنِ زَعْزَعٍ وَرَخَاءٍ فَقُلْتُ كَيْفَ إِدَّعَيْتَ الْقَزَلَ وَمَا مِثْلُكَ مِنْ هَزَلَ فَاسْتَسَرَّ بِشْرُهُ الَّذِيْ كَانَ تَجَلّٰى ثُمَّ أَنْشَدَ حِيْنَ وَلّٰى تَعَارَجْتُ لَا رَغْبَةً فِي الْعَرَجْ وَلٰكِنْ لِأَقْرَعَ بَابَ الْفَرَجْ وَأُلْقِيَ حَبْلِيْ عَلٰى غَارِبِيْ وَأَسْلُكَ مَسْلَكَ مَنْ قَدْ مَرَجْ فَإِنْ لَامَنِي الْقَوْمُ قُلْتُ اعْذِرُوْا فَلَيْسَ عَلٰى أَعْرَجٍ مِنْ حَرَجْ .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) خط کشیدہ الفاظ میں سے پانچ کے باب اور صیغے بتائیں۔

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: "پس اس نے کہا کہ میں دو حالتوں میں رہتا ہوں۔ کبھی سختی اور کبھی نرمی میں۔ اور میں دو طرح کی ہواؤں میں پلٹتا ہوں کبھی تیز ہوا میں اور کبھی سست ہوا میں۔ پس میں نے اس سے دریافت کیا کہ تم لنگڑے کیوں بنے ہوئے ہو حالانکہ تیرے جیسا کوئی نہیں' جو مذاق اُڑائے؟ پس اس کا کھلا ہوا چہرہ مرجھا گیا' پھر اس نے جاتے وقت دو شعر پڑھے۔ کہ میں لنگڑے پن کو اچھا جان کر لنگڑا نہیں بنا بلکہ اس لیے بنا ہوں تا کہ میں اپنے لیے خوشحالی اور وسعتِ رزق کے دروازہ کو کھول سکوں۔ میں اپنی رسی کندھے پر ڈال کر بے پہ بیل کی مانند چل دیتا ہوں تا کہ اگر قوم مجھے ملامت کرے تو کہہ سکوں کہ لنگڑے کے لیے ایسا کرنا کوئی بری بات نہیں ہے/لنگڑے کے لیے ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے"۔

(ب) خط کشیدہ کے باب وصیغہ:

الفاظ	باب وصیغہ
أتقلب:	صیغہ واحد متکلم مذکر ومؤنث فعل مضارع معلوم از باب تفعّل
أنقلب:	صیغہ واحد متکلم مذکر ومؤنث مضارع معلوم از باب انفعال
فأستسر:	صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معلوم از باب استفعال
تعارجت:	صیغہ واحد متکلم مذکر ومؤنث فعل ماضی معلوم از باب تفاعل
لأقرع:	صیغہ واحد متکلم مذکر ومؤنث فعل مضارع معلوم از باب فَتَحَ یَفْتَحُ
ألقي:	صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مجہول از باب افعال
أسلك:	واحد متکلم مذکر ومؤنث فعل مضارع معلوم از باب نَصَرَ یَنْصُرُ

سوال نمبر 3:- درج ذیل پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں نیز خط کشیدہ کی نحوی وضاحت کریں؟

(۱) وَنَهَضْتُ لِأَحْدِاجِ رَاحِلَتِيْ وَأَتَحَمَّلَ لِرِحْلَتِيْ ۔

(۲) وَأُنْزِلُ سَمِيْرِيْ مَنْزِلَةَ أَمِيْرِيْ وَأُحِلُّ أَنِيْسِيْ مَحَلَّ رَئِيْسِيْ ۔

(۳) وَمُتْرَفٍ لَوْلَاهُ دَامَتْ حَسْرَتُهُ وَجَيْشٍ هُمْ هَزَمَتُهُ كَرَّتُهُ ۔

(۴) فَحِيْنَئِذٍ اسْتَسْنَى الْقَوْمُ قِيْمَتَهُ وَاسْتَغْزَرُوْا دِيْمَتَهُ ۔

(۵) تَبًّالَهُ مِنْ خَادِعٍ مُمَاذِقٍ اَصْفَرَ ذِى الْوَجْهَيْنِ كَالْمُنَافِقِ ۔

جواب: (الف) اعراب: اعراب تمام اجزاء پر اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارات:

۱-اور میں اٹھاتا کہ اپنی اونٹنی پر کجاوہ کس کر اسے کوچ کرنے کے لیے اٹھاؤں۔

۲-میں اتارتا ہوں اپنے قصہ گو کو حاکم کی جگہ اور اپنے دوست کو رکھتا ہوں سردار کی جگہ۔

۳-اگر یہ اشرفی نہ ہوتی تو ان کو ہمیشہ حسرت و افسوس رہتا۔ اور بہت سے غم کے لشکر کو اس کے حملے سے شکست ہوئی۔

۴-اب تو لوگ اس کو بہت قیمتی سمجھنے لگے اور اس کی بارش کو بہت زیادہ خیال کرنے لگے۔

۵-اشرفی ہلاک ہو منافق، مکار، زرد دو رخی۔

(ب) خط کشیدہ کی نحوی وضاحت:

۱-سمیری غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً مفعول اوّل منزلة اسم مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف امیری مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا۔

۲-القوم مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، قیمت مضاف ہ مضاف الیہ اور مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ ہوا۔

قسم ثانی: بلاغت

سوال نمبر 4:-(ثُمَّ قَالَ السَّكَاكِيُّ (وَشَرْطُهُ) أَيْ وَشَرْطُ جَعْلِ الْمُنْكَرِ مِنْ هٰذَا الْبَابِ وَاعْتِبَارِ التَّقْدِيمِ وَالتَّأْخِيرِ فِيهِ (أَنْ لَّا يَمْنَعَ مِنَ التَّخْصِيصِ مَانِعٌ كَقَوْلِكَ رَجُلٌ جَاءَنِي عَلٰى مَامَرَّ) إِنَّ مَعْنَاهُ رَجُلٌ جَاءَنِي لَا اِمْرَأَةٌ أَوْ لَا رَجُلَانِ دُوْنَ قَوْلِهِمْ شَرٌّ أَهَرَّ ذَانَابٍ.

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) خط کشیدہ عبارت سے شارح کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟ مفصل لکھیں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: پھر کہا سکاکی نے! اور اس کی شرط یعنی نکرہ کو اس باب سے بنانے کی اور اس میں تقدیم و تاخیر کا اعتبار کرنے کی شرط یہ ہے کہ تخصیص سے کوئی مانع موجود نہ ہو جیسے تیرا قول "رَجُلٌ جَاءَنِي" جیسا کہ گزرا۔ بے شک اس کا معنیٰ یہ ہے کہ میرے پاس مرد آیا عورت نہیں یا دو مرد نہیں۔ علاوہ ان کے قول کے "شَرٌّ اَهَرَّ ذَانَابٍ"

(ب) خط کشیدہ عبارت کی تشریح:

خط کشیدہ عبارت سے شارح یہ ثابت کرنا چاہتے کہ عربوں کے قول "شَرٌّ اَهَرَّ ذَانَابٍ" میں نہ ہی

تخصیص جنس ہے' کیونکہ اس طرح کہنا منع ہے کہ کتے کو شر نے بھونکا یا خیر نے نہیں۔ اور نہ تخصیص فرد ہے' کیونکہ ایسا بھی نہیں کہا جاتا کہ "کتے کو ایک شر نے بھونکا یا دو شروں نے نہیں۔ لہٰذا اس میں تخصیص نہیں لیکن رَجُلٌ جَاءَنِیْ میں تخصیصِ جنس اور تخصیص فرد دونوں مراد لے سکتے ہیں۔

سوال نمبر 5:- درج ذیل کی تعریفات و امثلہ لکھیں؟

تنافر کلمات' تعقید لفظی' حشو' حال' تتابع اضافات' مخالفة قیاس

جواب: اصطلاحات کی تعریفات:

تنافرِ کلمات کی تعریف: اگرچہ الگ الگ ہر کلمہ فصیح ہو مگر کلمات کا اجتماع زبان پر ثقیل ہو جائے جیسے شاعر کا قول "لیس قُربَ قَبرِ حَربٍ قَبرٌ"

تعقید لفظی کی تعریف: کلام کا معنیٰ مرادی پر ظاہر الدلالۃ نہ ہونا اس خلل کی وجہ سے جو نظم میں واقع ہو مثلاً تقدیم' تاخیر' فصل وغیرہ جیسے فرزدق کا قول: "وَمَا مِثْلُهُ فِي النَّاسِ اِلَّا مُمْلِكًا اَبو امه حَيٌّ اَبُوْهُ يُقَارِبُهُ"۔

حشو کی تعریف: کلام میں ایسی زیادتی جس کے بغیر بھی معنیٰ ادا ہو سکے جیسے وَاَعْلَمُ عِلْمَ الْيَوْمِ وَالْاَمْسِ قَبْلَهُ میں لفظ قَبْلَهُ زائد ہے۔

حال کی تعریف: کسی خصوصیت کا تقاضا کرنے والا امر حال کہلاتا ہے جیسے انکار ایک حال ہے' جو تاکید کا تقاضا کرتا ہے۔

تتابع اضافات کی تعریف: کلام متعدد اضافتوں کا استعمال کرنا جیسے حَمَامَةَ جَرْعَى حومةِ الْجندل اِسْجَعِيْ میں یکے بعد دیگر اضافتوں کا استعمال ہے۔

مخالفتِ قیاس کی تعریف: جب کسی کلمہ میں صرفی قانون کی مخالفت پائی جائے تو مخالفتِ قیاس ہوگا جیسے اجلل۔

سوال نمبر 6:- ثم الإسناد مطلقا منه حقيقة عقلية...... فأقسام الحقيقة العقلية على مايشمله التعريف أربعة ۔

(الف) حقیقت عقلیہ کی تعریف لکھیں نیز اس کی اقسام اربعہ میں سے دو کی امثلہ کے ساتھ وضاحت کریں؟

(ب) مجاز عقلی کی تعریف لکھیں نیز بتائیں کہ مجاز عقلی قرآن مجید میں ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس کی دو مثالیں وضاحت کے ساتھ لکھیں؟

جواب: (الف) حقیقت عقلیہ کی تعریف:

متکلم کے نزدیک فعل یا شبہ فعل کا اسناد ما هو له کی طرف کرنا ظاہر حال میں۔

دو اقسام کا بیان: حقیقت عقلیہ کی چار اقسام ہیں جن میں سے دو درج ذیل ہیں:

پہلی قسم: اسناد واقع اور اعتقاد دونوں کے مطابق ہو جیسے مومن قول اَنْبَتَ اللّٰهُ الْبَقْلَ ۔

دوسری قسم: اسناد صرف اعتقاد کے مطابق ہو واقع کے مطابق نہ ہو جیسے جاہل کا قول وَاَنْبَتَ الرَّبِیْعُ الْبَقْلَ ۔

(ب) مجاز عقلی کی تعریف:

قرینہ کے ساتھ فعل یا شبہ فعل کا اسناد ایسے ملابس اور متعلق کی طرف کرنا جو مَا هُوَ لَهٗ کا غیر ہو۔

مجاز عقلی: قرآن کریم میں کثیر واقع ہے جن میں چند مثالیں درج ذیل ہیں:

(۱) اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا' (۲) یُذَبِّحُ اَبْنَاءَ هُمْ' (۳) یَا هَامَانُ ابْنُ لِیْ صَرْحًا ۔

تشریح: پہلی مثال میں اخراج کی نسبت زمین کی طرف کی گئی حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ دوسری مثال میں ذبح کی نسبت فرعون کی طرف ہے حالانکہ وہ اس کے عملے کا فعل ہے۔ تیسری مثال میں بناء کی نسبت ہامان کی طرف کی گئی حالانکہ وہ اس کے عملے کا فعل ہے۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظيم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية العالية (بی اے-سال اوّل)
(برائے طلباء) الموافق سنة 1443ھ 2022ء

الورقة السادسة: العقائد والمنطق

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: ہر حصہ سے دو دو سوال حل کریں۔

پہلا حصہ.....عقائد

سوال نمبر 1: قال اهل الحق حقائق الاشياء ثابتة والعلم بها متحقق خلافا للسوفسطائية واسباب العلم للخلق ثلاثة ۔

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ لکھیں اور سوفسطائیہ کا مؤقف بھی تحریر کریں؟ (۵+۵+۵=۱۵)

(ب) اللہ تعالیٰ کی صفات ازلیہ قائم بذاتہ میں سے کوئی سی پانچ صفات تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2:- (الف) آثار صالحین سے برکت حاصل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اپنے مؤقف پر دو دلیلیں تحریر کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(ب) کرامت کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ اولیاء اللہ کے لیے کرامات ثابت ہیں یا نہیں؟ اپنے مؤقف پر قرآن وحدیث سے ایک ایک دلیل لکھیں؟ (۵+۵+۵=۱۵)

سوال نمبر 3:- درج ذیل عنوانات پر اپنے مؤقف کے مطابق ایک ایک دلیل تحریر کریں؟ (۵×۵=۲۵)

البدعة الحسنة' التوسل' الاستشفاء بالقرآن' الذبح بأبواب الأوليا' تقبيل القبور

دوسرا حصہ......منطق

سوال نمبر 4:- (الف) دلالات ثلثہ مطابقی' تضمنی' التزامی کی تعریفات قطبی کے مطابق لکھیں اور امثلہ بھی تحریر کریں؟ (۵+۵+۵=۱۵)

(ب) معرف وقول شارح اور دلیل وحجت کی تعریفات اور وجہ تسمیہ لکھیں؟ (۵+۵=۱۰)

سوال نمبر 5:-الكليان متساويان ان صدق كل واحد منهما على كل مايصدق عليه الاخر وبينهما عموم وخصوص مطلقا ان صدق احدهما على كل مايصدق عليه الاخر من غير عكس وبينهما عموم وخصوص من وجه ان صدق كل منهما على بعض ماصدق عليه الاخر فقط ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز بیان کی گئی اقسام میں سے کوئی سی تین کی امثلہ تحریر کریں؟ (۵+۶+۴=۱۵)

(ب) متساویین اور متباینین کی نقیضوں کے درمیان کونسی نسبت ہوگی؟ امثلہ سے وضاحت کریں؟ (۵+۵=۱۰)

سوال نمبر 6:-واعلم ان المشهور فيما بين القوم ان العلم اما تصور او تصديق والمصنف عدل عنه الى التصور الساذج والتصديق وسبب العدول ورود الاعتراض على التقسيم المشهور من وجهين الاول ان التقسيم فاسد ۔

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ (۷+۸=۱۵)

(ب) علم کی مشہور تقسیم پر دو وجہ سے اعتراض وارد ہوتا ہے آپ وہ دونوں وجہیں تحریر کریں؟ (۵+۵=۱۰)

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2022

چھٹا پرچہ: عقائد و منطق

پہلا حصہ......عقائد

سوال نمبر 1:-قَالَ اَهْلُ الْحَقِّ حَقَائِقُ الْاَشْيَاءِ ثَابِتَةٌ وَالْعِلْمُ بِهَا مُتَحَقِّقٌ خِلَافًا لِلسُّوفَسْطَائِيَّةِ وَاَسْبَابُ الْعِلْمِ لِلْخَلْقِ ثَلَاثَةٌ ۔

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ لکھیں اور سوفسطائیہ کا موقف بھی تحریر کریں؟

(ب) اللہ تعالیٰ کی صفات ازلیہ قائم بذاتہ میں سے کوئی سی پانچ صفات تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: اہل حق فرماتے ہیں: اشیاء کی حقیقتیں ثابت ہیں۔ اور ان کا علم بھی موجود ہے۔

سوفسطائیہ کا اس میں اختلاف ہے اور مخلوق کے علم (یقین) کے تین اسباب ہیں۔

سوفسطائیہ کا موقف:

سوفسطائیہ احمقوں کا ایک گروہ تھا' جو مغالطہ آفرینی کے ذریعے اپنے نظریات کو فروغ دیتا تھا۔ اس کے تین گروہ تھے:

i- عنادیہ: یہ اشیاء کی حقیقتوں کا انکار کرتے ہیں۔

ii- عندیہ: ان کے نزدیک اشیاء کے حقائق ان کے اعتقاد کے تابع ہیں۔

iii- لاادریہ: یہ کہتے ہیں کہ ہمیں کسی چیز کے موجود ہونے کا علم ہے اور نہ معدوم ہونے کا۔

خلاصہ کلام یہ کہ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ عبارت میں ان تمام فرقوں کا رد کیا ہے۔

(ب) اللہ تعالیٰ کی صفات ازلیہ قائم بذاتہ:

وہ پانچ صفات یہ ہیں:

i- حیات' ii- سمع' iii- بصر' iv- علم قدرت' v- مشیت

سوال نمبر 2:- (الف) آثار صالحین سے برکت حاصل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اپنے موقف پر دو دلیلیں تحریر کریں؟

(ب) کرامت کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ اولیاء اللہ کے لیے کرامات ثابت ہیں یا نہیں؟ اپنے موقف پر قرآن وحدیث سے ایک ایک دلیل لکھیں؟

جواب: (الف) آثار صالحین سے برکت کا جواز و دلائل:

ہاں! آثار صالحین سے برکت حاصل کرنا جائز ہے اور مستحب ہے اور تمام علماء اسلام اس پر متفق ہیں۔ اس کے دلائل یہ ہیں:

دلیل نمبر 1: حضرت جعفر بن امام محمد سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب آپ کو غسل دیا گیا' تو آپ کی آنکھوں کے پپوٹوں میں پانی جمع ہو جاتا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس سے منہ لگا کر پانی پیتے تھے یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت حاصل کرنے کے لیے۔

دلیل نمبر 2: حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ اس وقت چمڑے کے سرخ خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی تھا' جسے حاصل کرنے کے لیے صحابہ کرام جھپٹ رہے تھے' جسے پانی کا کچھ حصہ مل جاتا وہ اپنے جسم پر مل لیتا اور جسے نہ ملتا وہ اپنے ساتھی کے ہاتھ کی تری ہی حاصل کر لیتا یعنی برکت اور شفاء کے لیے۔

(ب) کرامت کی تعریف' ثبوت اور دلائل:

اولیاء وصالحین سے جو خلاف عادت عمل صادر ہوا سے کرامت کہا جاتا ہے۔ کرامات اولیاء حق ہیں' ان کا جواز قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ اس سلسلہ میں دلائل حسب ذیل ہیں:

i- حضرت زکریا علیہ السلام حجرہ میں حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے پاس جاتے' ان کے ہاں انواع و اقسام کے بے موسے پھل پا کر تعجب سے دریافت کرتے کہ یہ پھل کہاں سے ہیں؟ انہیں جواب دیا جاتا: یہ پھل اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں۔ (القرآن)

ii- مفسرین کی تصریح کے مطابق حضرت مائی مریم رضی اللہ عنہا کے پاس گرمیوں کے پھل سردیوں میں اور سردیوں کے پھل گرمیوں میں موجود ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں حکم ہوتا کہ خشک کھجور کے تنے کو اپنی طرف حرکت دو' تو ان کے حرکت دینے سے وہ تروتازہ کھجوریں گراتا۔ (القرآن)

(iii) اصحاب کہف کا واقعہ قرآن کریم میں بالتفصیل مذکور ہے' وہ تین سونو سال کوئی چیز کھائے بغیر سوئے رہے' ان کی کروٹیں بدلی جاتی تھیں' وہ صحیح وسالم رہے' سورج کی گرمی اور موسم کی سردی بھی ان پر اثر انداز نہ ہوئی۔

iv- حضرت خبیب رضی اللہ عنہ اپنی قید کے زمانہ میں قیدی ہی پھل تناول کیا کرتے تھے اور اس زمانہ میں مدینہ طیبہ میں پھل کا نام ونشان نہیں ہوتا تھا۔

v- جب حضرت عاصم رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے تو کفار نے ان کے جسم کا ایک حصہ کاٹنے کا ارادہ کیا' اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں یا بھڑوں کو ان کی حفاظت کے لیے روانہ کر دیا' چنانچہ کفار اپنے مذموم مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔

سوال نمبر 3:- درج ذیل عنوانات پر اپنے مؤقف کے مطابق ایک ایک دلیل تحریر کریں؟

البدعة الحسنة' التوسل' الاستشفاء بالقرآن' الذبح بأبواب الأوليا' تقبيل القبور

جواب: البدعة الحسنة سے متعلق دلیل:

بدعت حسنہ: بدعت حسنہ وہ نیا کام ہے جو قرآن وسنت کے موافق ہو اور آئمہ ہدایت اس کے قائل ہوں جیسے قرآن کریم کو مصحف میں جمع کرنا' اس پر اعراب لگوانا' رمضان میں نماز تراویح باجماعت ادا کرنا' مسافر خانے بنوانا' دینی مدارس کا قیام اور جدید انداز میں مساجد کی تعمیر اور ان کے مینار ومحراب وغیرہ وغیرہ۔ اس لیے یہ تمام چیزیں زمانہ رسالت میں نہیں تھیں بلکہ بعد میں وجود میں آئیں اور ان کے عدم جواز پر کوئی بھی عالم فتویٰ نہیں دیتا۔

التوسل سے متعلق دلیل:

انبیاء اور اللہ کے نیک بندوں کو وسیلہ بنانا جائز ہے۔

امام بخاری حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب قحط واقع ہوتا' تو حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگتے اور عرض کرتے: اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرتے تھے اور تو بارش عطا فرماتا تھا' اب ہم اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں' ہمیں بارش عطا فرما' حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو بارش سے سیراب کر دیا جاتا۔

الاستشفاء بالقرآن سے متعلق دلیل:

قرآن پاک بیماری کے لیے شفاء اور دلوں کے زنگ کو دور کرنے والا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے: ترجمہ: "اور ہم قرآن سے وہ چیز نازل کرتے جو شفاء ہے اور مومنوں کے لیے رحمت"۔

الذبح بأبواب الأولیاء سے متعلق دلیل:

اولیاء کے مزارات پر ان کے ایصال ثواب کے لیے ذبح کرنا نہ صرف جائز بلکہ آئمہ کے نزدیک مستحب ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میری والدہ اچانک فوت ہوگئی ہیں۔ اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو ان کو فائدہ دے گا؟ فرمایا: ہاں! انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کونسا صدقہ زیادہ فائدہ دے گا؟ فرمایا: پانی۔ چنانچہ انہوں نے کنواں کھدوایا اور فرمایا: یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔

تقبیل القبور سے متعلق دلیل:

اکثر علماء نے اسے صرف مکروہ قرار دیا اور بعض نے جائز اور مباح قرار دیا۔ حرام تو کسی نے بھی نہیں کہا۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے ثابت ہے کہ جب ان سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقد انور کو بوسہ دینے کے بارے پوچھا گیا تو فرمایا: اس میں کچھ حرج نہیں۔

حصہ دوم: منطق

سوال نمبر 4:۔(الف) دلالات ثلثہ مطابقی' تضمنی' التزامی کی تعریفات قطبی کے مطابق لکھیں اور امثلہ بھی تحریر کریں؟

(ب) معرف و قول شارح اور دلیل و حجت کی تعریفات اور وجہ تسمیہ لکھیں؟

جواب: (الف) دلالت مطابقی کی تعریف: وہ دلالت جو لفظ اپنے پورے معنی موضوع لہ پر دلالت

کرے جیسے انسان کی دلالت حیوان ناطق پر۔

دلالت تضمنی کی تعریف: وہ دلالت جو لفظ اپنے معنی موضوع کی جز پر دلالت کرے جیسے انسان کی دلالت فقط حیوان یا فقط ناطق پر۔

دلالت التزامی کی تعریف: وہ دلالت جو لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے لازم خارج پر دلالت کرے جیسے انسان کی دلالت قابلِ علم ہونے پر۔

(ب) معرف وقول شارح کی تعریف: وہ معلوماتِ تصوریہ کہ جنہیں ترتیب دینے سے کوئی مجہول تصور حاصل ہو۔

دلیل و حجت کی تعریف: وہ معلوماتِ تصدیقیہ کہ جنہیں ترتیب دینے سے کوئی مجہول تصدیق حاصل ہو۔

معرف وقول شارح کی وجہ تسمیہ: وہ شئی جو مجہول تصور تک پہنچائے، منطقی اسے معرف وقول شارح کہتے ہیں۔ شارح تو اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اشیاء کی حقیقتوں کی شرح کرتا ہے اور قول اس لئے کہتے ہیں کہ وہ غالبًا مرکب ہوتا ہے کہ حد تام یقیناً مرکب ہوتی ہے۔ لفظ قول مرکب کے ہم معنیٰ لفظ ہے۔

دلیل و حجت کی وجہ تسمیہ: جو شئی مجہول تصدیق تک پہنچائے، منطقی اسے حجت کہتے ہیں۔ اسے حجت اس لیے کہتے ہیں کہ حجت کا معنیٰ ہے "غلبہ" تو جو شخص اس سے استدلال کر کے اور اپنے مطلوب تک پہنچتا ہے وہ خصم پر غالب آجاتا ہے اس لیے اس کو حجت کہتے ہیں۔

سوال نمبر5:- اَلْکُلِّیَانِ مُتَسَاوِیَانِ اِنْ صَدَقَ کُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلٰی کُلِّ مَا یَصْدُقُ عَلَیْهِ الْاٰخَرُ وَبَیْنَهُمَا عُمُوْمٌ وَخُصُوْصٌ مُطْلَقًا اِنْ صَدَقَ اَحَدُهُمَا عَلٰی کُلِّ مَا یَصْدُقُ عَلَیْهِ الْاٰخَرُ مِنْ غَیْرِ عَکْسٍ وَبَیْنَهُمَا عُمُوْمٌ وَخُصُوْصٌ مِنْ وَجْهٍ اِنْ صَدَقَ کُلٌّ مِنْهُمَا عَلٰی بَعْضِ مَا صَدَقَ عَلَیْهِ الْاٰخَرُ فَقَطْ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز بیان کی گئی اقسام میں سے کوئی سی تین کی امثلہ تحریر کریں؟

(ب) متساوین اور متباینین کی نقیضوں کے درمیان کونسی نسبت ہوگی؟ امثلہ سے وضاحت کریں؟

جواب: (الف) اعراب اور ترجمہ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔ ترجمہ درج ذیل ملاحظہ کریں:

"دو کلیوں میں ایک اگر اس پر صادق آئے جس پر دوسری صادق آتی ہے تو یہ تساوی ہوں گی۔ اگر ان میں ایک صادق آئے اس پر جس پر دوسری صادق آئے لیکن دوسری صادق نہ اس پر جس پر پہلی صادق آئے تو ان کے درمیان عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہوگی۔ اگر ان میں ہر ایک ہر اس کے بعض پر صادق آئے جس پر دوسری صادق آئی تو ان کے درمیان عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہوگی"۔

(ب) متساوی کلیوں کی نقیضوں کے درمیان نسبت کا بیان:

جن دو کلیوں کے درمیان تساوی کی نسبت ہو جیسے انسان اور ناطق۔ ان کی نقیضوں کے درمیان بھی تساوی کی نسبت ہوگی جیسے لا انسان و لا ناطق کے درمیان تساوی کی نسبت ہے' کیونکہ جس پر لا انسان صادق آئے گا اس پر لا ناطق بھی صادق آئے اور جس پر لا ناطق صادق آئے اس پر لا انسان بھی صادق آتا ہے' کیونکہ اگر لا انسان کسی پر صادق آئے اور لا ناطق صادق نہ آئے تو پھر اس کا عین یعنی ناطق صادق آئے گا اب اس جگہ ایک کا عین ہے یعنی ناطق اور دوسرے کی نقیض یعنی لا انسان۔ تو اس پر یہ لازم آئے گا کہ ایک عین دوسرے عین کے بغیر پایا جائے حالانکہ عینوں کے درمیان نسبت تساوی تھی۔ لہٰذا جاننا ہوگا کہ جن کلیوں میں تساوی کی نسبت ہو ان کی نقیضوں کے درمیان بھی تساوی کی نسبت ہوگی۔

متبائن کلیوں کی نقیضوں کے درمیان نسبت کا بیان:

جن دو کلیوں کے درمیان تباین کی نسبت ہو (جیسے وجود اور معدوم کے درمیان تباین کی نسبت ہے) تو ان کی نقیضوں کے درمیان تباین جزئی کی نسبت ہوگی (جیسے لا وجود اور لا معدوم کے درمیان تباین جزئی ہے) کیونکہ اگر دو عینوں (یعنی وجود اور معدوم) میں ہر ایک دوسرے کی نقیض (یعنی لا وجود یا لا معدوم) کے ساتھ پایا جائے تو پھر دو نقیضوں (یعنی لا وجود اور لا معدوم) میں ہر ایک بھی دوسرے کے عین (وجود یا معدوم) کے ساتھ پائی جائے گی۔ پس اس وقت دو نقیضوں میں ہر ایک دوسری کے بغیر فی الجملہ صادق آئے گی اور یہی تباین جزئی ہے۔ ان کی نقیضوں کے درمیان تباین جزئی اس لیے کہا کہ وہ کبھی تباین کلی کے ضمن میں متحقق ہوتی ہے جیسے موجود اور معدوم کی نقیضوں یعنی لا موجود اور لا معدوم کے درمیان تباین کلی ہے۔ کبھی وہ عموم وخصوص من وجہ کے ضمن میں متحقق ہوگی جیسے انسان اور حجر کی نقیضوں یعنی لا انسان اور لا حجر کے درمیان عموم من وجہ کی نسبت ہے۔ اسی لیے کہا کہ متبائنین کی نقیضوں میں تبائن جزئی ہے۔

سوال نمبر 6:- وَاعْلَمْ اَنَّ الْمَشْهُوْرَ فِيْمَا بَيْنَ الْقَوْمِ اَنَّ الْعِلْمَ اِمَّا تَصَوُّرٌ اَوْ تَصْدِيْقٌ وَالْمُصَنِّفُ عَدَلَ عَنْهُ اِلَى التَّصَوُّرِ السَّاذِجِ وَالتَّصْدِيْقِ وَسَبَبُ الْعُدُوْلِ وُرُوْدُ الْاِعْتِرَاضِ عَلَى التَّقْسِيْمِ الْمَشْهُوْرِ مِنْ وَّجْهَيْنِ الْاَوَّلُ اَنَّ التَّقْسِيْمَ فَاسِدٌ۔

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) علم کی مشہور تقسیم پر دو وجہ سے اعتراض وارد ہوتا ہے آپ وہ دونوں وجہیں تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب اور ترجمۃ العبارۃ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

''اور جان لو کہ وہ (تعریف) جو قوم کے درمیان مشہور ہے وہ یہ کہ یا تصور ہوگا یا تصدیق۔ مصنف نے اس سے عدول کیا تصور ساذج اور تصدیق کی طرف۔ اور عدول کا سبب مشہور تقسیم پر دو وجہ سے اعتراض

وارد ہوتا ہے۔ اوّل یہ کہ تقسیم فاسد ہے"۔

(ب) علم کی مشہور تقسیم پر وارد اعتراض کی دو وجہیں:

مصنف نے علم کی مشہور تقسیم سے اعراض کیا' اس اعراض کی وجہ یہ ہے کہ اس تعریف پر دو اعتراض ہوتے تھے' ان سے بچنے کے لیے نئی تقسیم کی ہے۔ سوال یہ ہے کہ آخر وہ اعتراضات کون سے ہیں جو مشہور تعریف پر وارد ہوتے ہیں اور مصنف نے ان سے بچتے ہوئے جدید تقسیم اختیار کی ہے؟ وہ اعتراضات حسب ذیل ہیں:

۱- پہلا اعتراض: تصدیق سے آپ کی کیا مراد ہے؟ اگر تصدیق سے مراد تصور مع الحکم ہے جیسا کہ امام رازی کا مذہب ہے تو اس صورت میں قسم الشیء کا قسیم الشیء لازم آتا ہے' اس لیے کہ تصور مع الحکم علم کی قسم ہے چونکہ علم اور تصور میں ترادف ہے تو تصور مع الحکم علم کی قسم ہے' بالکل اسی طرح تصور کی بھی قسم ہوئی حالانکہ مشہور تقسیم میں تصور مع الحکم یعنی تصدیق کو تصور کا قسیم بنایا گیا ہے' تو یہ تصدیق تصور کی بھی قسم ہے اور قسیم بھی ہے جو کہ ناجائز ہے۔

۲- دوسرا اعتراض: اگر تصدیق سے مراد حکم ہے جیسا کہ حکماء کا مذہب ہے' تو اس صورت میں قسیم الشیء کا قسم الشیء ہونا لازم آئے گا' اس لیے کہ حکم کو تقسیم مشہور کا قسیم بنایا گیا حالانکہ واقع نفس الامر میں حکم تصور کی قسم ہے۔ چونکہ علم اور تصور میں ترادف ہے تو جس طرح حکم علم کی قسم ہے تو اس تصور کی بھی قسم بنی' تو اس قسیم الشیء کا قسم الشیء ہونا لازم آیا جو بالکل ناجائز ہے۔

☆☆☆

ترجمہ: ''قیامت کا علم اسی طرف لوٹایا جاتا ہے جب قیامت واقع ہو اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اور پھلوں میں سے کوئی پھل غلافوں سے باہر نہیں آتا'' ایک قرأت میں ثمرات بھی پڑھا گیا ہے۔ اکمام کم کی جمع ہے۔ کم کو کاف کے کسرہ کے ساتھ پڑھنا ہے۔'' کوئی مادہ حاملہ نہیں ہوتی اور نہ کوئی مادہ بچہ جنتی ہے مگر سب اس کے علم میں ہے۔ جب اللہ ان کو ندا فرمائے گا کہ میرے شریک کہاں ہیں وہ کہیں گے (اے میرے رب) ہم تیری بارگاہ میں عرض کر چکے ہیں یعنی اب ہم درخواست گزار ہیں کہ ہم میں سے کوئی گواہی دینے والا نہیں (کہ وہ تیرے شریک ہیں) 13

(ب) اغراض مفسر:

متی تکون والی عبارت نکال کر مفسر رحمہ اللہ تعالیٰ نے یرد فعل کا ظرف بتا دیا۔ مطلب ہوا کہ جب مشرک آپ سے وقوع قیامت کے بارے سوال کریں تو آپ فرمانا کہ جب قیامت قائم ہوگی اس وقت کو اللہ ہی جانتا ہے۔ لایعلم غیرہ اس حصر کی طرف اشارہ کر دیا جو اللہ یرد کی تقدیم سے حاصل ہو رہا ہے۔ اگر حصر مقصود نہ ہوتا تو یرد الیہ کہا جاتا۔ مفسر رحمہ اللہ تعالیٰ لفظ ثمرہ میں دو قرأتوں کی طرف اشارہ کر دیا کہ اسے مفرد بھی پڑھ سکتے یعنی ثمرۃ تب جنس ثمرہ مراد ہوگی اور جمع بھی پڑھ سکتے ہیں یعنی ثمرات تب انواع مراد ہوں گے۔ پھر اکمام کا معنی بیان کرنے کے بعد اس کی صرفی تحقیق بیان کر دی کہ اکمام کم کی جمع ہے۔ اعلمناک نکال کر اٰذنك کا آسان معنی بیان کر دیا۔ الاٰن سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مراد انشاء ہے ماسبق کی خبر دینا نہیں یعنی اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ یہ جملہ لفظاً خبریہ ہے اور معنی انشائیہ ہے۔

(ج) شهيد کی صرفی و معنوی تحقیق:

شهيد صفت مشبہ کا صیغہ ہے اور شاهد کے معنی میں یہاں مستعمل ہے۔

سوال نمبر 2:- لَقَدْ رَضِيَ اللهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ بِالْحُدَيْبِيَةِ تَحْتَ الشَّجَرَةِ هِيَ سَمُرَةٌ وَهُمْ اَلْفٌ وَثَلٰثُ مِائَةٍ اَوْ اَكْثَرُتُمْ بَايَعَهُمْ عَلٰى اَنْ يُّنَاجِزُوْا قُرَيْشًا وَّاَنْ لَّا يَفِرُّوْا عَلَى الْمَوْتِ فَعَلِمَ اللهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ مِنَ الْوَفَاءِ وَالصِّدْقِ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ و تشریح کریں؟

(ب) ''فتحا قريبا'' ترکیب میں کیا بنتا ہے؟ اور فتح سے کون سی فتح مراد ہے؟ نیز یہ فتح کس موقع پر حاصل ہوئی؟

(ج) ''السكينة'' کا لفظی معنی لکھنے کے بعد اس کا مفہوم قلمبند کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ: "بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے (حدیبیہ میں) تمہاری بیعت کرتے تھے (اس پیڑ کا نام کیکر ہے) اور وہ ایک ہزار تین سو یا اس سے زیادہ تھے۔ ان سے اس بات پر بیعت کی کہ قریش سے مقابلہ کریں گے اور موت سے بھاگیں گے نہیں۔ تو اللہ نے جانا جوان کے دلوں میں ہے یعنی وفاداری اور سچائی، تو ان پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔"

تشریح:

اس بیعت کو بیعت رضوان بھی کہتے ہیں، کیونکہ اس بیعت کرنے والوں کو رضائے الٰہی کی بشارت دی گئی۔ اس بیعت کا سبب یہ بنا کہ مقام حدیبیہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اشراف قریش کے پاس مکہ بھیجا تا کہ انہیں خبر دیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کی زیارت کے لیے بقصد عمرہ تشریف لائے ہیں، جنگ کے ارادے سے نہیں آئے۔ کمزور مسلمانوں کو یہ خوشخبری دینے کے لیے بھی بھیجا کہ مسلمان عنقریب مکہ فتح کر لیں گے۔ قریش اس بات پر متفق ہوئے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس سال تشریف نہ لائیں۔ لیکن انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو طواف کی اجازت دے دی مگر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر طواف کرنے سے انکار کر دیا۔ قریش نے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو روک لیا، تو یہاں یہ خبر مشہور ہوئی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ اس پر مسلمانوں کو بہت جوش آیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے کفار کے مقابل جہاد میں ثابت رہنے پر ایک خاردار درخت کے نیچے بیعت لی۔ مشرکین اس بیعت سے خوف زدہ ہوئے اور انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا۔

(ب) فتحًا قریبًا کی ترکیب نحوی: فتحًا قریبًا موصوف صفت مل کر مفعول ثانی واقع ہو رہا ہے۔

کون سی فتح مراد ہے: فتح سے خیبر کی فتح مراد ہے۔

فتح کا موقعہ: حدیبیہ سے واپسی کے چھ ماہ بعد حاصل ہوئی یعنی ہجرت کے ساتویں سال میں۔

(ج) سکینہ کا لفظی معنی:

سکینہ کا لفظی معنی سکون ہے۔ چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سن کر صحابہ کرام پر جوش ہوئے اور نبی علیہ السلام نے بدلہ لینے کے لیے صحابہ سے بیعت لی۔ تو شہادت کی خبر نے مؤمنین کے دلوں کو کچھ بے چین سا کر دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو بذریعہ نور نبوت علم دے دیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت نہیں ہوئی، تبھی تو نبی علیہ السلام نے ان کی بیعت لی اور اپنا بایاں دست مبارک دائیں دست مبارک میں لیا اور فرمایا: یہ عثمان کی بیعت ہے۔

سوال نمبر3:- (والنجم) الثریا (اذا ھوی) غاب (ماضل صاحبکم) محمد علیه الصلاۃ والسلام عن طریق الھدایة (وماغوی) مالابس الغی وھو جھل من اعتقاد فاسد

(ومـا يـنـطق) بما يأتيكم به (عن الهوى) هوى نفسه (ان) ما (هو الا وحى يوحى) اليه (علمه) اياه ملك (شديد القوى) .

(الف) ترجمہ کریں اور خط کشیدہ صیغے حل کریں؟

(بَ)وحی کا لغوی وشرعی معنی بیان کریں؟

(ج)"ضل اورغوی" کا معنی تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اور قسم ہے نجم ستارے یعنی ثریا ستارے کی جب وہ غائب (غروب) ہوا تمہارے صاحب نہ بہکے (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم راہِ ہدایت سے) اور نہ بے راہ چلے (یعنی کج روی کے ساتھ بھی ملابس نہ ہوئے اور غـویة کا معنی جہالت یعنی عقیدہ فاسد رکھنا ہے) اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے (یعنی جو وحی تمہارے پاس لاتے ہیں وہ نفسانی خواہش نہیں) وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔ انہیں سکھایا سخت قوتوں والے طاقتور نے۔"

خط کشیدہ صیغے:

هوىٰ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف ثلاثی مجرد اجوف واوی لفیف مقرون از باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

ضَلَّ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف ثلاثی مجرد مضاعف ثلاثی از باب ضرب یضرب۔

يُوْحٰى: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع مجہول ثلاثی مزید ناقص یائی از باب افعال۔

(ب)وحی کا لغوی معنیٰ: اشارہ کرنا، ڈالنا، کلام خفی۔

اصطلاحی معنی: ان کلمات الٰہیہ کو کہتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور اولیاء کی طرف القاء فرماتا ہے بذریعہ فرشتہ جو دکھائی بھی دے اور اس کا کلام بھی سنائی دے، یا بغیر مشاہدہ کے کلام الٰہی سنائی دے، یا نبی کے دل میں کوئی بات ڈال دی جائے۔

(ج)ضل اورغوی کا معنی:

ضـل کا معنی مخالفت کرنا یعنی فعل معصیت کا ارتکاب کرنا، طریق حق سے عدول کرنا۔ غـوىٰ کا معنی جہل مرکب ہے۔ مراد یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رشد و ہدایت کی اعلیٰ منزل پر متمکن رہے اعتقاد فاسد کا کبھی آپ کے حاشیہ بساط تک نہ پہنچ سکا۔ کبھی طریق حق سے اور راہ ہدایت سے عدول نہ کیا۔ ہمیشہ اپنے رب کی توحید و عبادت میں رہے۔ (سُبْحَانَ اللهِ)

قسم ثانی: اصول تفسیر

سوال نمبر 4:- درج ذیل اجزاء کا جواب دیں۔

(الف) مشرکین، یہود، نصاریٰ اور منافقین میں سے ہر ایک کا عصرِ حاضر میں شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے نمونہ پیش کیا ہے' کوئی سے دو کا نمونہ تحریر کریں؟

(ب) نصاریٰ کا عقیدہ تثلیث اور اس پر قرآن مجید کا ردّ مفصلاً بیان کریں؟

(ج) متقدمین اور متاخرین کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد بیان کرکے بتائیں کہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس بارے کیا مؤقف ہے؟

جواب: (الف) دو نمونے:

نصاریٰ کا نمونہ:

نصاریٰ وہ لوگ تھے جو محض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مانتے تھے لیکن اس ماننے میں بھی غلو سے کام لیتے تھے۔ انہوں نے ذات باری تعالیٰ کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا، وہ بعض وجوہ سے متغائر تھے اور بعض وجوہ سے متحد بھی تھے اور ان کے ہاں ان حصوں کو اقانیم ثلاثہ کہا جاتا تھا۔ ایک اقنوم باپ جو مبدایت عالم کے ہم معنیٰ تھا۔ ایک اقنوم بیٹا جو بمعنیٰ صادر اول تھا جو ایک امر عام اور تمام موجودات میں شامل تھا اور ایک اقنوم روح القدس تھا جو عقول مجرد کے ہم معنیٰ تھا۔ ان کا یہ پختہ نظریہ تھا کہ اقنوم ابن حضرت مسیح کی روح کا لباس اختیار کر لیا تھا یعنی جیسا کہ جبرائیل علیہ السلام آدمی کی شکل میں آتے تھے، ایسے ابن نے عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں ظہور کیا تھا۔ اس لیے عیسیٰ علیہ السلام اللہ بھی ہیں، ابن اللہ اور بشر بھی ہیں اور احکام خداوندی ان کے واسطہ سے جاری ہوتے ہیں۔ یہ عقیدہ تا آخر گمراہی پر مشتمل تھا۔

اگر اس کا نمونہ اپنی قوم میں دیکھنا ہو چاہو تو آج اولیاء اللہ اور مشائخ کی اولاد کو دیکھ لو کہ وہ اپنے آباء کے حق میں کسی قسم کے خیالات رکھتے ہیں اور ان کو کہاں تک طول دیا جائے: وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوٓا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ ۝ (اور عنقریب بہت جانیں گے وہ لوگ جو کہ ظلم کرتے ہیں کہ کون سی پھرنے کی پھر جائیں گے)

نیز ان کی ایک گمراہی یہ تھی کہ ان کا یقین تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقتول ہو گئے ہیں حالانکہ فی الواقع ان کے قتل کے واقعہ میں اشتباہ ہو گیا ہے جس سے انہوں نے آسمان پر اٹھائے جانے کو قتل قرار دے دیا اور نسلاً بعد نسلاً اس غلط نظریہ کو مسلسل نقل کرتے آ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس شبہ کا ازالہ یوں فرمایا ہے: وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ ۚ مگر انہوں نے اپنی گمراہی کے سبب اس اعلان کو تسلیم کرنے سے صاف انکار کر دیا۔

منافقین کا نمونہ:

دورِ رسالت میں منافقین وہ لوگ تھے جن کے عقائد و افکار کفار جیسے تھے مگر مسلمانوں کے پاس اپنے اقوال و افعال اور اعمال کے ذریعے مسلمان ظاہر کرتے تھے۔ وہ بظاہر نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ تک کا فریضہ نبھاتے تھے لیکن دلوں کی کڑیاں کفر کے ساتھ ملی ہوئی تھیں۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ خواہ خاص قسم منافق موجود نہیں ہیں لیکن ان کے وجود سے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن کریم نے ایسے منافقوں کی علامات خوب بیان کر دی ہیں۔ اگر ان منافقین کا نمونہ عصر حاضر میں دیکھنا ہو تو امراء کی مجالس میں جا کر ان کے مصاحبین کو دیکھ لیں جو امراء کی مرضی کو شارع کی مرضی پر ترجیح دیتے ہیں۔ انصاف کی رو سے ایسے منافقین ہیں جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ باتیں بن کر نفاق اختیار کیا اور ان میں سے جواب پیدا ہوئے مگر انہوں نے یقینی ذرائع سے احکام شارع کی اطلاع پا کر مخالفت اختیار کی، کوئی فرق نہیں ہے۔ لہٰذا معقولیوں کی وہ جماعت بھی ہے جن کے دلوں میں بہت سے شکوک و شبہات پیدا ہو چکے ہیں اور جنہوں نے معاد کو نسیًا منسیًا کر دیا ہے، یہ گروہ منافقین میں شامل ہے۔

(ب) نصاریٰ کا عقیدہ تثلیث اور قرآن کی طرف سے اس کا رد:

نصاریٰ کا عقیدہ تثلیث حیران کن ہے اور عقل و دانش کے منافی بھی، ان کا کہنا ہے کہ ایک نہیں بلکہ خدا تین ہیں: (i) خالق و مالک، (ii) عیسیٰ علیہ السلام، (iii) حضرت مائی مریم۔ یہ عقیدہ اٹل ہے جس میں کوئی لچک نہیں ہے۔ قرآن کریم نے انسان کو ہر برائی سے روکنے اور نیکی کا راستہ اختیار کرنے کی ہدایت کا بیڑا اٹھایا ہے۔ قرآن کی اس مخلصانہ اصلاح و تبلیغ سے اربوں لوگوں کو ہدایت نصیب ہوئی لیکن نصاریٰ کے اس عقیدہ باطلہ میں ہرگز فرق نہیں آیا، وہ مسلسل نہر کی طرح اس عقیدہ پر ڈٹے ہوئے ہیں اور اس پر نظر ثانی کرنے کی ہرگز کوشش نہیں کرتے۔ چنانچہ قرآن نے ان کی اصلاح کے لیے صاف صاف اعلان کیا: "وانتھوا خیرًا لکم" اصل میں تھا: وانتھوا عن التثلیث واقصدوا خیرًا لکم۔ اس کے علاوہ بہت سی جگہوں پر قرآن کریم میں انہیں عقیدہ تثلیث ترک کرنے کی تلقین کی گئی۔

(ج) متقدمین کا موقف:

متقدمین کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد پانچ سو تک ہے، بلکہ گہری نظر سے دیکھا جائے تو اس سے بھی زیادہ ہیں۔

متاخرین کا موقف: متاخرین کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد بہت کم ہے یعنی تقریباً بیس 20۔

شاہ ولی اللہ کا موقف: ان کی رائے یہ ہے کہ ان کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد صرف پانچ ہے۔

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الثانية: الحديث وأصوله

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دوسوال حل کریں؟

حصہ اوّل......حدیث

سوال نمبر 1: عَنْ اَبِی مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَهُمْ اَجْرَانِ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِيِّهٖ وَاٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوْكُ اِذَا اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهٗ اَمَةٌ يَطَأُهَا فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَاْدِيْبَهَا وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ ۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) حدیث میں مذکور تین شخصوں کو دگنا اجر ملنے کی وجہ بیان کریں؟ ۱۰

(ج) "العبد المملوك" میں "العبد" کے ساتھ "المملوك" کی صفت لگانے کی وجہ تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 2: عن عائشة رضى الله عنها أن يهودية دخلت عليها فذكرت عذاب القبر فقالت لها أعاذك الله من عذاب القبر فسألت عائشة رسول الله صلى الله عليه وسلم عن عذاب القبر فقال نعم عذاب القبر حق قالت عائشة رضى الله عنها فما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد صلى صلوٰة الا تعوذ بالله من عذاب القبر ۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کرنے کے بعد حدیث میں مذکور فقالت لها میں قالت کی ضمیر فاعل اور لها میں ضمیر مجرور کا مرجع بیان کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) عذاب قبر کے متعلق تین احادیث بیان کریں؟ ۱۵

(ج) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مختصر تعارف سپرد قلم کریں؟ ۵

سوال نمبر 3: عن أبى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حق المسلم على المسلم ست قيل ماهن يارسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا لقيته

فسلم عليه واذا دعاك فأجبه واذا استنصحك فانصح له واذا عطس فحمد الله فشمته واذا مرض فعده واذا مات فاتبعه ۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف تفصیلاً تحریر کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) "حق المسلم على المسلم" کے آداب تحریر کریں؟ ۱۰

(ج) "فعده" میں "عد" کی صرفی تحقیق زینتِ قرطاس کریں؟ ۱۰

حصہ دوم......اصول حدیث

سوال نمبر 4:-کوئی سے دو اجزاء کا جواب دیں؟ ۲×۱۰=۲۰

(الف) صحیح لذاتہ اور صحیح لغیرہ سے کیا مراد ہے؟

(ب) حدیث کا لغوی و اصطلاحی معنی بیان کرنے کے بعد حدیث اور خبر میں فرق تحریر کریں؟

(ج) فرد مطلق اور فرد نسبی کی تعریف کریں؟

(د) حدیث عزیز اور غریب سے کیا مراد ہے؟

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طالبات 2023ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

حصہ اوّل: حدیث

سوال نمبر 1:-عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَّهُمْ اَجْرَانِ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِيِّهٖ وَاٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوْكُ اِذَا اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهٗ اَمَةٌ يَّطَاُهَا فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَادِيْبَهَا وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ ۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) حدیث میں مذکور تین شخصوں کو دگنا اجر ملنے کی وجہ بیان کریں؟

(ج) "العبد المملوك" میں "العبد" کے ساتھ "المملوك" کی صفت لگانے کی وجہ تحریر

کریں؟

جوابات: (الف) اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: روایت ہے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین اشخاص وہ ہیں، جنہیں دگنا اجر ملتا ہے۔ وہ کتابی جو اپنے نبی پر بھی ایمان لائے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی۔ وہ غلام مملوک جب اللہ کا حق بھی ادا کرے اور اپنے مولاؤں کا بھی۔ وہ شخص جس کے پاس لونڈی تھی جس سے صحبت کرتا تھا، اسے اچھا ادب سکھلایا، اچھی طرح علم سکھایا پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا۔ اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔

(ب) اہل کتاب کو دگنا اجر ملنے کی وجہ:

اہل کتاب اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں، اولاً اہل کتاب ہونے پر بھی ثواب/اجر ملے گا اگر چہ اس حالت میں وہ اپنے نبیوں پر غلط طریقے سے ایمان لائے تھے کہ عیسائی حضرت مسیح کو اور یہود حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا کہتے تھے مگر چونکہ ان نبیوں کو سچا اور ان کی کتابوں کو برحق مانتے تھے اس لیے اس کا ثواب پالیں گے اور دوسرا نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا اجر پالیں گے اور یہ حکم تا قیامت ہے۔

غلام کو دوگنا اجر ملنے کی وجہ:

غلام کے اگر متفرق آقا ہوں، پھر وہ ان سب کی خدمت کرتا رہے اور ان کا حق ادا کرتا رہے۔ ساتھ ہی ساتھ فرائض اسلام بھی بجا لاتا رہے۔ غرض کہ جس قدر دنیا میں زیادہ چھنے اسی قدر عبادت پر زیادہ اجر ملتا ہے۔

ایک شخص کو دگنا اجر ملنے کی وجہ:

ایک تو لونڈی کو ادب و تعلیم دینے اور آزاد کرنے کا اجر دوسرا اس سے نکاح کرنے کا اجر ملے گا۔

(ج) "العبد" کے ساتھ "المملوك" کی صفت لگانے کی وجہ:

"عبد" کی صفت مملوک اس بات کی طرف اشارہ کرنے کے لیے لائی گئی کہ اس جگہ مطلق "عبد" مراد نہیں ہے بلکہ خاص "عبد" ہے جو کسی آدمی کا غلام ہو۔

سوال نمبر 2:- عن عائشة رضی الله عنها أن يهودية دخلت عليها فذكرت عذاب القبر فقالت لها أعاذك الله من عذاب القبر فسألت عائشة رسول الله صلى الله عليه وسلم عن عذاب القبر فقال نعم عذاب القبر حق قالت عائشة رضي الله عنها فما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد صلى صلوة الا تعوذ بالله من عذاب القبر ۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کرنے کے بعد حدیث میں مذکور فقالت لها میں قالت کی ضمیر فاعل اور لها میں ضمیر مجرور کا مرجع بیان کریں؟

(ب) عذاب قبر کے متعلق تین احادیث بیان کریں؟

(ج) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مختصر تعارف سپردِ قلم کریں؟

جوابات: (الف) ترجمۃ الحدیث: روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ایک یہودی عورت ان کے پاس حاضر ہوئی، پس اس نے عذاب قبر کا ذکر کیا' تو آپ نے فرمایا: اللہ تمہیں عذاب قبر سے بچائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب قبر کے متعلق پوچھا: آپ نے فرمایا: ہاں! عذاب قبر برحق ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اس کے بعد میں نے کبھی نہ دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز پڑھی ہو اور عذاب قبر سے رب کی پناہ نہ مانگی ہو۔

قالت کی ضمیر کا مرجع: قالت کی ضمیر کا مرجع یہودیہ ہے۔

لها کی ضمیر کا مرجع: لها کی ضمیر کا مرجع حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

(ب) عذاب قبر سے متعلق تین احادیث:

۱- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کافر پر اس کی قبر میں ننانوے سانپ مسلط کیے جاتے ہیں، جو اسے قیامت تک نوچتے اور ڈستے رہیں گے۔ اگر ان میں سے ایک سانپ زمین پر پھونک مار دے تو کبھی سبزہ نہ اگے۔

۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میت قبر میں داخل کی جاتی ہے، تو اسے سورج ڈوبتا ہوا معلوم ہوتا ہے، تو وہ آنکھیں ملتا ہوا بیٹھتا ہے اور کہتا ہے: مجھے چھوڑو میں نماز پڑھ لوں۔

۳- حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وعظ کے لیے کھڑے ہوئے، تو آپ نے فتنہ قبر کا ذکر فرمایا جس میں انسان مبتلا ہوتا ہے، تو جب یہ ذکر کیا تو مسلمانوں نے چیخ ماری۔

(ج) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا تعارف:

ان کا نسب مرہ بن کعب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے ملتا ہے۔ بعثت کے چار برس بعد پیدا ہوئیں۔ اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر کے تعلق سے ام عبداللہ کنیت رکھتی تھیں۔ چھ برس کی تھیں کہ آنحضرت کے عقد نکاح میں آئیں اور ہجرت کے پہلے سال ماہ شوال میں مدینہ منورہ میں نو سال کی عمر میں آپ کی رسم عروسی ادا کی گئی۔

آپ کثیرۃ الحدیث تھیں۔ دو ہزار دو سو دس حدیثیں آپ سے مروی ہیں۔ جن میں 174 پر صحیحین کا اتفاق ہے۔ 54 میں امام بخاری اور 28 میں امام مسلم منفرد ہیں۔

آپ وقائع و اشعار عرب سے خوب واقف تھیں۔ حضرت عروہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو قرآن و فرائض، حلال و حرام، فقہ و شعر و حدیث اور غریب و نسب کا عالم نہیں پایا۔ آپ بہت زیادہ سخی اور پرہیزگار تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک اٹھارہ سال تھی۔ انہوں نے چھیاسٹھ برس کی عمر میں ۵۷ھ میں وفات پائی۔ آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

سوال نمبر 3:- عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حق المسلم على المسلم ست قيل ماهن يارسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا لقيته فسلم عليه و اذا دعاك فأجبه و اذا استنصحك فانصح له و اذا عطس فحمد الله فشمته و اذا مرض فعده و اذا مات فاتبعه ۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں نیز حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف تفصیلاً تحریر کریں؟

(ب) "حق المسلم على المسلم" کے آداب تحریر کریں؟

(ج) "فعده" میں "عد" کی صرفی تحقیق سپرد قرطاس کریں؟

جوابات: (الف) ترجمۃ الحدیث: روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں: فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں، پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کیا ہیں؟ فرمایا: جب تم اس سے ملو تو اسے سلام کرو، جب تمہیں دعوت کے لیے بلائے تو قبول کرو۔ جب تم سے خیر خواہی چاہے تو کرو۔ جب چھینکنے والا اللہ کی حمد کرے، تو اس کا جواب دو۔ جب بیمار ہو تو عیادت کرو۔ جب مر جائے، تو ساتھ جاؤ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

حدیث کے راوی مشہور صحابی رسول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، قبول اسلام سے پہلے عبدالشمس اور قبول اسلام کے بعد عبدالرحمٰن نام تھا، بلیوں پر شفقت کی وجہ سے "ابوہریرہ" کی کنیت سے مشہور ہوئے، فتح خیبر کے سال قبول اسلام کیا، چار سال تک محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر و حضر کے رفیق رہے، چار ہزار تین سو چونسٹھ (4364) احادیث مبارکہ یاد تھیں، ستاسی (۸۷) سال کی عمر میں ۵۷ھ کو وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

آپ ان صحابہ میں سے ہیں جو علم حدیث کے اساطین سمجھے جاتے ہیں۔ آپ بالاتفاق صحابہ کی جماعت میں سب سے بڑے حافظ حدیث تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: "ابوہریرہ علم

کاظرف ہیں۔" آپ کو علم کی بڑی جستجو تھی۔ان کا ذوق علم حرص کے درجہ تک پہنچ چکا تھا۔آپ احادیث کے معاملہ میں بہت احتیاط سے کام لیتے۔ چنانچہ بھولنے یا ردو بدل کے ڈر سے جو کچھ سنتے، اسے قلمبند کر لیتے۔ خشیت الٰہی اور خوف قیامت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خاص وصف تھا۔آپ اس سے لرزہ براندام رہتے تھے۔خوف خدا اور قیامت کے احتساب کے ذکر سے چیخ کر بیہوش ہو جاتے تھے۔عبادت سے خاص ذوق تھا۔خود بھی شب بیداری کرتے تھے اور گھر والوں سے بھی کرواتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر محبت تھی کہ ان سے کبھی جدا نہ ہوتے۔

(ب) آداب حقوق:

مسلمان کے مسلمان پر جو حق ہیں اس کے آداب یہ ہیں:

سلام کا حق ادب: آنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔ جب راستہ چلتے ہوئے کسی سے سلام ۔ ین اور اگر ان میں کوئی فرق نہ ہو، تو جو چاہے سلام کرے۔ جماعت میں ایک کا سلام یا جواب سب کی طرف سے ہوگا۔سلام کا جواب دینا واجب ہے۔

دعوت کا حق ادب: اگر شرعاً کوئی مجبوری یا معذوری نہ ہو، تو مدد کے لیے یا کھانے یا عام دعوت کے انتظام میں ضرور جانا چاہیے۔

خیر خواہی کا حق ادب: اگر کوئی مشورہ کرے تو اچھا مشورہ دے۔ اگر کوئی دینی مسئلہ پوچھے، تو معلوم ہونے کی صورت میں ضرور بتائے۔

چھینک کا حق ادب: اگر کوئی چھینک مارے اور پھر "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کہے، تو سننے والے پر واجب ہے کہ "یَرْحَمُكَ اللّٰہُ" کہے۔

عیادت کرنے کا حق ادب: اگر کوئی بیمار ہو جائے، تو اس کی عیادت کے لیے جائے۔ اس کے لیے دعائے خیر کرے۔

جنازہ کا حق ادب: اگر کوئی فوت ہو جائے، تو اس کے جنازہ میں شرکت کرے۔ اس کے لیے دعائے مغفرت کرے، کیونکہ نمازِ جنازہ کے لیے جانا بھی سنت ہے اور دفن کے لیے بھی۔

(ج) صرفی تحقیق:

"عد": صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر حاضر معروف اجوف واوی ثلاثی مجرد از باب نَصَرَ یَنْصُرُ۔

حصہ دوم......اصول حدیث

سوال نمبر 4:- درج ذیل اجزاء کا جواب دیں۔

(الف) صحیح لذاتہ اور صحیح لغیرہ سے کیا مراد ہے؟

(ب) حدیث کا لغوی واصطلاحی معنی بیان کرنے کے بعد حدیث اور خبر میں فرق تحریر کریں؟

(ج) فرد مطلق اور فرد نسبی کی تعریف کریں؟

(د) حدیث عزیز اور غریب سے کیا مراد ہے؟

جواب: (الف) صحیح لذاتہ کی تعریف: وہ حدیث ہے جس کی سند متصل ہو اور اس کے راوی عادل، تام الضبط ہوں اور وہ شاذ اور معلل بھی نہ ہو۔

صحیح لغیرہ کی تعریف: وہ حدیث جس میں "صحیح لذاتہ" کی تمام صفات پائی جائیں سوائے تام الضبط کے اور ضبط کی یہ کمی کثرتِ طرق سے پوری ہو جائے۔

(ب) حدیث کا لغوی معنی: حدیث کا لغوی معنی ہے: نئی چیز۔

اصطلاحی معنی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل، تقریر اور صفت کو حدیث کہتے ہیں۔

حدیث وخبر میں فرق: حدیث وہ ہے جو صرف اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو جبکہ خبر وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ کے غیر سے منقول ہو۔

(ج) فرد مطلق کی تعریف: وہ حدیث ہے جس کی سند کے شروع میں غرابت ہو۔

فرد نسبی کی تعریف: وہ حدیث ہے جس کی سند کے درمیان میں غرابت پائی جائے۔

(د) حدیث عزیز کی تعریف: وہ حدیث ہے جس کے راوی سند کے تمام طبقات میں دو سے کم نہ ہوں۔

حدیث غریب کی تعریف: وہ حدیث ہے جس کی سند میں صرف ایک ہی راوی ہو۔



تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الثالثة: أصول الفقه

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: صرف تین سوالات کا حل مطلوب ہے۔

سوال نمبر 1:- فَالْقِيَاسُ هُوَ التَّقْدِيْرُ لُغَةً يُقَالُ قِسِ النَّعَلَ بِالنَّعْلِ اَیْ قَدِّرْهُ بِهٖ وَاجْعَلْهُ نَظِيْرًا لِلْاٰخَرِ وَالْفُقَهَاءُ اِذَا اَخَذُوْا حُكْمَ الْفَرْعِ مِنَ الْاَصْلِ سَمُّوْا ذٰلِكَ قِيَاسًا لِتَقْدِيْرِهِمُ الْفَرْعَ بِالْاَصْلِ فِي الْحُكْمِ وَالْعِلَّةِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰
(ب) اصل اور فرع سے کیا مراد ہے؟ ۱۰
(ج) قیاس کے لغوی و اصطلاحی معنی میں مناسبت بیان کریں؟ ۴

سوال نمبر 2:- وَالشَّرْطُ الرَّابِعُ اَنْ يَّبْقٰى حُكْمُ الْاَصْلِ بَعْدَ التَّعْلِيْلِ عَلٰى مَا كَانَ قَبْلَهٗ لِاَنَّ تَغْيِيْرَ حُكْمِ النَّصِّ فِيْ نَفْسِهٖ بِالرَّاْيِ بَاطِلٌ كَمَا اَبْطَلْنَاهُ فِي الْفُرُوْعِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۵+۱۰=۱۵
(ب) عبارت کی تشریح اس انداز سے کریں کہ مطلب واضح ہو جائے؟ ۱۰
(ج) قیاس کی شروط اربعہ میں سے کسی ایک کی مثال بیان کریں؟ ۸

سوال نمبر 3:- أما المعارضة فهي نوعان معارضة فيها مناقضة ومعارضة خالصة أما المعارضة التي فيها مناقضة فالقلب.

(الف) عبارت کا ترجمہ کرنے کے بعد معارضہ اور قلب کی تعریف کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰
(ب) معارضہ خالصہ کی کون سی قسم صحیح ہے اور کون سی باطل؟ ۸
(ج) مناقضہ کی تعریف کریں؟ ۵

سوال نمبر 4:- أما الأحكام فأنواع أربعة حقوق الله تعالٰى خالصة وحقوق العباد خالصة وما اجتمع فيه حقان وحق الله تعالٰى فيه غالب كحد القذف وما اجتمعا فيه وحق العبد فيه غالب كالقصاص.

(الف) عبارت کا ترجمہ

(ب) حقوق اللہ کی اقسام تحریر کریں؟ ۸

(ج) درج ذیل اصطلاحات میں سے دو کا مفہوم واضح کریں؟ ۱۰

سبب، علت، شرط، علامت

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2023ء

تیسرا پرچہ: اصول فقہ

سوال نمبر ۱- فَالْقِيَاسُ هُوَ التَّقْدِيْرُ لُغَةً يُقَالُ قِسِ النَّعَلَ بِالنَّعْلِ اَىْ قَدِّرْهُ بِهٖ وَاجْعَلْهُ نَظِيْرًا لِّاٰخَرَ وَالْفُقَهَاءُ اِذَا اَخَذُوْا حُكْمَ الْفَرْعِ مِنَ الْاَصْلِ سَمُّوْا ذٰلِكَ قِيَاسًا لِتَقْدِيْرِهِمُ الْفَرْعَ بِالْاَصْلِ فِى الْحُكْمِ وَالْعِلَّةِ ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) اصل اور فرع سے کیا مراد ہے؟

(ج) قیاس کے لغوی و اصطلاحی معنی میں مناسبت بیان کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ: ''پس قیاس کا لغوی معنی ''اندازہ کرنا'' ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس جوتے کو اس جوتے پر قیاس کر۔'' یعنی اس کو اس کے مطابق بنا دے اور اس کی مثل بنا دے۔ فقہاء نے جب فرع کا حکم اصل سے لیا تو اس کا نام قیاس رکھا، کیونکہ انہوں نے حکم اور علت میں فرع کو اصل کے ساتھ ملا دیا۔

(ب) اصل اور فرع سے مراد:

اصل سے مراد ادلہ شرعیہ قطعیہ ہیں یعنی کتاب، سنت اور اجماع۔ ان کو مقیس علیہ بھی کہتے ہیں اور فرع سے مراد مقیس ہے۔ یا یوں کہ اصل سے مراد وہ جس کا حکم شرع میں ثابت ہو ہماری کوشش کے بغیر اور فرع سے مراد وہ کہ جس کے حکم کا اظہار مقصود ہو۔

(ج) لغوی اور اصطلاحی معنیٰ میں مناسبت:

لغوی اور اصطلاحی معنی کے درمیان مناسبت ظاہر ہے، وہ اس طرح کہ قیاس کا لغوی معنیٰ چونکہ اندازہ کرنا ہے، تو چونکہ فقہاء بھی حکم و علت میں فرع یعنی مقیس کا اصل یعنی مقیس علیہ کے ساتھ اندازہ کرتے ہیں اور فرع کو اصل سے ناپتے ہیں، اس لیے فرع کو قیاس کا نام دیتے ہیں۔

سوال نمبر 2:-وَالشُّرطُ الرَّابِعُ اَنْ يَبْقٰى حُكْمُ الْاَصْلِ بَعْدَ التَّعْلِيْلِ عَلٰى مَا كَانَ قَبْلَهُ لِاَنَّ تَغْيِيْرَ حُكْمِ النَّصِّ فِيْ نَفْسِهٖ بِالرَّاْيِ بَاطِلٌ كَمَا اَبْطَلْنَاهُ فِي الْفُرُوْعِ ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) عبارت کی تشریح اس انداز سے کریں کہ مطلب واضح ہو جائے؟

(ج) قیاس کی شروط اربعہ میں سے کسی ایک کی مثال بیان کریں؟

(الف) عبارت پر اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

عبارت کا ترجمہ: ''اور قیاس کی چوتھی شرط یہ ہے کہ اصل کا حکم تعلیل کے بعد اس پر باقی رہے جو پہلے تھا تعلیل سے، کیونکہ فی نفسہ رائے کے ساتھ نص کے حکم کو بدلنا باطل ہے جیسا کہ ہم نے اس تغیر کو فروع میں باطل کر دیا ہے۔''

تشریح: یہاں سے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ قیاس کی چوتھی شرط بیان کر رہے ہیں۔ اس شرط کے ساتھ ماتن نے لفظ رابع کا اضافہ کیا اور رابع کی قید سے اس کی تصریح کی تا کہ یہ وہم نہ ہو کہ شرط ثالث شروط اربعہ کو متضمن ہے اور اس سے پہلے دو شرطوں کا بیان ہوا تو یہ ساتویں شرط ہے۔ اس وہم کو دور کرنے کے لیے لفظ رابع کہا گیا تا کہ اس بات پر تنبیہ ہو جائے کہ تیسری شرط اگر چہ چار شرطوں پر مشتمل ہے اس کے باوجود وہ ایک ہی شرط ہے۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ تعلیل کے بعد اصل کا حکم ویسا ہی رہے جیسا کہ تعلیل سے پہلے تھا۔ اس میں کوئی تغیر واقع نہ ہو۔ تغیر سے مراد اس کے مفہوم لغوی کا تغیر ہے باقی خصوص سے عموم کی طرف تغیر تو قیاس کی ضروریات سے ہے، کیونکہ قیاس تعدیہ کے سبب تعمیم کا فائدہ دیتا ہے۔

(ج) شروطِ قیاس میں سے ایک کی مثال:

شرطِ رابع کی مثال: قیاس کی چوتھی شرط یہ ہے کہ اصل کا حکم تعلیل کے بعد اسی صفت پر باقی رہے جس صفت پر تعلیل سے پہلے تھا، اس لیے کہ فی ذاتہ نص کے حکم کو رائے سے بدلنا باطل ہے، جیسا کہ ہم نے اسے فروع میں باطل کیا ہے اور ہم نے قلیل کی تخصیص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول: لا تبیعوا الطعام بالطعام اِلاسواء بسواء کے ذریعے کی ہے، اس لیے کہ حالت تساوی کا استثناء اس کے صدر (مستثنیٰ منہ) کے احوال کے عموم پر دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ پہلے مذکور ہو چکا ہے کہ قیاس کے صحیح ہونے کے لیے ضرورت ہے کہ فرع میں نہ ہو، کیونکہ فرع میں نص ہو گی، تو قیاس سے اس نص میں تغیر ہو جائے گا مثلاً کفارہ قتل و یمین و ظہار کی مثال ہے۔ الغرض قیاس سے اگر اصل کے حکم میں تغیر ہوتا ہے، تو یہ قیاس صحیح نہیں ہوگا۔

سوال نمبر 3:-أما المعارضة فهي نوعان معارضة فيها مناقضة و معارضة خالصة أما المعارضة التي فيها مناقضة فالقلب

(الف) عبارت کا ترجمہ کرنے کے بعد معارضہ اور قلب کی تعریف کریں؟

(ب) معارضہ خالصہ کی کون سی قسم صحیح ہے اور کون سی باطل؟

(ج) مناقضہ کی تعریف کریں؟

(الفؑ) عبارت کا ترجمہ: ''بہر حال معارضہ پس اس کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم ایسا معارضہ جس میں مناقضہ بھی ہو اور دوسری قسم خالص معارضہ ہے۔ بہر حال وہ معارضہ جس میں مناقضہ ہو پس وہ قلب ہے۔''

معارضہ کی تعریف: معلل اپنے دعویٰ پر دلیل قائم کردے پھر معترض اس کے خلاف دلیل قائم کردے اور معلل کی دلیل سے تعارض نہ کرے۔

قلب کی تعریف: تعلیل کو ایسی ہیئت کی طرف بدلنا جو سابقہ ہیئت کے خلاف ہو بایں طور کہ معلول کو علت بنانا اور علت کو معلول بنانا۔

(ب) معارضہ خالصہ کی اقسام:

معارضہ خالصہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) معارضہ فی حکم الفرع، (۲) معارضہ فی علۃ الاصل ان میں سے پہلی قسم صحیح ہے اور دوسری باطل ہے۔

(ج) مناقضہ کی تعریف: جس پر مقابل نے دلیل قائم کی ہے اس کے خلاف پر دلیل قائم کرنا۔

سوالِ نمبر 4:- أما الأحكام فأنواع أربعة حقوق الله تعالىٰ خالصة وحقوق العباد خالصة وما اجتمع فيه حقان وحق الله تعالىٰ فيه غالب كحد القذف وما اجتمعا فيه وحق العبد فيه غالب كالقصاص .

(الف) عبارت کا ترجمہ و تشریح کریں؟

(ب) حقوق اللہ کی اقسام تحریر کریں؟

(ج) درج ذیل اصطلاحات میں سے دو کا مفہوم واضح کریں؟

سبب، علت، شرط، علامت

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ: ''بہر حال احکام تو وہ چار قسم پر ہیں۔ خالص حقوق اللہ، خالص حقوق العباد، جس میں دونوں جمع ہوں لیکن اللہ کا حق اس میں غالب ہو جیسے حد قذف' جس میں دونوں حق جمع ہوں اور حق العبد اس میں غالب ہو جیسے قصاص۔''

تشریح: احکام حکم کی جمع ہے اور حکم سے مراد اس جگہ محکوم بہ ہے یعنی فعل مکلف' اور فعل مکلف کی تقسیم ہے۔ پس احکام کی چار قسمیں ہیں: نمبر ا- خالص حقوق اللہ یعنی حق تعالیٰ کی جانب کی رعایت کا مطالبہ کیا

جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جانب عبد کی رعایت کے بغیر اس کو بجالانے کا حکم دیا ہے۔ نمبر۲- خالص حقوق العباد یعنی جس کے ساتھ کوئی خاص مصلحت متعلق ہو جیسے غیر کے مال کا حرام ہونا۔ نمبر۳- جس میں دونوں حق جمع ہوں لیکن اللہ کا حق غالب ہو جیسے حد قذف کہ اس میں اللہ کا حق ہے اس حیثیت سے ہے کہ وہ حد اس کی جزاء ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے روکا تھا یعنی عبد صالح ضعیف کی عزت کو پامال کرنے سے اور اس میں بندے کا بھی حق اس حیثیت سے ہے کہ اس کے سبب مقذوف کی عار زائل ہو جاتی ہے۔ لیکن اللہ کا حق غالب ہے کہ اس میں ارث اور عفو (درگزر کرنا) جاری نہیں ہوتا۔ 14

یعنی مقذوف کا اگر انتقال ہو جائے تو ورثاء کو قذف کا دعویٰ کرنے کا حق نہیں۔ نمبر۴- وہ قسم جس میں دونوں حق جمع ہوں لیکن اس میں حقِ عبد غالب ہو جیسا کہ قصاص کہ اللہ کا حق بھی ہے کہ قصاص کے ڈر سے قتل وفساد سے عالم محفوظ رہتا ہے اور بندے کا حق بھی ہے کہ قتل کے ذریعے قاتل نے اپنے نفس پر جنایت واقع کی ہے۔ پھر قصاص میں مقتول کے وارثین کے لیے تسلی بھی ہے، لیکن بندے کا حق غالب ہے، وہ اس طرح کہ قصاص میں ارث اور عفو جاری ہوتے ہیں اور مقتول کے ورثاء کو قصاص لینے اور درگزر کرنے دونوں حق حاصل ہیں خواہ مال لے کر کریں یا بغیر کچھ لیے۔

(ب) حقوق اللہ کی اقسام مع امثلہ:

حقوق اللہ کی درج ذیل آٹھ قسمیں ہیں:

۱- خالص عبادات جیسے ایمان، نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج۔

۲- کامل عقوبات جیسے حد قذف اور حد سرقہ وغیرہ۔

۳- قاصرہ عقوبات جیسے قتل کی وجہ سے وراثت سے محروم ہونا۔

۴- وہ احکام جن میں عبادات وعقوبات دونوں ہی پائی جاتی ہیں جیسے کفارہ قتل، کفارہ ظہار اور کفارہ یمین وغیرہ۔

۵- ایسی عبادت جس میں صرف نفس اور وجود کے لحاظ سے مشقت ہو قربت کے لحاظ سے نہ ہو جیسے صدقہ فطر، کیونکہ اس میں اہلیت شرط نہیں بلکہ چھوٹے بچوں، کافر غلاموں اور لونڈیوں کی طرف سے بھی صدقہ واجب ہے۔

۶- ایسی مشقت جس میں قربت الٰہی کی جہت بھی ہو جیسے عشرہ وغیرہ

۷- ایسی مشقت جس میں عقوبت کا مفہوم بھی ہو جیسے خراج، اس میں عقوبت کے مفہوم کی وجہ سے ابتدائی طور پر مسلمان پر لازم نہیں ہے۔ البتہ خراج والی زمین خرید لینے کے بعد مسلمان پر بھی لازم ہوگا۔

۸- ایسا حق جو بنفسہ قائم ہو بندوں کے قائم کرنے سے قائم نہ ہو بلکہ اللہ کی طرف سے قائم ہو۔ اس کے انتظام کا ذمہ حاکم وقت پر ہوتا ہے جو اللہ کا خلیفہ ہوتا ہے۔ اس کی دو بڑی قسمیں ہیں: ۱- مال غنیمت،

۲- معدنیات اور دیگر ذخائر جو زمین سے حاصل ہوتے ہیں۔ ان سب کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ کا ہے جسے حاکم وقت نائب کے طور پر عوام الناس کے مفادات پر خرچ کرتا ہے، جبکہ باقی چار حصے اس مال کے حاصل کرنے والے افراد کے لیے ہوتے ہیں۔

(ج) اصطلاحات کی تعریفات:

۱- سبب کی تعریف: وہ ہے جو حکم تک پہنچنے کا ذریعہ ہو، بغیر اس کے کہ حکم کا وجوب یا وجود منسوب ہو، اور اس میں علیت کے معنیٰ مفہوم نہ ہوں، مگر سبب اور حکم کے درمیان ایک ایسی علت ہو، جو سبب کی طرف مضاف نہ ہو۔ اس کی مثال چور کی راہنمائی کرنا ہے کسی کے مال کی جانب تا کہ وہ اس کی چوری کرے۔

۲- علت: وہ ہے کہ جس کی طرف حکم کا وجوب مضاف ہو بلاواسطہ اور اس کی مثال جیسا کہ بیع ملک کے لیے، نکاح حلت کے لیے اور قتل قصاص کے لیے۔ اس میں کمال تین امور سے پیدا ہوتا ہے یعنی وہ اسماً معناً اور حکماً علت ہو۔

۳- علامت: وہ ہے کہ جو حکم کے وجود کی پہچان کرا دے بغیر اس کے کہ اس سے حکم کا وجوب یا وجود متعلق ہو۔

شرط کی تعریف: ایک شیء کا دوسری شیء کے ساتھ اس طرح معلق ہونا کہ جب اوّل پائی جائے تو دوسری بھی پائے جائے۔

☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الرابعة: الفقه

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوالات حل کریں۔

سوال نمبر 1:- اَلنِّكَاحُ يَنْعَقِدُ بِالْإِيْجَابِ وَالْقَبُوْلِ بِلَفْظَيْنِ يُعَبَّرُ بِهِمَا عَنِ الْمَاضِىْ لِاَنَّ الصِّيْغَةَ وَاِنْ كَانَتْ لِلْاِخْبَارِ وَضْعًا فَقَدْ جُعِلَتْ لِلْاِنْشَاءِ شَرْعًا دَفْعًا لِلْحَاجَةِ وَيَنْعَقِدُ بِلَفْظَيْنِ يُعَبَّرُ بِاَحَدِهِمَا عَنِ الْمَاضِىْ وَبِالْاٰخَرِ عَنِ الْمُسْتَقْبَلِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) عبارت میں مذکورہ مسئلہ کی تشریح اس انداز سے کریں کہ مطلب واضح ہوجائے؟ ۱۰

(ج) ایجاب اور قبول کی تعریف کریں؟ ۹

سوال نمبر 2:- وينعقد نكاح الحرة العاقلة البالغة برضائها وان لم يعقد عليها ولى بكرا كانت أو ثيبا.

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں "ولی، بکر اور ثیب" کا مفہوم بیان کریں؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) مذکورہ مسئلہ میں شیخین، امام محمد، امام شافعی اور امام مالک کا موقف مع الدلائل سپردِ قلم کریں؟ ۱۰

(ج) نکاح کی اجازت کے وقت باکرہ بالغہ ہنس پڑے یا خاموش ہوجائے تو نکاح کا کیا حکم ہے؟ ۸

سوال نمبر 3:- وطلاق البدعة أن يطلقها ثلاثا بكلمة واحدة أو ثلاثا فى طهر واحد فاذا فعل ذلك وقع الطلاق و كان عاصيا.

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں نیز طلاق احسن اور طلاق حسن کی تعریف تحریر کریں؟ ۵+۵+۵=۱۵

(ب) مذکورہ مسئلہ میں احناف اور امام شافعی کا موقف مع الدلائل سپردِ قلم کریں؟ ۱۰

(ج) حاملہ عورت کو جماع کے بعد طلاق دینا جائز ہے یا نہیں؟ دلیل سے واضح کریں؟ ۸

سوال نمبر 4:- واذا قال الرجل لامرأته أنت على كظهر أمى فقد حرمت عليه لايحل له وطيها ولا مسها ولا تقبيلها حتى يكفر عن ظهاره.

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور مذکورہ مسئلہ پر قرآن سے دلیل دیں؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) اگر مرد بیوی کو "أنت على كبطن أمى أو كفخذها أو كفرجها" جیسے الفاظ بولے تو وہ

مظاہر ہوگا یا نہیں؟ دلیل سے واضح کریں؟ ۱۰

(ج) اگر مرد بیوی کو "أنت علی مثل أمي" جیسے الفاظ بولے تو اس کا کیا حکم ہے؟ مفصلاً سپردِ قلم کریں؟ ۸

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2023ء

چوتھا پرچہ: فقہ

سوال نمبر 1:- اَلنِّكَاحُ يَنْعَقِدُ بِالْإِيْجَابِ وَالْقَبُوْلِ بِلَفْظَيْنِ يُعَبَّرُ بِهِمَا عَنِ الْمَاضِيْ لِاَنَّ الصِّيْغَةَ وَإِنْ كَانَتْ لِلْإِخْبَارِ وَضْعًا فَقَدْ جُعِلَتْ لِلْإِنْشَاءِ شَرْعًا دَفْعًا لِلْحَاجَةِ وَيَنْعَقِدُ بِلَفْظَيْنِ يُعَبَّرُ بِاَحَدِهِمَا عَنِ الْمَاضِيْ وَبِالْآخَرِ عَنِ الْمُسْتَقْبَلِ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) عبارت میں مذکورہ مسئلہ کی تشریح اس انداز سے کریں کہ مطلب واضح ہو جائے۔

(ج) ایجاب اور قبول کی تعریف کریں؟

جوابات: (الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: نکاح منعقد ہو جاتا ہے ایجاب وقبول کے ذریعے دو ایسے لفظوں سے جنہیں صیغۂ ماضی سے بیان کیا جائے اگرچہ صیغۂ ماضی خبر دینے کے لیے وضع کیا گیا ہے لیکن دفع ضرورت کے پیش نظر اسے انشاء کے لیے شرعاً متعین کر لیا گیا۔ یہ ایسے دو الفاظ سے بھی منعقد ہو جاتا ہے جن میں سے ایک کو صیغۂ ماضی اور دوسرے کو صیغۂ مستقبل سے بیان کیا جائے۔

(ب) مذکورہ مسئلہ کی تشریح:

اگر مرد اور عورت شرعی گواہوں کی موجودگی میں صیغۂ ماضی کے ذریعے ایجاب وقبول کرتے ہیں تو ان کا نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ لان الصیغۃ الخ سے صیغۂ ماضی سے نکاح کے منعقد ہونے کی دلیل دی گئی ہے اور ساتھ ہی ساتھ ایک اشکال مقدر کا جواب بھی دیا گیا ہے۔ اشکال یہ ہے کہ انشاء کے قبیل سے نکاح کا تعلق ہے، کیونکہ اثبات مالم یکن ثابتاً انشاء کا نام ہے۔ اس لیے نکاح کو ایسی چیز ثابت کرتا ہے جو اس سے پہلے ثابت نہ تھی۔ لہٰذا جب نکاح میں انشاء کا معنیٰ پایا جاتا ہے تو نکاح کے انعقاد کے لیے کوئی ایسا لفظ متعین کیجیے جو معنیٰ انشاء پر صراحتاً دلالت کرتا ہو حالانکہ یہاں آپ نے صیغۂ ماضی سے نکاح کو منعقد کیا ہے اور اسے انشاء کے لیے وضع نہیں کیا گیا، کیونکہ ماضی کا صیغہ تو خبر دینے کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ پھر اس صیغہ سے انعقاد نکاح کیونکر درست ہوگا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت میں انشاء کے معنی پر صراحتاً دلالت کرنے کے لیے کوئی صیغہ وضع نہیں کیا گیا۔ انشاء اور از قبیل انشاء احکام و مسائل لوگوں کی حاجت بن چکے ہیں۔ اس لیے دفع حاجت کے لیے ہم نے صیغۂ ماضی کو انشاء کے معنی کے لیے منتخب کر لیا۔

وینعقد...... عن المستقبل تک صاحب ہدایہ فرماتے ہیں: اگر ایک ماضی کا صیغہ استعمال کرے اور دوسرا مستقبل کا تو بھی نکاح منعقد ہو جائے گا۔

(ج) ایجاب کی تعریف: عاقدین کی جانب سے عقد کے حوالے سے پہلا صادر ہونے والا کلام ایجاب ہے۔

قبول کی تعریف: بعد از ایجاب دوسرے عاقد کی جانب سے صادر ہونے والا کلام قبول کہلاتا ہے۔

سوال نمبر 2:- وینعقد نکاح الحرة العاقلة البالغة برضائها وان لم یعقد علیها ولی بکرا کانت او ثیبا .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں "ولی، بکر اور ثیب" کا مفہوم بیان کریں؟

(ب) مذکورہ مسئلہ میں شیخین، امام محمد، امام شافعی اور امام مالک کا موقف مع الدلائل سپرد قلم کریں؟

(ج) نکاح کی اجازت کے وقت باکرہ بالغہ ہنس پڑے یا خاموش ہو جائے، تو نکاح کا کیا حکم ہے؟

جواب: (الف) ترجمۃ العبارۃ: (اور ظاہر الروایہ میں شیخین کے ہاں) عاقلہ، بالغہ اور آزاد عورت کا نکاح اس کی رضامندی سے منعقد ہو جائے گا، اگرچہ ولی نے اس کا عقد نہ کیا ہو، خواہ وہ باکرہ ہو یا ثیبہ ہو۔

ولی کا مفہوم: وہ شخص کہ جس کا قول دوسرے پر نافذ ہو جائے دوسرا اس پر راضی ہو یا نہ ہو، ولی یعنی سرپرست کہلاتا ہے۔

بکر کا مفہوم: وہ عورت جس کا پردہ بکارت وطی بالنکاح کے باعث زائل نہ ہوا ہو اگر چہ مرض یا کثرت حیض وغیرہ کے باعث زائل ہو جائے، وہ باکرہ ہی ہے۔

ثیبہ: وہ عورت جس کا پردہ بکارت وطی بالنکاح سے زائل ہو چکا ہو۔

(ب) مذکورہ مسئلہ سے متعلق اختلاف آئمہ:

اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱- حضرات شیخین رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اس مسئلہ میں خاتون کا نکاح منعقد ہو جائے گا۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ جب عورت آزاد، عاقل اور بالغ ہے، وہ نکاح کی صورت میں اپنے حق میں تصرف کرتی ہے، تو اسے اس کا حق حاصل ہے اور اسی حق کے تصرف میں وہ نکاح کرتی ہے، تو بلاشبہ اس کا نکاح ہو جائے گا۔ جس طرح وہ عورت تصرف فی المال اور اختیار ازواج کا حق رکھتی ہے۔

۲- امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ایسا نکاح منعقد تو ہو جائے گا، مگر وہ ولی کی اجازت پر موقوف

رہے گا، اگر ولی اجازت فراہم کرے گا تو منعقد ہو جائے گا ورنہ نہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ جب خاتون کو تصرف کا حق حاصل ہے، تو وہ اسی تصرف کو استعمال میں لاتے ہوئے نکاح کر لیتی ہے، تو اس کا نکاح منعقد ہو جائے گا، مگر اس کے ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا۔

۳- امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ خواتین کی عبارت اور ان کے الفاظ سے نکاح منعقد نہیں ہوتا، ان کی دلیل یہ ہے کہ نکاح سے صرف نکاح مراد نہیں ہوتا بلکہ نکاح کے مقاصد مراد ہوتے ہیں مثلاً نان ونفقہ اور سکونت وغیرہ، خواتین چونکہ ناقص العقل اور ناقص الدین ہونے کے علاوہ بظاہر حریص اور جلد باز بھی ہوتی ہیں، اس لیے اگر ان کے الفاظ سے اور ان کی مرضی سے نکاح کو درست مان لیں، تو مقاصدِ نکاح میں خلل واقع ہوگا، لہٰذا خواتین از خود ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کر سکتیں۔

(ج) نکاح کا حکم:

نکاح کی اجازت کے وقت باکرہ بالغہ ہنس پڑے یا خاموش ہو جائے، تو نکاح میں یہ اس کا اقرار سمجھا جائے گا اور یہ نکاح ولی کے ذریعے منعقد ہو جائے گا۔

سوال نمبر3:- وطلاق البدعة أن يطلقها ثلاثا بكلمة واحدة أو ثلاثا في طهر واحد فاذا فعل ذلك وقع الطلاق وكان عاصيا.

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں نیز طلاق احسن اور طلاق حسن کی تعریف تحریر کریں؟

(ب) مذکورہ مسئلہ میں احناف اور امام شافعی کا مؤقف مع الدلائل سپردِ قلم کریں؟

(ج) حاملہ عورت کو جماع کے بعد طلاق دینا جائز ہے یا نہیں؟ دلیل سے واضح کریں؟

جواب: (الف) ترجمۃ العبارۃ: اور طلاق بدعت یہ ہے کہ شوہر ایک ہی کلمہ سے یا ایک ہی طہر میں بیوی کو تین طلاق دے دے، جب ایسا کرے گا تو تین طلاق واقع ہو جائے گی۔ البتہ شوہر گناہ گار ہوگا۔

تعریفات اصطلاحات:

طلاق احسن: یہ وہ ہے کہ شوہر بیوی کا حیض بند ہونے کے بعد آنے والے طہر میں جماع کرنے سے پہلے اسے ایک طلاق رجعی دے۔ (صحابہ کرام میں طلاق دینے کا یہی طریقہ جاری تھا)

طلاق حسن: شوہر اپنی زوجہ کو تین متفرق طہر میں تین طلاق دے۔

(ب) مذکورہ مسئلہ میں آئمہ کا مؤقف:

مذکورہ مسئلہ میں آئمہ کا مؤقف یہ ہے:

امام شافعی کا مؤقف:

امام شافعی فرماتے ہیں: جس طرح طلاق احسن اور حسن مباح ہیں، اس طرح طلاق بدعی بھی مباح

ہے۔اس کے مرتکب و مستعمل پر کسی طرح کا کوئی گناہ نہیں ہوگا، کیونکہ یہ ایک شرعی تصرف ہے جس سے شرعی حکم کا ثبوت ہے اور امر مشروع کے متعلق ضابطہ یہ ہے کہ وہ امر ممنوع کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی، کیونکہ مشروعیت ممانعت کے منافی ہے۔لہٰذا جب طلاق کی یہ قسم بھی مشروع ہے، تو اس کے مرتکب کو گناہ وغیرہ ملنے کا کوئی مطلب نہیں ہے۔

امام ابوحنیفہ کا مؤقف:

امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں: ایسا کرنا حرام اور سبب گناہ ہے لیکن اگر کسی نے ایسا کر لیا تو اس کا اثر ظاہر ہوگا اور اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی۔ان کی دلیل یہ ہے کہ طلاق میں اصل ممانعت ہے، اس لیے کہ اس میں اس نکاح کو ختم کرنا ہوتا ہے، جس سے دینی و دنیاوی مصلحتیں وابستہ ہیں۔(طلاق کی) اباحت حاجت کے پیش نظر ہے۔ایک ساتھ تین طلاقیں دینے کی چنداں ضرورت نہیں جبکہ دلیل حاجت کو دیکھتے ہوئے تین طہروں میں متفرق کر کے دینے کی ضرورت ثابت ہے۔

(ج) حاملہ عورت کو بعد از جماع طلاق دینے کا حکم:

صغیرہ اور آئسہ کی طرح حاملہ عورت کو بھی جماع کے بعد فوراً بلافرق و فصل طلاق دینا درست ہے، اور اس میں کوئی قباحت یا کراہت نہیں ہے، کیونکہ اس کے حق میں اولاً تو اشتباہ عدت کا کوئی مسئلہ نہیں ہے، اس لیے کہ وضع حمل اس کی عدت متعین ہے۔

دوسرے یہ کہ حمل کا زمانہ وطی سے رغبت اور دلچسپی کا زمانہ ہے کیونکہ یہ بات طے ہے کہ حمل ٹھہر جانے کے بعد اب وطی کرنے سے شوہر کی رغبت کم ہوگی، اس لیے کہ علوق کے بعد اس کی وطی بھی معلق نہیں ہوگی کہ حمل پر حمل ٹھہر جائے۔لہٰذا فرار عن مزن الولد والا مسئلہ یہاں ختم ہے اس لیے حمل کے زمانہ میں بھی وطی سے رغبت برقرار رہے گی، نیز یہ بات بھی وطی کو مرغوب کر دیتی ہے کہ حمل کی وجہ سے مذکورہ عورت شوہر کے بچے کی ماں بننے والی ہے، اور شوہر نے پہلے ہی جب بچے کی ذمہ داری قبول کر لی ہے، تو ظاہر ہے کہ وہ اس کے حصول اور معرض وجود میں آنے کا منتظر ہوگا، اور زمانہ حمل میں عورت سے ہم بستر ہو کر اس بچے کی نشوونما کا سامان فراہم کرے گا، نہ یہ کہ وطی سے متنفر ہو کر بچے کو لاغر اور کمزور دیکھنا چاہے گا۔

سوال نمبر 4:- واذا قال الرجل لامرأته انت علی کظھر أمي فقد حرمت علیه لایحل له وطیها و لامسها و لاتقبیلها حتی یکفر عن ظهاره ۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور مذکورہ مسئلہ پر قرآن سے دلیل دیں۔

(ب) اگر مرد بیوی کو "أنت علی کبطن أمي أو کفخذها أو کفرجها" جیسے الفاظ بولے تو وہ مظاہر ہوگا یا نہیں؟ دلیل سے واضح کریں؟

(ج) اگر مرد بیوی کو "أنت علی مثل أمی" جیسے الفاظ بولے تو اس کا کیا حکم ہے؟ مفصلاً سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمۃ العبارۃ: جب شوہر نے اپنی بیوی سے کہا: "انت علی کظھر امی" تو وہ اس پر حرام ہوگئی، اس شخص کے لیے اس عورت سے نہ وطی کرنا حلال ہے اور نہ ہی اسے چھونا اور نہ اس کا بوسہ لینا حلال ہے، یہاں تک کہ وہ شخص اپنے ظہار کا کفارہ دے دے۔

مذکورہ مسئلہ سے متعلق قرآنی دلیل:

وَالَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ بِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ اَنْ يَّتَمَاسَّا الخ ۔

(ب) عبارت میں مذکورہ الفاظ بولنے والا مظاہر ہوگا یا نہیں:

عبارت میں مذکورہ الفاظ بولنے والا مظاہر ہوگا، کیونکہ حلال عورت کو محرمہ عورت کے ساتھ تشبیہ دینے ہی کا نام ظہار ہے۔

دلیل: ظہار کا تحقق اور اس کا وقوع صرف "انت علی کظھر امی" کے ساتھ خاص نہیں بلکہ محللہ عورت کو محرمہ عورت کے ہر اس عضو کے ساتھ تشبیہ دینے سے ظہار محقق ہو جائے گا' جس کی (محرمہ) طرف دیکھنا محرم کے لیے درست نہیں۔

(ج) عبارت میں مذکورہ مسئلہ کا حکم:

اگر شوہر اپنی بیوی سے کہے "انت علی مثل امی" تو پھر اس سے اس کی نیت دریافت کی جائے گی۔

۱۔ اگر کہے کہ میں نے تعظیماً کہا ہے، تو اب حکم شرعی یہ ہے کہ اس کی یہ نیت معتبر ہوگی، اس لیے کہ عرف عام اور کلام الناس میں اس طرح کے کلام سے اکرام مراد لیا جاتا ہے۔

۲۔ اگر شوہر کہے کہ میں نے اس جملہ سے ظہار کا ارادہ کیا ہے، تو ظہار کا تحقق ہو جائے گا۔

۳۔ اگر کہے کہ میں نے اس کلام سے طلاق کی نیت کی ہے' تو یہ نیت بھی درست ہے اور بیوی پر طلاق بائن واقع ہوگی۔

۴۔ اگر کہے کہ میں نے یونہی کہہ دیا تھا تو اس کلام سے میری کوئی خاص نیت نہیں تھی، تو شیخین کے نزدیک یہ کلام لغو ہوگا۔

۵۔ اگر شوہر نے اس کلام سے تحریم کا ارادہ کیا ہو، تو بھی یہ امام محمد کے نزدیک ظہار اور امام ابو یوسف کے نزدیک ایلاء ہوگا۔

☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الخامسة: الأدب و البلاغة

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: ہر حصہ سے دو دو سوال کا حل مطلوب ہے۔

پہلا حصہ......عربی ادب

سوال نمبر 1: اَيُّهَا السَّادِرُ فِيْ غُلْوَائِهِ، اَلسَّادِلُ ثَوْبَ خُيَلَائِهِ الْجَامِحُ فِيْ جَهَالَاتِهِ، اَلْجَانِحُ اَبٰى خُزَعْبِلَاتِهِ اِلَامَ تَسْتَمِرُّ عَلٰى غَيِّكَ اَمَا الْحِمَامُ مِيْعَادُكَ فَمَا اِعْدَادُكَ، وَبِالْمَشِيْبِ اِنْذَارُكَ فَمَا اِعْذَارُكَ وَفِي اللَّحْدِ مَقِيْلُكَ فَمَا قِيْلُكَ وَاِلَى اللهِ مَصِيْرُكَ فَمَنْ نَصِيْرُكَ.

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟ (۱۰+۱۰=۲۰)

(ب) درج ذیل میں سے پانچ الفاظ کے معانی لکھیں؟ (۵)

صَحَائِفُ، اَلْوَانٌ، اَلْاَدْبَاءُ، سَمِيْذُ، شَقَاشِقُ، اهبة، جِرَابُ بَغْتٌ.

سوال نمبر 2:- وَاَنْضِيْ اِلَيْهِ رِكَابَ الطَّلَبِ لِاُعَلِّقَ مِنْهُ بِمَا يَكُوْنُ لِيْ زِيْنَةً بَيْنَ الْاَنَامِ وَمَزْنَةً عِنْدَ الْاَوَامِ وَكُنْتُ لِفَرْطِ اللُّهَجِ بِاقْتِبَاسِهِ وَالطَّمَعِ فِيْ تَقَمُّصِ لِبَاسِهِ اُبَاحِثُ كُلَّ مَنْ جَلَّ وَقَلَّ وَاسْتَسْقِي الْوَبْلَ وَالطَّلَّ. وَاَجْتَلِيْ زَمَانِيْ طَلْقَ الْوَجْهِ مُلْتَمِعَ الضِّيَاءِ اَرٰى قُرْبَهُ قُرْبٰى وَمَغْنَاهُ غُنْيَةً.

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟ (۱۰+۱۰=۲۰)

(ب) خط کشیدہ الفاظ میں سے کسی پانچ کے باب اور صیغے بتائیں؟ (۵)

سوال نمبر 3:- درج ذیل کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں نیز خط کشیدہ کی نحوی وضاحت کریں؟ (۵×۵=۲۵)

(۱) كـأنـمـا تبسم عن لؤلؤ ... منضد أو برد أو اقاح

(۲) أكرم بـه أصفر راقت صفرته ... جواب آفاق ترامت سفرته

(۳) فأمطرت لؤلؤا من نرجس وسقت ... وردا وعضت على العناب بالبرد

(۴) وأقبلت يوم جد البين فی حلل سود تعض بنان النادم الحصر

(۵) ولفطته معاوز الافاق الی مفاوز الارفاق ونظمه فی سلك الرفاق

دوسرا حصہ……بلاغت

سوال نمبر 4:- فَالْفَصَاحَةُ فِی الْمُفْرَدِ خُلُوْصُهُ مِنْ تَنَافُرِ الْحُرُوْفِ وَالْغَرَابَةِ وَمُخَالَفَةِ الْقِيَاسِ اللُّغوِیْ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز تنافر حروف کی تعریف کر کے اس کی مثال لکھیں؟ (۵+۵+۵=۱۵)

(ب) فصاحت کو بلاغت پر اور فصاحت فی المفرد کو فصاحت فی الکلام اور فصاحت فی المتکلم پر مقدم کرنے کی وجہ قلمبند کریں؟ (۵+۵=۱۰)

سوال نمبر 5:- درج ذیل میں سے کسی پانچ کی تعریفات و امثلہ لکھیں؟ (۵×۵=۲۵)

تعقیدِ معنوی، ضعف تالیف، تنافر حروف، کلام انکاری، حقیقت عقلیہ، مجاز عقلی

سوال نمبر 6:- (الف) علم معانی کی تعریف لکھیں نیز بتائیں کہ وہ کون سے آٹھ ابواب میں منحصر ہے؟ (۵+۸=۱۳)

(ب) مقتضیٰ ظاہر کے خلاف کلام لانے کی تین وجوہ مع امثلہ لکھیں؟ (۴×۳=۱۲)

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2023ء

پانچواں پرچہ: الادب والبلاغۃ

پہلا حصہ: عربی ادب

سوال نمبر 1:- اَیُّهَا السَّادِرُ فِی غُلَوَائِهٖ، اَلسَّادِلُ ثَوْبَ خُيَلَائِهٖ الْجَامِحُ فِی جَهَالَاتِهٖ، اَلْجَانِحُ اَبٰی خُزَعْبِلَاتِهٖ اِلَامَ تَسْتَمِرُّ عَلٰی غَیِّكَ اَمَا الْحِمَامُ مِيْعَادُكَ فَمَا اِعْدَادُكَ، وَبِالْمَشِيْبِ اِنْذَارُكَ فَمَا اِعْذَارُكَ وَفِی اللَّحْدِ مَقِيْلُكَ فَمَا قِيْلُكَ وَاِلَی اللّٰهِ مَصِيْرُكَ فَمَنْ نَصِيْرُكَ۔

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) درج ذیل میں سے پانچ الفاظ کے معانی لکھیں؟

صحائف، الوان، الادباء، سمیذ، شقاشق، اهبة، جراب، بلغة ۔

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ: ”اے اپنی سرکشی میں حد سے متجاوز کرنے والے، اپنے تکبر کے کپڑے کو لٹکانے والے! اے اپنی جہالت میں سرکشی کرنے والے۔ اے بیہودہ باتوں کی طرف مائل ہونے والے، تو اپنی گمراہی پر کب تک جما رہے گا۔ بہرحال موت تیرا وعدہ ہے، پس تیرے پاس کون سا توشہ ہے۔ کیا بڑھاپے سے تجھے خوف نہیں دلایا، پس تیرے پاس کیا عذر ہے؟ کیا قبر میں تجھے سونا نہیں پس تجھے اس میں کیا پس و پیش ہے۔ کیا تجھے خدا کی طرف لوٹنا نہیں؟ پس تیرا کون سا مددگار ہے؟“

(ب) الفاظ کے معانی:

۱- کتابیں، ۲- رنگ برنگے، ۳- وہ لوگ جو فصاحت و بلاغت میں ملکہ رکھتے ہوں، ۴- میدہ، ۵- جھاگ، ۶- آثار، ۷- توشہ دان، ۸- پہنچنا۔

سوال نمبر 2:- وَأَنْضَيْتُ إِلَيْهِ رِكَابَ الطَّلَبِ لِأَعْلَقَ مِنْهُ بِمَا يَكُوْنُ لِيْ زِيْنَةً بَيْنَ الْأَنَامِ وَمَزْنَةً عِنْدَ الْأَوَامِ وَكُنْتُ لِفَرْطِ اللَّهَجِ بِاقْتِبَاسِهِ وَالطَّمْعِ فِيْ تَقَمُّصِ لِبَاسِهِ وَأُبَاحِثُ كُلَّ مَنْ جَلَّ قَلَّ وَاسْتَسْقِي الْوَبْلَ وَالطَّلَّ ـ وَأَجْتَلِي زَمَانِي طَلْقَ الْوَجْهِ مَلْتَمِعَ الضِّيَا أَرٰى قُرْبَهُ قُرْبٰى وَمَغْنَاهُ غُنْيَةً ـ

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) خط کشیدہ الفاظ میں سے کسی پانچ کے باب اور صیغے بتائیں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ: ”اور لاغر کر دیا میں نے اپنی طلب کی سواری کو تاکہ مجھ میں وہ بات پیدا ہو جائے جس سے لوگوں میں میری عزت ہو اور پیاس کے وقت بارش کا کام دے، میں اس کے سیکھنے کے شوق اور اس کے لباس کے کرتا پہننے کی طمع میں ہر بڑے اور چھوٹے سے مباحثہ کرتا اور ہر بڑی چھوٹی بارش میں سیرابی چاہتا اور روشن پاتا تھا میں اپنے زمانہ کو کشادہ چہرے کی طرح۔ میں اس کے پاس رہنے کو قرابت اور اس کے گھر کو بے پرواہ کرنے والا تھا (اور اس کے دیدار کو سیرابی اور اس کی زندگی کو عام بارش خیال کرتا تھا)۔“

(ب) پانچ صیغوں کا بیان:

انضي: صیغہ واحد متکلم مضارع معروف ثلاثی مزید ناقص یائی از باب افعال۔

یکون: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف اجوف واوی از باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

کنت: صیغہ واحد متکلم فعل ماضی معروف اجوف واوی از باب نَصَرَ یَنْصُرُ۔

اباحث: صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معروف ثلاثی مزید از باب مَفَاعِلَةٌ۔

اجتلي: صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معروف ثلاثی مزید از باب افتعال۔

سوال نمبر 3:-درج ذیل کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں نیز خط کشیدہ کی نحوی وضاحت کریں؟

(۱) كــانــمــا تبسـم عن لـؤلـؤ　　مـنـضـد أو بـرد أو اقـاح

(۲) أكـرم بـه أصـفـر راقت صفرتـه　　جـواب آفـاق تـرامـت سـفـرتـه

(۳) فـأمـطرت لؤلؤا من نرجس وسقت　　وردا وعـضـت عـلـى العناب بالبرد

(۴) وأقـبـلـت يـوم جـد البين في حلل　　سـود تـعـض بـنـان الـنـادم الحصر

(۵) ولـفـظـتـه معاوز الافاق الى مفاوز　　الارفـاق ونـظـمـه فـي سلك الرفاق

جواب: اشعار کا ترجمہ:

(۱) گویا کہ وہ محبوبہ پرونے ہوئے موتیوں یا اولہ یا گل بابونہ سے ہنستی ہے۔

(۲) یہ اشرفی کیا اچھی ہے جس کی زردی بھی بھلی معلوم ہوتی ہے اور اطراف دنیا میں بڑے لمبے لمبے سفر طے کیے ہیں۔

(۳) پس اس معشوقہ نے نرگس (آنکھ) سے موتی (اشک) برسا کر گلاب (رخسار) کو سیراب کیا اور اس نے اولوں سے عناب (سرانگشت) کو کاٹا۔

(۴) وہ محبوبہ خاموش پشیمان کی طرح دانتوں سے انگلیاں کاٹتی ہوئی آئی۔

(۵) اس کی تہیدستی نے اس کو دنیا کے جنگلوں کی طرف پھینک دیا اور درستی کی لڑی میں پرو دیا۔

نحوی وضاحت:

لؤلؤ: اسم ہے جو عن حرف جار کی وجہ سے مجرور ہے۔

صفرته: مراقت کا فاعل ہے۔

سفرته: فاعل کی بناء پر مرفوع ہے۔

لؤلؤا: مفعول بہ کی وجہ سے منصوب۔

يوم: مفعول فیہ کی وجہ سے منصوب۔

دوسرا حصہ: بلاغت

سوال نمبر 4:-فَالْفَصَاحَةُ فِي الْمُفْرَدِ خُلُوْصُهُ مِنْ تَنَافُرِ الْحُرُوْفِ وَالْغَرَابَةِ وَمُخَالَفَةِ

اَلْقِيَاسِ اللُّغَوِیْ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز تنافر حروف کی تعریف کر کے اس کی مثال لکھیں؟

(ب) فصاحت کو بلاغت پر اور فصاحت فی المفرد کو فصاحت فی الکلام اور فصاحت فی المتکلم پر مقدم کرنے کی وجہ قلمبند کریں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ: فصاحت فی المفرد یہ ہے کہ مفرد کا تنافر حروف، غرابت اور قیاس لغوی کی مخالفت سے خالی ہونا۔

تنافر حروف کی تعریف: کلمہ میں ایسی صفت کا پایا جانا جو زبان پر ثقل کا باعث بنے اور تلفظ کو مشکل بنا دے جیسے مستشزرات۔

(ب) فصاحت کو بلاغت پر مقدم کرنے کی وجہ: ماتن نے فصاحت کو بلاغت پر مقدم اس لیے کیا، کیونکہ بلاغت کی معرفت فصاحت کی معرفت پر موقوف ہے کہ فصاحت بلاغت کی تعریف میں ملحوظ ہوتی ہے۔ پس فصاحت جب موقوف علیہ ہوئی تو موقوف علیہ مقدم ہوتا ہے۔

فصاحت فی المفرد کو مقدم کرنے کی وجہ: پھر فصاحت فی المفرد کو فصاحت فی الکلام اور فصاحت فی المتکلم پر مقدم اس لیے کیا کہ فصاحت فی الکلام اور متکلم بھی فصاحت فی المفرد پر موقوف ہے۔

سوال نمبر 5:- درج ذیل کی تعریفات وامثلہ لکھیں؟

تعقید معنوی، ضعف تالیف، تنافر حروف، کلام انکاری، حقیقت عقلیہ، مجاز عقلی

جواب: اصطلاحات کی تعریفیں:

تعقید معنوی: معنی لغوی سے معنی مقصودی کی طرف انتقال میں خلل کی وجہ سے کلام کا معنی مرادی پر ظاہر الدلالۃ نہ ہونا جیسے شاعر کا قول ہے:

ساطلب بعد الدار عنکم لتقربوا وتسکب عیناى الدموع لتجمدا

ضعف تالیف: کلام کا مشہور نحوی قانون کے مخالف ہونا جیسے ضرب غلامه زيدًا۔

تنافر حروف: کلمہ میں ایسے وصف کا ہونا جو زبان پر ثقل اور نطق کی تنگی کو واجب کرے جیسے مستشزرات۔

کلام انکاری: وہ کلام جس میں تاکید لانا واجب ہے اور تاکید لانا واجب تب ہے جب مخاطب حکم کا منکر ہو جیسے قیام زید کے منکر کو ان زيدًا قائم کہنا۔

حقیقۃ عقلیہ: فعل یا معنی فعل کا اسناد اس شیء کی طرف کرنا جس کے وہ ہیں متکلم کے نزدیک ظاہر حال میں جیسے مومن کا قول اَنْبَتَ اللّٰهُ الْبَقْلَ۔

مجاز عقلی: فعل یا معنیٰ فعل کا اسناد ایسے ملابس کی طرف کرنا جو ماحولہ کا غیر ہو قرینہ کے ساتھ جیسے فهاره صائم۔

سوال نمبر 6:-(الف) علم معانی کی تعریف لکھیں نیز بتائیں کہ وہ کون سے آٹھ ابواب میں منحصر ہے؟

(ب) مقتضیٰ ظاہر کے خلاف کلام لانے کی تین وجوہ مع امثلہ لکھیں؟

جواب: (الف) علم معانی کی تعریف: وہ علم جس کے ذریعے لفظ عربی کے ایسے احوال معلوم ہوں جو لفظ کو مقتضیٰ الحال کے مطابق کردے۔

آٹھ ابواب:

۱-اسناد خبری کے احوال، ۲-مسند الیہ کے احوال، ۳-مسند کے احوال، ۴-متعلقاتِ فعل کے احوال، ۵-قصر، ۶-انشاء، ۷-فصل ووصل، ۸-ایجاز واطناب ومساوات۔

(ب) مقتضیٰ الظاہر کے خلاف کلام لانے کی تین وجوہ:

نمبر ۱-غیر سائل کو سائل کی طرح بنانا جب اس غیر سائل کی طرف کوئی ایسی شیء مقدم کی جائے جس سے کسی خبر کی طرف اشارہ ہو اور وہ غیر سائل اس خبر کا ایسے انتظار کرے۔ جیسا کہ سائل کرتا ہے جیسے "ولا تخاطبني في الذين ظلموا انهم مغرقون"

نمبر ۲-غیر منکر کو منکر کی طرح بنانا جب غیر منکر پر کوئی ایسی شیء ظاہر ہو جو انکار کی علامات میں سے ہو جیسے جاء شقيق عارضًا مرمحه ان بني عمك فيهم رماح

نمبر ۳-منکر کو غیر منکر کی طرح بنانا جب اس منکر کے پاس کوئی ایسے دلائل ہوں کہ اگر وہ ان میں غور وفکر کرے، تو اپنے انکار سے رجوع کرے جیسے "لاريب فيه"

☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة السادسة: العقائد والمنطق

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو دو سوالات حل کریں۔

قسم اوّل ...... عقائد

سوال نمبر ۱:- لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور أنبياء هم مساجد ۔

(الف) حدیث مبارکہ کی تشریح کریں کہ جس سے اہل سنت پر وارد ہونے والا اعتراض ختم ہو جائے؟۱۰

(ب) "اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الامن ثلث" حدیث شریف اور اللہ تعالیٰ کا فرمان "أن ليس للانسان الا ماسعى" کی تشریح اس انداز سے کریں کہ دونوں میں تعارض ختم ہو جائے؟۱۰

(ج) دعا بعد الجنازہ کے متعلق ایک حدیث تحریر کریں؟۵

سوال نمبر 2:- (الف) استغاثہ کی تعریف اور غیر اللہ سے استغاثہ کی مشروعیت پر دو حدیثیں سپردِ قلم کریں؟۱۵

(ب) کیا اہل قبور سنتے ہیں؟ اگر سنتے ہیں تو آیت مبارکہ "وما أنت بمسمع من في القبور" کا کیا مطلب ہے؟ وضاحت کریں؟۱۰

سوال نمبر 3:- (الف) اہل بیت کی محبت پر تین حدیثیں قلمبند کریں؟۱۵

(ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے "مختار" ہونے پر دو حدیثیں زینتِ قرطاس کریں؟۱۰

قسم ثانی ...... منطق

سوال نمبر 4:- والمراد بالمقدمة ههنا مايتوقف عليه الشروع فى العلم ۔

(الف) "مقدمة العلم" اور "مقدمه الكتاب" کی تعریف کریں اور بتائیں کہ عبارت میں مذکور تعریف کس مقدمہ کی ہے؟۱۰

(ب) شروع فی العلم، تعریف، موضوع اور غرض جاننے پر کس طرح موقوف ہے؟ تفصیل سے واضح

کریں؟۱۵

سوال نمبر5:-وَاعْلَمْ اَنَّ الْمَشْهُوْرَ فِيْمَا بَيْنَ الْقَوْمِ اَنَّ الْعِلْمَ اَمَّا تَصَوُّرٌ اَوْ تَصْدِيْقٌ وَالْمُصَنِّفُ عَدَلَ عَنْهُ اِلَى التَّصَوُّرِ السَّاذِجِ وَالتَّصْدِيْقِ ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟۱۰

(ب) عبارت میں مذکور علم کی تقسیم پر وارد ہونے والا اعتراض و جواب تحریر کریں؟۱۰

(ج) تصور برسمہ کسے کہتے ہیں؟۵

سوال نمبر 6:- (الف) قطبی کی روشنی میں جنس اور اس کی اقسام کی تعریفات مع مثال سپردِ قلم کریں؟۱۰

(ب) تصور بشرط شیء بشرط لا شیء اور لا بشرط شیء کی مثال کے ذریعے توضیح کریں؟۱۵

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2023ء

چھٹا پرچہ عقائد و منطق

قسم اوّل......عقائد

سوال نمبر 1:-لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور أنبياء هم مساجد

(الف) حدیث مبارکہ کی تشریح کریں کہ جس سے اہل سنت پر وارد ہونے والا اعتراض ختم ہو جائے؟

(ب) "اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلث" حدیث شریف اور اللہ تعالیٰ کا فرمان "أن ليس للانسان الا ماسعى" کی تشریح اس انداز سے کریں کہ دونوں میں تعارض ختم ہو جائے؟

(ج) مابعد الجنازہ کے متعلق ایک حدیث تحریر کریں؟

جوابات: (الف) حدیث مبارکہ کی تشریح:

''اللہ لعنت فرمائے یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔'' علماء کرام کے نزدیک اس حدیث مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ بقصد تعظیم قبروں کو سجدہ کرنا اور ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا ہے جیسا کہ یہود و نصاریٰ اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ کرتے اور ان کی تعظیم کے لیے ان کو قبلہ مقرر کر کے ان کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ یہ قطعاً حرام ہے پس ان کی مشابہت اختیار کرنے، ان کی

طرح قبروں کو سجدہ کرنے اور ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت ہے۔ ایسا فعل اگر کسی مسلمان سے سرزد ہو جائے، تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا، کیونکہ حدیث مبارکہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک مایوس ہو چکا ہے شیطان اس بات سے کہ نماز پڑھنے والے اس کی عبادت کریں؟ ہاں ان کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکاتا رہے گا۔

(ب) مذکورہ احادیث میں تطبیق:

پہلی حدیث مبارکہ میں ہے "کہ انسان کے مرنے کے بعد اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین چیزوں کے۔" یہ نہیں فرمایا گیا اس حدیث مبارکہ میں کہ اس کا نفع حاصل کرنا منقطع ہو جاتا ہے۔

رہا دوسرے کا عمل تو وہ عمل کرنے والے کی ملکیت ہے، اگر وہ کسی مسلمان کو بخش دے تو اس مسلمان کو اس کے اپنے عمل کا ثواب نہیں بلکہ عمل کرنے والے کے عمل کا ثواب ملے گا۔

آیت مبارکہ میں ہے "کہ انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کی وہ کوشش کرے" قرآن میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ انسان کو دوسرے کے عمل کا فائدہ نہیں پہنچے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان صرف اپنی کوشش کا مالک ہے رہا۔ دوسرے کی کوشش کا سوال تو وہ اس کی ملکیت ہے چاہے تو دوسرے کو دے دے اور چاہے تو اپنے لیے باقی رکھ لے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ یہ حکم حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کی امتوں کے لیے تھا، کیونکہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ ایک صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: یا رسول اللہ! میری والدہ اچانک فوت ہو گئی ہیں، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو انہیں فائدہ پہنچے گا؟ فرمایا: ہاں کیونکہ اگر مرنے کے بعد نفع منقطع ہو جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس صحابی کو منع فرما دیتے لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا۔

(ج) دعا بعد الجنازہ:

امام مسلم کی روایت کردہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے، اسے چاہیے کہ اپنے بھائی کو نفع پہنچائے۔"

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم نمازِ جنازہ سے فارغ ہو جاؤ، تو اپنے مردہ کے لیے بالخصوص دعا کیا کرو۔

سوال نمبر 2:۔ (الف) استغاثہ کی تعریف اور غیر اللہ سے استغاثہ کی مشروعیت پر دو حدیثیں سپردِ قلم کریں؟

(ب) کیا اہل قبور سنتے ہیں؟ اگر سنتے ہیں، تو آیت مبارکہ "وما أنت بمسمع من فی القبور" کا

کیا مطلب ہے؟ وضاحت کریں؟

جوابات: (الف) استغاثہ کی تعریف:

ہاں! اللہ تعالیٰ مخلوق سے سبب اور واسطہ ہونے کی حیثیت سے امداد طلب کرنا جائز ہے' کیونکہ امداد حقیقتاً تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس نے امداد کے اسباب اور واسطے بھی پیدا نہیں فرمائے، اس کی دلیل حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی امداد فرماتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی امداد میں مصروف رہے اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا۔ دوسری حدیث میں راستے کے حقوق بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''مصیبت زدہ کی امداد کرو اور گم کردہ راہ کی رہنمائی کرو۔'' اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امداد کرنے کی نسبت بندے کی طرف فرمائی اور ایک دوسرے کی امداد کرنے کی تلقین فرمائی۔

امام بخاری ''کتاب الزکوٰۃ'' میں روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سورج قریب ہو جائے گا، یہاں تک کہ پسینہ آدھے کان تک پہنچ جائے گا، لوگ اس حالت میں حضرت آدم علیہ السلام، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر سید العالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کریں گے۔ (الحدیث) تمام اہل محشر انبیاء کرام علیہم السلام سے مدد طلب کرنے کے جواز پر متفق ہوں گے یہ اتفاق اس بنا پر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ انہیں الہام فرمائے گا یہ حدیث انبیاء کرام علیہم السلام سے دنیا اور آخرت میں توسل اور استعانت کے مستحب ہونے کی قوی دلیل ہے۔

امام طبرانی روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی راستے سے بھٹک جائے، یا امداد کا طلب گار ہو اور وہ ایسی زمین میں ہو جہاں کوئی غمگسار نہ ہو، تو کہے یا عباد اللہ اغیثونی اور ایک روایت میں ہے اعینونی اے اللہ کے بندو! میری امداد کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں جنہیں تم نہیں دیکھتے۔

اس حدیث کی صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندوں سے مدد طلب کرنا اور انہیں ندا کرنا جائز ہے جو غائب ہوں۔

(ب) اہل قبور کا سننا اور مذکورہ آیت کا مطلب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے بھائی کی قبر سے گزرے (اسے سلام کہے) وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اسے پہچانتا ہے اور جب ایسے شخص کی قبر کے پاس سے گزرے جو اسے نہیں پہچانتا اور اسے سلام کہے، تو وہ (اگرچہ نہ پہچانتا ہو) اسے سلام کا جواب دیتا ہے)۔

طرح قبروں کو سجدہ کرنے اور ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت ہے۔ایسا فعل اگر کسی مسلمان سے سرزد ہو جائے، تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا، کیونکہ حدیث مبارکہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک مایوس ہو چکا ہے شیطان اس بات سے کہ نماز پڑھنے والے اس کی عبادت کریں؟ ہاں ان کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکاتا رہے گا۔

(ب) مذکورہ احادیث میں تطبیق:

پہلی حدیث مبارکہ میں ہے" کہ انسان کے مرنے کے بعد اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین چیزوں کے۔" یہ نہیں فرمایا گیا اس حدیث مبارکہ میں کہ اس کا نفع حاصل کرنا منقطع ہو جاتا ہے۔

رہا دوسرے کا عمل تو وہ عمل کرنے والے کی ملکیت ہے، اگر وہ کسی مسلمان کو بخش دے تو اس مسلمان کو اس کے اپنے عمل کا ثواب نہیں بلکہ عمل کرنے والے کے عمل کا ثواب ملے گا۔

آیت مبارکہ میں ہے" کہ انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کی وہ کوشش کرے" قرآن میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ انسان کو دوسرے کے عمل کا فائدہ نہیں پہنچے گا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان صرف اپنی کوشش کا مالک ہے رہا۔دوسرے کی کوشش کا سوال تو وہ اس کی ملکیت ہے چاہے تو دوسرے کو دے دے اور چاہے تو اپنے لیے باقی رکھے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ یہ حکم حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کی امتوں کے لیے تھا' کیونکہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ ایک صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: یارسول اللہ! میری والدہ اچانک فوت ہو گئی ہیں، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو انہیں فائدہ پہنچے گا؟ فرمایا: ہاں کیونکہ اگر مرنے کے بعد نفع منقطع ہو جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس صحابی کو منع فرما دیتے لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا۔

(ج) دعا بعد الجنازہ:

امام مسلم کی روایت کردہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے' اسے چاہیے کہ اپنے بھائی کو نفع پہنچائے۔"

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم نمازِ جنازہ سے فارغ ہو جاؤ، تو اپنے مردہ کے لیے بالخصوص دعا کیا کرو۔

سوال نمبر 2:۔ (الف) استغاثہ کی تعریف اور غیر اللہ سے استغاثہ کی مشروعیت پر دو حدیثیں سپردِ قلم کریں؟

(ب) کیا اہل قبور سنتے ہیں؟ اگر سنتے ہیں' تو آیت مبارکہ "وما أنت بمسمع من في القبور" کا

کیا مطلب ہے؟ وضاحت کریں؟

جوابات: (الف) استغاثہ کی تعریف:

ہاں! اللہ تعالیٰ مخلوق سے سبب اور واسطہ ہونے کی حیثیت سے امداد طلب کرنا جائز ہے' کیونکہ امداد حقیقتاً تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس نے امداد کے اسباب اور واسطے بھی پیدا نہیں فرمائے، اس کی دلیل حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی امداد فرماتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی امداد میں مصروف رہے اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا۔ دوسری حدیث میں راستے کے حقوق بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''مصیبت زدہ کی امداد کرو اور گم کردہ راہ کی رہنمائی کرو۔'' اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امداد کرنے کی نسبت بندے کی طرف فرمائی اور ایک دوسرے کی امداد کرنے کی تلقین فرمائی۔

امام بخاری ''کتاب الزکاۃ'' میں روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سورج قریب ہو جائے گا، یہاں تک کہ پسینہ آدھے کان تک پہنچ جائے گا، لوگ اس حالت میں حضرت آدم علیہ السلام، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر سید العالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کریں گے۔ (الحدیث) تمام اہل محشر انبیاء کرام علیہم السلام سے مدد طلب کرنے کے جواز پر متفق ہوں گے یہ اتفاق اس بنا پر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ انہیں الہام فرمائے گا، یہ حدیث انبیاء کرام علیہم السلام سے دنیا اور آخرت میں توسل اور استعانت کے مستحب ہونے کی قوی دلیل ہے۔

امام طبرانی روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی راستے سے بھٹک جائے، یا امداد کا طلب گار ہو اور وہ ایسی زمین میں ہو جہاں کوئی غمگسار نہ ہو تو کہے یا عباد اللہ اغیثونی اور ایک روایت میں ہے اعینونی اے اللہ کے بندو! میری امداد کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں جنہیں تم نہیں دیکھتے۔

اس حدیث کی صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندوں سے مدد طلب کرنا اور انہیں ندا کرنا جائز ہے جو غائب ہوں۔

(ب) اہل قبور کا سننا اور مذکورہ آیت کا مطلب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے بھائی کی قبر سے گزرے (اسے سلام کہے) وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اسے پہچانتا ہے اور جب ایسے شخص کی قبر کے پاس سے گزرے جو اسے نہیں پہچانتا اور اسے سلام کہے، تو وہ (اگرچہ نہ پہچانتا ہو) اسے سلام کا جواب دیتا ہے)۔

یہ حدیث مبارکہ اس بات کی دلیل ہے کہ مردہ سنتا ہے۔رہی یہ بات مذکورہ آیت کی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے کافر جن کے دل مردہ ہو چکے ہوں بظاہر وہ زندہ ہوں' تم ان کو اس طرح نہیں سنا سکتے کہ وہ اس سنانے سے نفع حاصل کریں، جس طرح اہل قبور لیکن آپ نے یہ بھی خبر دی کہ بدر کے مقتولوں نے آپ کا کلام اور خطاب سنا۔پس مذکورہ آیت سے مراد یہ ہے کہ اس میں مردہ دل کافر ن کو مردہ کہا گیا ہے۔

سوال نمبر3:-(الف) اہل بیت کی محبت پر تین حدیثیں قلمبند کریں؟

(ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ''مختار'' ہونے پر دو حدیثیں زینتِ قرطاس کریں؟

جوابات:(الف) اہل بیت کی محبت:

(i) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی اسی وقت ہم پر ایمان لاسکتا ہے جب ہم سے محبت کرے گا اور ہمارے ساتھ اسی وقت محبت کرے گا، جب ہمارے اہل بیت سے محبت کرے گا۔

(ii) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سے محبت رکھو، کیونکہ وہ بطور غذا نعمتیں عطا فرماتا ہے اور اللہ کی بناء پر مجھ سے محبت رکھو اور میری محبت کی بناء پر اہل بیت سے محبت رکھو۔

(iii) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بندہ اسی وقت مومن ہوگا جب ہم اسے اس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جائیں اور ہماری اولاد اپنی اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے۔

(ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ''مختار'' ہونے پر احادیث:

i-رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں جوامع الکلم کے ساتھ بھیجا گیا، ہمیں رعب کے ساتھ امداد دی گئی، ہم محو استراحت تھے کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں لا کر ہمارے ہاتھ میں دے دی گئیں۔ (صحیح مسلم)

ii-ہمیں زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئیں۔(متفق علیہ)(مشکوۃ شریف)

قسم ثانی......منطق

سوال نمبر4:-والمراد بالمقدمة ههنا مايتوقف عليه الشروع في العلم .

(الف)''مقدمة العلم'' اور''مقدمه الكتاب'' کی تعریف کریں اور بتائیں کہ عبارت میں مذکور تعریف کس مقدمہ کی ہے؟

(ب) شروع فی العلم، تعریف، موضوع اور غرض جاننے پر کس طرح موقوف ہے؟ تفصیل سے واضح کریں؟

جواب:(الف) مقدمۃ العلم کی تعریف: وہ مقدمہ جس پر علم کے مسائل میں شروع ہونا موقوف ہ

جیسے حد، موضوع اور غرض کا بیان۔

مقدمۃ الکتاب کی تعریف: کلام کا وہ گروہ جو مقصود سے پہلے ہو، کیونکہ مقصود کا اس کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور مقصود میں نفع مند ہوتا ہے۔

مذکورہ تعریف: مذکورہ تعریف مقدمۃ العلم کی ہے۔

(ب) شروع فی العلم کے تعریف، موضوع اور غرض پر موقوف ہونے کی وجہ:

کسی بھی علم میں شروع ہونا اس علم کی تعریف، موضوع اور غرض جاننے پر موقوف ہونے کی وجہ تصورِ علم پر تو یہ ہے کہ کسی علم کو شروع کرنے والا اگر اولاً اس علم کا تصور نہ کرے تو وہ مجہول مطلق کا طالب ہوگا اور مجہول کی طلب محال ہے، کیونکہ مجہول مطلق کی طرف نفس کا متوجہ ہونا ممتنع ہے۔ لہٰذا شروع فی العلم سے پہلے اس علم کا تصور حاصل نہ ہونا محال ہے۔ پس ضروری ہے شروع فی العلم سے پہلے اس علم کا تصور حاصل ہو۔

غرض و غایت پر شروع فی العلم کے موقوف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اگر شارع فی العلم کو علم میں شروع ہونے سے پہلے اس علم کی غرض و غایت معلوم نہ ہو، تو پھر شارع کی طلب کا عبث اور بے فائدہ ہونا لازم آئے گا اور طلب کا عبث ہونا محال ہے پھر علم میں شروع ہونے سے پہلے اس علم کی غرض کا معلوم نہ ہونا بھی محال ہوگا۔ پس ضروری ہے کہ شروع فی العلم سے پہلے اس کی غرض و غایت بھی معلوم ہو۔

موضوع پر شروع فی العلم کے موقوف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اگر شارع فی العلم کو علم میں شروع ہونے سے پہلے اس علم کا موضوع معلوم نہ ہو تو وہ علم دوسرے علوم سے کامل طور پر ممتاز نہ ہوگا۔ جب وہ علم ماعداہ علوم سے ممتاز نہ ہوگا وہ شارع اس علم میں علی وجہ البصیرۃ شروع نہ ہوگا۔ موضوع جاننا اس لیے ضروری ہے تاکہ شارع فی العلم اس علم میں علی وجہ البصیرۃ شروع ہو جائے اور اپنے مقصد کی طرف ہی نگاہ رکھے۔

سوال نمبر 5:- وَاعْلَمْ اَنَّ الْمَشْهُوْرَ فِيْمَا بَيْنَ الْقَوْمِ اَنَّ الْعِلْمَ اَمَّا تَصَوُّرٌ اَوْ تَصْدِيْقٌ وَالْمُصَنِّفُ عَدَلَ عَنْهُ اِلَى التَّصَوُّرِ السَّاذِجِ وَالتَّصْدِيْقِ ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) عبارت میں مذکور علم کی تقسیم پر وارد ہونے والا اعتراض و جواب تحریر کریں؟

(ج) تصور بوسمہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

عبارت کا ترجمہ: اور تو جان لے کہ قوم کے درمیان علم کی مشہور تقسیم یہ ہے کہ "علم یا تصور ہے یا تصدیق اور ماتن نے عدول کیا اس سے تصور ساذج اور تصدیق کی طرف۔"

یہ حدیث مبارکہ اس بات کی دلیل ہے کہ مردہ سنتا ہے۔ رہی یہ بات مذکورہ آیت کی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے کافر جن کے دل مردہ ہو چکے ہوں بظاہر وہ زندہ ہوں' تم ان کو اس طرح نہیں سنا سکتے کہ وہ اس سنانے سے نفع حاصل کریں، جس طرح اہل قبور لیکن آپ نے یہ بھی خبر دی کہ بدر کے مقتولوں نے آپ کا کلام اور خطاب سنا۔ پس مذکورہ آیت سے مراد یہ ہے کہ اس میں مردہ دل کافروں کو مردہ کہا گیا ہے۔

سوال نمبر3:- (الف) اہل بیت کی محبت پر تین حدیثیں قلمبند کریں؟

(ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ''مختار'' ہونے پر دو حدیثیں زینتِ قرطاس کریں؟

جوابات: (الف) اہل بیت کی محبت:

(i) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی اسی وقت ہم پر ایمان لا سکتا ہے جب ہم سے محبت کرے گا اور ہمارے ساتھ اسی وقت محبت کرے گا، جب ہمارے اہل بیت سے محبت کرے گا۔

(ii) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سے محبت رکھو، کیونکہ وہ بطور غذا نعمتیں عطا فرماتا ہے اور اللہ کی بناء پر مجھ سے محبت رکھو اور میری محبت کی بناء پر اہل بیت سے محبت رکھو۔

(iii) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بندہ اسی وقت مومن ہوگا جب ہم اسے اس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جائیں اور ہماری اولاد اپنی اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے۔

(ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ''مختار'' ہونے پر احادیث:

i- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیں جوامع الکلم کے ساتھ بھیجا گیا، ہمیں رعب کے ساتھ امداد دی گئی، ہم محو استراحت تھے کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں لا کر ہمارے ہاتھ میں دے دی گئیں۔ (صحیح مسلم)

ii- ہمیں زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئیں۔ (متفق علیہ) (مشکوٰۃ شریف)

قسم ثانی...... منطق

سوال نمبر4:- والمراد بالمقدمة ههنا مايتوقف عليه الشروع فی العلم .

(الف) ''مقدمة العلم'' اور ''مقدمه الكتاب'' کی تعریف کریں اور بتائیں کہ عبارت میں مذکور تعریف کس مقدمہ کی ہے؟

(ب) شروع فی العلم، تعریف، موضوع اور غرض جاننے پر کس طرح موقوف ہے؟ تفصیل سے واضح کریں؟

جواب: (الف) مقدمۃ العلم کی تعریف: وہ مقدمہ جس پر علم کے مسائل میں شروع ہونا موقوف ہو

جیسے حد، موضوع اور غرض کا بیان۔

مقدمۃ الکتاب کی تعریف: کلام کا وہ گروہ جو مقصود سے پہلے ہو، کیونکہ مقصود کا اس کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور مقصود میں نفع مند ہوتا ہے۔

مذکورہ تعریف: مذکورہ تعریف مقدمۃ العلم کی ہے۔

(ب) شروع فی العلم کے تعریف، موضوع اور غرض پر موقوف ہونے کی وجہ:

کسی بھی علم میں شروع ہونا اس علم کی تعریف، موضوع اور غرض جاننے پر موقوف ہونے کی وجہ تصورِ علم پر تو یہ ہے کہ کسی علم کو شروع کرنے والا اگر اوّلاً اس علم کا تصور نہ کرے' تو وہ مجہول مطلق کا طالب ہوگا اور مجہول کی طلب محال ہے، کیونکہ مجہول مطلق کی طرف نفس کا متوجہ ہونا ممتنع ہے۔ لہٰذا شروع فی العلم سے پہلے اس علم کا تصور حاصل نہ ہونا محال ہے۔ پس ضروری ہے شروع فی العلم سے پہلے اس علم کا تصور حاصل ہو۔

غرض وغایت پر شروع فی العلم کے موقوف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اگر شارع فی العلم کو علم میں شروع ہونے سے پہلے اس علم کی غرض وغایت معلوم نہ ہو، تو پھر شارع کی طلب کا عبث اور بے فائدہ ہونا لازم آئے گا اور طلب کا عبث ہونا محال ہے۔ پھر علم میں شروع ہونے سے پہلے اس علم کی غرض کا معلوم نہ ہونا بھی محال ہوگا۔ پس ضروری ہے کہ شروع فی العلم سے پہلے اس کی غرض وغایت بھی معلوم ہو۔

موضوع پر شروع فی العلم کے موقوف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اگر شارع فی العلم کو علم میں شروع ہونے سے پہلے اس علم کا موضوع معلوم نہ ہو' تو وہ علم دوسرے علوم سے کامل طور پر ممتاز نہ ہوگا۔ جب وہ علم ماعداہ علوم سے ممتاز نہ ہوگا وہ شارع اس علم میں علی وجہ البصیرۃ شروع نہ ہوگا۔ موضوع جاننا اس لیے ضروری ہے تاکہ شارع فی العلم اس علم میں علی وجہ البصیرۃ شروع ہو جائے اور اپنے مقصد کی طرف ہی نگاہ رکھے۔

سوال نمبر5:- وَاعْلَمْ اَنَّ الْمَشْهُوْرَ فِيْمَا بَيْنَ الْقَوْمِ اَنَّ الْعِلْمَ اَمَّا تَصَوُّرٌ اَوْ تَصْدِيْقٌ وَالْمُصَنِّفُ عَدَلَ عَنْهُ اِلَى التَّصَوُّرِ السَّاذِجِ وَالتَّصْدِيْقِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) عبارت میں مذکور علم کی تقسیم پر وارد ہونے والا اعتراض و جواب تحریر کریں؟

(ج) تصور برسمہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب: اعراب پر لگا دیے گئے ہیں۔

عبارت کا ترجمہ: اور تو جان لے کہ قوم کے درمیان علم کی مشہور تقسیم یہ ہے کہ "علم یا تصور ہے یا تصدیق اور ماتن نے عدول کیا اس سے تصور ساذج اور تصدیق کی طرف۔"

(ب) عبارت میں مذکور اعتراض و جواب کی تقریر:

تقریر سوال: ماتن نے علم کی مشہور تقسیم سے اعراض کیوں کیا؟ مشہور تقسیم یوں تھی "العلم اما تصور او تصدیق ." جبکہ ماتن نے علم کی تقسیم اس طرح کی ہے "العلم اما تصور ساذج او تصدیق ."

تقریر جواب: ماتن نے علم کی مشہور تقسیم سے عدول اس لیے کیا کہ مشہور تقسیم پر دو اعتراض وارد ہوتے تھے، تو ان اعتراضوں سے بچنے کے لیے ماتن نے مشہور تقسیم سے اعراض کیا اور ایک نئی تقسیم ایجاد کی۔

(ج) تصور برسمه: تصور برسمه سے مراد خاص تعریف ہے جو شیء کے خاصہ پر مشتمل ہو۔

سوال نمبر 6:- (الف) قطبی کی روشنی میں جنس اور اس کی اقسام کی تعریفات مع مثال سپردِ قلم کریں؟

(ب) تصور بشرط شیء بشرط لا شيء اور لا بشرط شيء کی مثال کے ذریعے توضیح کریں؟

(الف) جنس کی تعریف: جنس وہ کلی ہے جو مختلفۃ الحقائق کثیرین پر مـا هـو کے جواب میں محمول ہو جیسے حیوان انسان کے لیے جنس ہے۔

جنس کی اقسام: جنس کی دو قسمیں ہیں: جنس قریب اور جنس بعید۔

جنس قریب کی تعریف: جنس قریب وہ جنس ہے کہ کسی ماہیت کو بعض مشارکات سے ملا کر مَـا هُـو کے ذریعے سوال کریں تو جواب میں وہ جنس آئے اور جب دوسرے مشارکات کے ساتھ ملا کر مَـا هُـو کے ذریعے سوال کریں تو پھر بھی جواب میں وہی جنس آئے مثلاً حیوان انسان کے لیے جنس ہے۔ اب انسان کو فرس سے ملا کر مَا هُو کے ذریعے سوال کریں اور یوں کہیں الانسـان والفرس ما هما؟ تو جواب میں حیوان آئے گا۔ اگر اسی ماہیت یعنی انسان کو دوسرے کے ساتھ مَـا هُـو کے ذریعے سوال کریں اور یوں کہیں الانسـان الـغـنـم ما هما؟ تو جواب پھر بھی حیوان آیا پس معلوم ہوا کہ حیوان انسان کی جنس قریب ہے۔

جنس بعید کی تعریف: جنس بعید وہ جنس ہے کہ جب کسی ماہیت کو بعض مشارکات کے ساتھ ملا کر مَـا هُو کے ذریعے سوال کریں تو جواب وہ جنس آئے لیکن جب اس ماہیت کو دوسرے مشارکات سے ملا کر مَـا هُو کے ذریعے سوال کریں تو جواب میں وہی جنس نہ آئے بلکہ کوئی اور جنس آئے جیسے جسم نامی انسان کی جنس بعید ہے، کیونکہ انسان کو جب شجر کے ساتھ ملا کر سوال کریں اور یوں کہیں "الانسـان و الشجر ما هما؟" تو جواب میں جسم نامی آئے گا۔ لیکن جب انسان کو شجر کے علاوہ کسی ماہیت مثلاً غنم، بقر اور فرس وغیرہ کے ساتھ ملا کر مَـا هُو کے ذریعے سوال کریں تو جواب حیوان آئے گا جسم نامی نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ جسم نامی انسان کے لیے جنس بعید ہے۔

(ب) بشرط شیء، بشرط لا شیء اور لا بشرط شیء کی وضاحت:

کائنات میں موجودہ اشیاء کے تصور کرنے کی تین حیثیتیں ہیں:

۱۔ بشرط شیء: کسی شیء کا اس طرح تصور کرنا کہ اس میں کسی قید کے ہونے کا اعتبار کیا جائے اسے تصدیق کہتے ہیں جیسے زید کاتب۔

۲۔ بشرط لا شیء: کسی چیز کا تصور اس طرح کیا جائے کہ اس میں کسی قید کے عدم اور نہ ہونے کا لحاظ کیا جائے، اسی کو تصور ساذج کہتے ہیں جو تصدیق کا قسیم اور مد مقابل ہے اس کی مثال جیسے انسان کا تصور۔

۳۔ لا بشرط شیء: کسی چیز کا تصور اس طرح کیا جائے کہ اس میں کسی چیز کے ہونے یا نہ ہونے کا لحاظ نہ کیا جائے یہی تصور منطقی ہے جو علم کا مترادف اور مقسم کا درجہ رکھتا ہے۔ اسے حضور ذہنی جو کہ علم ہے، بھی کہتے ہیں۔

☆☆☆

(ب) عبارت میں مذکور اعتراض و جواب کی تقریر:

تقریر سوال: ماتن نے علم کی مشہور تقسیم سے اعراض کیوں کیا؟ مشہور تقسیم یوں تھی "العلم اما تصور او تصدیق ۔" جبکہ ماتن نے علم کی تقسیم اس طرح کی ہے "العلم اما تصور ساذج او تصدیق ۔"

تقریر جواب: ماتن نے علم کی مشہور تقسیم سے عدول اس لیے کیا کہ مشہور تقسیم پر دو اعتراض وارد ہوتے تھے، تو ان اعتراضوں سے بچنے کے لیے ماتن نے مشہور تقسیم سے اعراض کیا اور ایک نئی تقسیم ایجاد کی۔

(ج) تصور برسمہ: تصور برسمہ سے مراد خاص تعریف ہے جو شیء کے خاصہ پر مشتمل ہو۔

سوال نمبر 6:- (الف) قطبی کی روشنی میں جنس اور اس کی اقسام کی تعریفات مع مثال سپر دِ قلم کریں؟

(ب) تصور بشرط شیء بشرط لا شیء اور لا بشرط شیء کی مثال کے ذریعے توضیح کریں؟

(الف) جنس کی تعریف: جنس وہ کلی ہے جو مختلفۃ الحقائق کثیرین پر مَا ھُو کے جواب میں محمول ہو جیسے حیوان انسان کے لیے جنس ہے۔

جنس کی اقسام: جنس کی دو قسمیں ہیں: جنس قریب اور جنس بعید۔

جنس قریب کی تعریف: جنس قریب وہ جنس ہے کہ اس ماہیت کو بعض مشارکات سے ملا کر مَا ھُو کے ذریعے سوال کریں تو جواب میں وہ جنس آئے اور جب دوسرے مشارکات کے ساتھ ملا کر مَا ھُو کے ذریعے سوال کریں تو پھر بھی جواب میں وہی جنس آئے مثلاً حیوان انسان کے لیے جنس ہے۔ اب انسان کو فرس سے ملا کر مَا ھُو کے ذریعے سوال کریں اور یوں کہیں الانسان والفرس ما ھما؟ تو جواب میں حیوان آئے گا۔ اگر اسی ماہیت یعنی انسان کو دوسرے کے ساتھ مَا ھُو کے ذریعے سوال کریں اور یوں کہیں الانسان الغنم ما ھما؟ تو جواب پھر بھی حیوان آیا پس معلوم ہوا کہ حیوان انسان کی جنس قریب ہے۔

جنس بعید کی تعریف: جنس بعید وہ جنس ہے کہ جب کسی ماہیت کو بعض مشارکات کے ساتھ ملا کر مَا ھُو کے ذریعے سوال کریں تو جواب وہ جنس آئے لیکن جب اس ماہیت کو دوسرے مشارکات سے ملا کر مَا ھُو کے ذریعے سوال کریں تو جواب میں وہی جنس نہ آئے بلکہ کوئی اور جنس آئے جیسے جسم نامی انسان کی جنس بعید ہے، کیونکہ انسان کو جب شجر کے ساتھ ملا کر سوال کریں اور یوں کہیں "الانسان والشجر ما ھما؟" تو جواب میں جسم نامی آئے گا۔ لیکن جب انسان کو شجر کے علاوہ کسی ماہیت مثلاً غنم، بقر اور فرس وغیرہ کے ساتھ ملا کر مَا ھُو کے ذریعے سوال کریں تو جواب حیوان آئے گا جسم نامی نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ جسم نامی انسان کے لیے جنس بعید ہے۔

(ب) بشرط شیء، بشرط لا شیء اور لا بشرط شیء کی وضاحت:

کائنات میں موجودہ اشیاء کے تصور کرنے کی تین حیثیتیں ہیں:

۱۔ بشرط شیء: کسی شیء کا اس طرح تصور کرنا کہ اس میں کسی قید کے ہونے کا اعتبار کیا جائے اسے تصدیق کہتے ہیں جیسے زید کاتب۔

۲۔ بشرط لا شیء: کسی چیز کا تصور اس طرح کیا جائے کہ اس میں کسی قید کے عدم اور نہ ہونے کا لحاظ کیا جائے، اسی کو تصور ساذج کہتے ہیں جو تصدیق کا قسیم اور مد مقابل ہے' اس کی مثال جیسے انسان کا تصور۔

۳۔ لا بشرط شیء: کسی چیز کا تصور اس طرح کیا جائے کہ اس میں کسی چیز کے ہونے یا نہ ہونے کا لحاظ نہ کیا جائے یہی تصور منطقی ہے جو علم کا مترادف اور مقسم کا درجہ رکھتا ہے۔ اسے حضور ذہنی جو کہ علم ہے، بھی کہتے ہیں۔

☆☆☆

مدارسِ عربیہ کے طلبا و طالبات کے لئے یکساں مفید

تلخیص

اُصُولُ الشاشی

ابو اویس مفتی محمد یوسف القادری

عِلمُ التّجوید

زینت القراء حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

سالانہ امتحان الشهادة العالية (بی اے۔ سال اول)

(برائے طلباء) الموافق سنة 1444ھ 2024ء

الوقت المحدد | الورقة الاولى: التفسير و اصوله | مجموع الارقام:
ثلاث ساعات | | ۱۰۰

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوالات حل کریں؟

قسم اوّل ...... التفسير

سوال نمبر۱:۔ وما اصابكم خطاب للمؤمنين من مصيبة بلية و شدة فبما كسبت ايديكم اى كسبتم من الذنوب و عبر بالا يدى لان اكثر الافعال تزاول بها و يعفوا عن كثير منها فلا يجازى عليه و هو تعالى اكرم من ان يثنى الجزاء فى الاخرة ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) اغراضِ مفسر تحریر کریں؟

(ج) عصر حاضر میں مسلمانوں کی پستی کی وجوہات تحریر کریں؟

سوال نمبر۲:۔ (ما كنت تدرى) تعرف قبل الوحى اليك (ما الكتاب) القرآن (ولا الايمان) اى شرائعه و معالمه و النفى معلق للفعل عن العمل (و لكن جعلنا نورا نهدى به من نشاء) ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) اغراضِ مفسر تحریر کریں؟

(ج) خط کشیدہ صیغے حل کریں؟

سوال نمبر۳:۔ ومن استفهام بمعنى النفى اى لا احد اضل ممن يدعوا يعبد من دون الله اى غيره من لا يستجيب له الى يوم القيمة و هم الاصنام لا يجيبون عابديهم الى شيئى يسئلونه ابدا ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) کلام باری تعالیٰ وکلام مفسر کی وضاحت کریں؟

(ج) بعض فرقوں کے نزدیک انبیاء اور اولیاء کو پکارنا بھی گمراہی ہے اس کا مدلل جواب قلمبند کریں؟

قسم ثالث ...... اصول تفسیر

ل نمبر 4:۔ درج ذیل سے دو اجزاء کا جواب تحریر کریں؟

(الف) اسباب نزول کی معرفت اور اس میں دشواری کی وجوہات تحریر کریں؟

(ب) قرآن پاک کو ابواب اور فصول کی صورت میں کیوں نہیں ذکر کیا گیا؟

(ج) اعجاز قرآن کی کم از کم تین وجوہات رسمت قرطاس کریں؟

☆ ☆ ☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2024ء

الورقة الاولى: التفسير و اصوله

قسم اوّل ...... التفسیر

وال نمبرا:۔

وَمَا اَصَابَكُمْ خِطَابُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ مُصِيْبَةٍ بَلِيَّةٍ وَ شِدَّةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ اَىْ كَسَبْتُمْ مِنَ الذُّنُوْبِ وَ عَبَّرَ بِالْاَيْدِیْ لِاَنَّ اَكْثَرَ الْاَفْعَالِ تُزَاوِلُ بِهَا وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ مِنْهَا لَا يُجَازِیْ عَلَيْهِ وَهُوَ تَعَالٰى اَكْرَمُ مِنْ اَنْ يَّثْنِى الْجَزَاءَ فِى الْاٰخِرَةِ.

الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

ب) اغراضِ مفسر تحریر کریں؟

ج) عصر حاضر میں مسلمانوں کی پستی کی وجوہات تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب: اوپر لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ: اور تمہیں جو مصیبت پہنچی (یہ مومنوں کو خطاب ہے) وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا یعنی جو تم نے گناہ کمائے' ہاتھوں سے تعبیر اس لیے کیا کہ اکثر افعال ہاتھوں سے ہی سرزد ہوتے ہیں اور بہت سے درگزر فرما دیتا ہے۔ پس نہیں جزاء دیتا اس پر اور اللہ تعالیٰ کی ذات بلند و بالا ہے کہ آخرت میں دوبارہ بدلہ دے (جبکہ اس نے درگزر فرما دیا ہو)۔

(ب) اغراض مفسر: کُمْ ضمیر خطاب ہے' تو شارح نے مخاطبین کو معین کر دیا کہ وہ مؤمنین ہیں۔ ایک سوال کا جواب دیا کہ گناہوں کو ہاتھوں سے تعبیر کیوں کیا؟ جواب دیا کہ اکثر افعال ہاتھوں سے سرزد ہوتے ہیں' اس لیے ہاتھوں سے تعبیر کیا۔ جن لوگوں سے درگزر فرما دیتا ہے اس کی شایان شان نہیں کہ آخرت میں ان کی پکڑ کرے۔

(ج) عصر حاضر میں پستی کی وجوہات: اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے ماننے والوں کی نصرت ومدد فرماتا ہے۔ جس کی مدد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ کبھی بھی مغلوب نہیں ہو سکتا۔ تاریخ گواہ ہے کہ مسلمان جب تک اللہ اور اس کے رسول کے احکام پر عامل رہے ہمیشہ غالب ہی رہے ہیں حتیٰ کہ قلیل جماعت بہت دفعہ کثیر جماعت پر غالب آئی۔ وجہ یہی ہے کہ ان کے دل اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے سرشار تھے۔ ان کے دلوں میں اللہ کی محبت غالب تھی اور خواہشات مغلوب تھی اسی وجہ سے وہ ہر میدان میں فتح کے جھنڈے لہراتے تھے۔ مگر آج کا مسلمان تو فقط نام کا مسلمان ہے۔ کاہیت باقی نہ رہی اللہ اور اس کے رسول کا ادب واحترام باقی نہ رہا۔ سرعام احکام شرعیہ کو پامال کیا جا رہا ہے۔ میدان عمل سے کوسوں میل دوری ہے۔ تو ایسے حالات میں اللہ کی مدد ونصرت کا اترنا از قبیلہ امتناع سے ہے کہ اللہ نے مؤمنین سے وعدہ نصرت فرمایا ہے۔ بے عمل اور منافق لوگوں سے نہیں۔ الحاصل یہ کہ اللہ اور اس کے رسول کے احکام وطرق پر نہ چلنا ذلت اور پستی کا سبب ہے۔ اتحاد کا قائم نہ ہونا اس کا سبب ہے۔

سوال نمبر۲:-

(مَا كُنْتَ تَدْرِيْ) تَعْرِفُ قَبْلَ الْوَحْيِ اِلَيْكَ (مَا الْكِتَابُ) الْقُرْآنُ (وَلَا الْاِيْمَانُ) اَيْ شَرَائِعُهٗ وَمَعَالِمُهٗ وَالنَّفْيُ مُعَلَّقٌ لِلْفِعْلِ عَنِ الْعَمَلِ (وَ لٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَاءُ) ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) اغراضِ مفسر تحریر کریں؟

(ج) خط کشیدہ صیغے حل کریں؟

جواب: (الف) اعراب: اوپر لگا دیئے ہیں۔

ترجمہ: آپ نہیں جانتے تھے۔ یعنی آپ کی طرف وحی سے پہلے نہیں پہچانتے تھے کہ کتاب کیا ہے یعنی قرآن اور نہ احکام شرع کی تفصیل یعنی ایمان کے شرائع اور معالم۔ آیت کریمہ میں نفی معلق ہے عمل سے فعل کی وجہ سے یعنی شرعی احکام وحی نازل ہونے سے پہلے نہیں جانتے تھے لیکن نزول وحی کے بعد سب احکام جان گئے لیکن بنایا ہم نے اس قرآن کو نور اور ہدایت کہ اس کے ذریعے سے چاہیں ہدایت دیں۔

(ب) اغراض مفسر: شارح نے تَدْرِیْ کا معنی بتایا کہ تعرف ہے اور نہ جاننا وحی سے پہلے ہے۔ وحی کے بعد تمام کا تمام اللہ تعالیٰ نے بتا دیا تھا۔ الکتاب میں الف لام کا تعین کر دیا کہ عہد خارجی ہے اور معہود لہ قرآن مجید ہے۔ الایمان سے مراد شرعی احکام ہیں۔ حقیقت میں نبی علیہ السلام اللہ کی واحدنیت کو پہلی ہی جانتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔

صیغے:

تدری: واحد مذکر حاضر فعل مضارع معروف باب ضَرَبَ یَضْرِبُ

نھدی: جمع متکلم فعل مضارع معلوم باب ضَرَبَ یَضْرِبُ

نشاء: جمع متکلم فعل مضارع معلوم باب فَتَحَ یَفْتَحُ

سوال نمبر۳:-

وَمَنْ اِسْتِفْهَامٌ بِمَعْنَى النَّفْيِ اَىْ لَا اَحَدٌ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا يَعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَىْ غَيْرِهٖ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَ هُمُ الْاَصْنَامُ لَا يُجِيْبُوْنَ عَابِدِيْهِمْ اِلٰى شَىْءٍ يَسْئَلُوْنَهٗ اَبَدًا .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) کلام باری تعالیٰ و کلام مفسر کی وضاحت کریں؟

(ج) بعض فرقوں کے نزدیک انبیاء اور اولیاء کو پکارنا بھی گمراہی ہے اس کا مدلل جواب قلمبند کریں؟

جواب: (الف) اعراب: اوپر لگا دیے ہیں۔

ترجمہ: "مَنْ" استفہام کے لیے ہے اور نفی کے معنی میں ہے یعنی کوئی بھی نہیں۔ کون ہے زیادہ گمراہ اس سے جو اللہ کے علاوہ کسی ایسے غیر کی عبادت کرتا ہے جو قیامت تک اس کی نہ سنیں اور وہ بت ہیں جو اپنے پوجا کرنے والوں کی نہیں قبول کرتے اور جواب دیتے ایسی شئی کا جس کا وہ سوال کرتے ہیں۔

(ب) وضاحت: اللہ تعالیٰ مذکورہ آیت کریمہ میں بتوں کی عبادت کرنے سے روک رہا ہے اور جو بتوں کی پوجا کرتے ہیں ان کی حالت اور ذلت بیان کر رہا ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی ایسے کی پوجا کرے جس میں سننے دیکھنے وغیرہ کی طاقت نہیں، تو اس شخص سے زیادہ گمراہ اور جاہل کوئی نہیں۔

مفسر علیہ الرحمٰن نے الفاظ کا تعین اور معانی بیان کر دیے کہ مَنْ استفہام بمعنی نفی کے ہے اور بتایا کہ دعا کا صلہ جب مَنْ آ جائے تو اس کا معنی عبادت ہوتا ہے اور بتوں کی حقیقت بتا دی کہ بت کبھی بھی اپنے عابدین اور سائلین کی نہیں سنتے۔

(ج) انبیاء و اولیاء کو پکارنے کا حکم: پکارنے کے دو مطلب ہیں۔ نمبر۱: عبادت اور پوجا کرنا' نمبر۲: مدد طلب کرنا۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو معبود سمجھ کر پکارنا کفر ہے لیکن اگر مدد طلب کرنے کے لیے پکارا جائے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے سبب اور واسطہ ہونے کی حیثیت سے امداد طلب کی جائے' تو جائز ہے' کیونکہ امداد حقیقی اللہ تعالیٰ کی ہی طرف سے ہوتی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس نے امداد کے اسباب اور واسطے بھی پیدا نہیں فرمائے۔

دلیل: اس کی دلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی اس وقت امداد فرماتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی امداد میں مصروف رہتا ہے۔ (مسلم)

دوسری حدیث ہے" مصیبت زدہ کی امداد کرو اور تم گم کردہ راہ کی راہنمائی کرو۔" (ابو داؤد)

ایک اور حدیث میں نبی علیہ السلام نے فرمایا: قیامت کے دن سورج قریب ہو جائے گا یہاں تک پسینہ آدھے کان تک پہنچ جائے گا۔ لوگ اس حالت میں حضرت آدم علیہ السلام پھر موسیٰ علیہ السلام پھر سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں گے اور مدد طلب کریں گے۔ تمام اہل محشر انبیاء کرام علیہ السلام سے مدد کرنے کے جواز پر متفق ہوں گے' یہ اتفاق اس بناء پر ہوگا اللہ تعالیٰ انہیں الہام فرمائے گا۔ یہ حدیث انبیاء کرام علیہ السلام سے دنیا و آخرت میں توسل' استغاثہ کے مستحب ہونے کی قوی دلیل ہے۔

قسم ثانی ...... اصول تفسیر

سوال نمبر4:- درج ذیل سے دو اجزاء کا جواب تحریر کریں؟

(الف) اسباب نزول کی معرفت اور اس میں دشواری کی وجوہات تحریر کریں؟

(ب) قرآن پاک کو ابواب اور فصول کی صورت میں کیوں نہیں ذکر کیا گیا؟

(ج) اعجازِ قرآن کی کم از کم تین وجوہات زینتِ قرطاس کریں؟

جواب: (الف) اسباب نزول کی معرفت اور دشواری کی وجوہات: متقدمین اور متاخرین کی اصطلاحات میں اختلاف ہے۔ اسی وجہ سے کسی واقعہ کے بارے پر فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ یہ نزول آیت کا سبب ہے یا نہیں۔ کلام صحابہ اور تابعین کے استقراء سے جو چیز سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ لوگ "نزلت فی کذا" کو صرف ایسے قصہ کے لیے استعمال نہیں کرتے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیش آیا ہو اور آیت کے نزول کا سبب بنا ہو بلکہ بسا اوقات ایسے بعض واقعات کو ذکر کرتے ہیں جن پر آیت صادق آتی ہو خواہ ان واقعات میں ہو جو آپ کے زمانہ میں پیش آیا یا بعد میں ہوئے ہوں اور کہہ دیتے ہیں "نزلت فی کذا"، شان نزول کے بیان میں عموماً "نزلت فی کذا یا فانزل قوله کذا" جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ دشواری کی وجوہات کا سبب متقدمین اور متاخرین کی اصطلاحات میں اختلاف ہونا ہے۔

(ب) ابواب اور فصلیں نہ بنانے کی وجہ: قرآن کریم کی فصلیں اور ابواب نہیں بنائے گئے کہ اس کے ہر مقصد یا بحث کو کسی باب یا فصل میں تلاش کر لیا جائے' بلکہ فرض کیا گیا ہے کہ وہ مجموعہ مکتوبات کی طرح ہے جیسا کہ بادشاہ اپنی رعایا کے نام وقت کی ضرورت کے مطابق ایک فرمان لکھتے ہیں اور کچھ دنوں کے بعد دوسرا فرمان لکھتے ہیں اور اسی طرح حسب ضرورت لکھتے ہی رہتے ہیں یہاں تک کہ بہت سے فرامین جمع ہو

جاتے ہیں۔ تو کوئی شخص انہیں جمع کر دیتا ہے حتیٰ کہ ان فرامین کا ایک مرتب مجموعہ تیار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح قادر مطلق عز اسمہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وقت کی ضرورت کے مطابق یکے بعد دیگرے سورتیں نازل کرتا ہے۔ جب نزول مکمل ہو گیا تو ان سب آیات اور سورتوں کو موجودہ ترتیب کے مطابق جمع کر دیا گیا۔

(ج) اعجاز قرآن کی تین وجوہات:

۱۔ اسلوب بدیع۔

۲۔ بغیر تعلم کے گذشتہ مذاہب کے احکام اور تصوف کی خبر دینا۔

۳۔ مستقبل کے احوال کی خبر دینا۔

۴۔ بلاغت کے ایسے مرتبہ پر فائز ہونا جو طاقتِ انسانی سے باہر ہو۔



الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

سالانہ امتحان الشهادة العالية (بی۔اے-سال اوّل)

(برائے طلباء) الموافق سنة 1444ھ 2024ء

الوقت المحدد   الورقة الثانية: الحديث و اصوله   مجموع الارقام
ثلاث ساعات   100

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی سے دو سوالات حل کریں؟

قسم اول ...... حديث

سوال نمبر ۱:۔ عن طلحة بن عبيد الله رضى الله عنه قال جاء رجل الى رسول الله صلى الله عليه وسلم من اهل نجد ثائر الراس نسمع دوى صوته و لا نفقه ما يقول حتى دنا من رسول الله فاذا هو يسال عن الاسلام فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم خمس صلوات فى اليوم و الليلة فقال هل على غير هن فقال لا الا ان تطوع .

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر اُردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید کن چیزوں کا ذکر فرمایا اور اس مرد نے جاتے وقت کیا کہا؟ مشکوٰۃ کی حدیث کی روشنی میں لکھیں؟

(ج) حدیث شریف میں شہادتین اور حج کے ذکر نہ کرنے کی وجہ کیا ہے؟

سوال نمبر ۲:۔ عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الكبائر الاشراك بالله و عقوق الوالدين و قتل النفس واليمين الغموس و فى رواية انس و شهادة الزور بدل اليمين الغموس .

(الف) حدیث مبارک کا ترجمہ کریں؟

(ب) مشکوٰۃ کی روشنی میں کبیرہ گناہ کے متعلق مذکور حدیث کے علاوہ دو احادیث تحریر کریں؟

(ج) کبیرہ گناہ کی تعریف کر کے بتائیں کہ کبیرہ گناہ کفر ہیں یا فسق؟

سوال نمبر ۳:۔ (الف) مجلس علم کی فضیلت پر مضمون لکھیں؟

(ب) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا مختصر تعارف سپرد قلم کریں؟

(ج) "قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثمن الكلب خبيث و مهر البغى خبيث و كسب الحجام خبيث"

ترجمہ کر کے بتائیں کہ لفظ "خبیث" سے کیا مراد ہے؟

حصہ دوم...... اصول حدیث

سوال نمبر4:۔ کوئی سے دو اجزاء کا جواب دیں۔

(الف) حدیث تقریری اور حدیث مرفوع کی تعریفات تحریر کریں؟

(ب) سند، اسناد اور متن کی وضاحت کریں؟

(ج) عدالت سے متعلق پانچوں وجوہ الطعن سپرد قلم کریں؟

(د) کیا احادیث صحیحہ فقط صحیحین میں ہیں؟ مقدمہ مشکوٰۃ کی روشنی میں تفصیلی نوٹ لکھیں؟



درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2024ء

الورقة الثانية: الحديث و اصوله

قسم اول ...... حدیث

سوال نمبر1:۔

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرَ الرَّأْسِ نَسْمَعُ دَوِيَّ صَوْتِهٖ وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُوْلُ حَتّٰى دَنَا مِنْ رَسُوْلِ فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ فَقَالَ لَا إِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ.

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر اُردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید کن چیزوں کا ذکر فرمایا اور اس مرد نے جاتے وقت کیا کہا؟ مشکوٰۃ کی حدیث کی روشنی میں لکھیں؟

(ج) حدیث شریف میں شہادتین اور حج کے ذکر نہ کرنے کی وجہ کیا ہے؟

جوابات: (الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا: اہل نجد کا ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا۔ اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے ہم اس کی سرگوشی کی آواز سن رہے تھے اور سمجھتے نہ تھے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے؟ حتیٰ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو گیا پس اس نے اسلام کے بارے میں سوال کیا: رسول اللہ نے فرمایا: دن رات میں پانچ نمازیں اس نے کہا: کیا اس کے علاوہ بھی مجھ پر ہیں؟ فرمایا: نہیں مگر یہ کہ تم نفل پڑھو۔

(ب) مزید چیزوں کا ذکر: نماز کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے مہینے کے روزے رکھنے اور زکوۃ ادا کرنے کا ذکر کیا۔ اس کے علاوہ نفلی روزے اور صدقات کا بھی ذکر فرمایا۔

مڑ کر جاتے وقت کہا: اللہ کی قسم اس میں اس پر زیادہ کروں گا اور نہ کم کروں گا۔

(ج) شہادتین ذکر نہ کرنے کا سبب: شہادتین کا ذکر اس لیے نہیں کیا کہ اس کا تعلق عقائد کے ساتھ ہے ان کو اسلامی عقائد میں بنیادی وکلیدی حیثیت حاصل ہے۔ اسلامی عبادات کی صحت وعدم صحت کا مدار عقائد ہیں اور وہ عقائد کو ماننے والا تھا اس لیے ان کا ذکر کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی یا ممکن ہے حضرت طلحہ دوری کے سبب سن نہ پائے ہوں اور شہادتین کا ذکر کیا گیا۔

حج کا ذکر نہ کرنے کی وجہ: ہوسکتا ہے کہ اس وقت حج فرض نہ ہوا ہو۔

سوال نمبر ۲:-

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکبائر الاشراک باللہ و عقوق الوالدین و قتل النفس والیمین الغموس و فی روایۃ انس و شہادۃ الزور بدل الیمین الغموس ۔

(الف) حدیث مبارک کا ترجمہ کریں؟

(ب) مشکوۃ کی روشنی میں کبیرہ گناہ کے متعلق مذکور حدیث کے علاوہ دو احادیث تحریر کریں؟

(ج) کبیرہ گناہ کی تعریف کر کے بتائیں کہ کبیرہ گناہ کفر ہیں یا فسق؟

جوابات: (الف) ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کبیرہ گناہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا' ماں باپ کی نافرمانی کرنا' کسی جان کا قتل کرنا اور جھوٹی قسم اٹھانا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں جھوٹی قسم کی بجائے جھوٹی گواہی ہے۔

(ب) گناہ کبیرہ کے بارے میں دو احادیث:

۱۔ روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کون سا گناہ بہت بڑا ہے' فرمایا: یہ کہ تم اللہ کا شریک ٹھہراؤ حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے' عرض کیا' پھر کون سا؟ فرمایا: اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کر ڈالو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گی۔ عرض کیا' پھر کون سا؟ فرمایا: اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرنا۔ تب اللہ نے اس کی تصدیق میں آیت قرآنی نازل فرمائی۔

۲۔ روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔

I- اللہ کے ساتھ شرک کرنا، II- والدین کی نافرمانی کرنا

III- سحر کرنا یعنی جادو کرنا۔ IV- اللہ کی حرام کی ہوئی جان کو ناحق قتل کرنا۔

V- سود کھانا VI- یتیم کا مال کھانا

VII- پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا/ جنگ کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا۔

(ج) گناہ کبیرہ:

تعریف: وہ گناہ جس کی ممانعت دلیل قطعی سے ثابت ہو۔

یا

وہ گناہ جس کے مرتکب کو جہنم کے عذاب اور سخت وعید کی دھمکی دی گئی ہو۔

یا

وہ گناہ جس پر شرعی حد نافذ کی جا سکے۔

کبائر فسق ہیں یا کفر؟ کبیرہ گناہ فسق ہیں اور یہ توبہ کرنے سے معاف ہو جاتے ہیں۔ اس کا کرنے والا کافر نہیں ہوتا، کیونکہ حدیث مبارکہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گناہ کبیرہ کے مرتکب کی شفاعت فرمائیں گے۔ اگر یہ کفر ہوتے تو آپ کیونکر کافر کی شفاعت فرماتے؟

سوال نمبر ۳:- (الف) مجلس علم کی فضیلت پر مضمون لکھیں؟

(ب) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا مختصر تعارف سپردِ قلم کریں؟

(ج) "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثمن الکلب خبیث و مهر البغی خبیث و کسب الحجام خبیث"

ترجمہ کر کے بتائیں کہ لفظ "خبیث" سے کیا مراد ہے؟

جوابات: (الف) مجلس علم کی فضیلت پر مضمون: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں جگہ کشادہ کرو، تو جگہ کشادہ کر دو۔ اللہ تمہارے لیے جگہ کشادہ فرمائے گا۔ جب کہا جائے کہ کھڑے ہو جاؤ تو کھڑے ہو جایا کرو۔ اللہ تم میں سے ایمان والوں کے اور ان کے درجات بلند فرماتا ہے، جن کو علم دیا گیا اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔ (سورۃ المجادلہ:۱۱)

ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک جگہ سے ہوا تو وہاں ہر دو مجلسیں ہو رہی تھیں۔ ایک ذکر الٰہی کی اور دوسری علم کی، تو آپ علم کی مجلس میں شامل ہو گئے اور فرمایا: یہ اچھی ہے۔

آپ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: جب تم جنت کی پھلواریوں میں سے گزرا کرو تو ان سے خوب فائدہ حاصل کیا کرو' صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جنت کی پھلواریاں کیا ہیں؟ فرمایا: علم کی مجلسیں۔

جو علم دین سیکھنے اور دینی فتویٰ کی غرض سے عالم کے گھر جائے سفر کرکے یا چند قدم' تو اس کی برکت سے اللہ اس پر جنت کے کام آسان کر دے گا اور مرتے وقت ایمان نصیب کرے گا۔ قبر و حشر میں حساب میں کامیابی اور پل صراط پر آسانی عطا فرمائے گا۔ جنت کے راستے میں یہ سب چیزیں شامل ہیں۔

علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ پیغمبروں نے کسی کو دینار و درہم کا وارث نہیں بنایا' انہوں نے صرف علم کا وارث بنایا۔ تو جس نے علم اختیار کیا' اس نے پورا حصہ لیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم و حکمت مومن کی متاع گم گشتہ ہے جہاں سے میسر ہو لے لو' کیونکہ وہی اس کا زیادہ حقدار ہے۔

(ب) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا مختصر تعارف: آپ کا نام "عبداللہ بن عباس بن عبد المطلب" ہے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں۔ آپ کی والدہ کا نام لبابہ بنت حارثہ ہے' جو ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ آپ ہجرت سے تین سال قبل پیدا ہوئے' جب تیرہ برس کے تھے' تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔ آپ کا لقب حبر اُمت ہے یعنی امت اسلامیہ کے بڑے عالم۔ تفسیر قرآن کے امام ہیں۔ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ ۶۸ھ کو طائف میں اے برس عمر شریف میں وصال ہوا۔ طائف میں مزار شریف ہے۔

(ج) ترجمۃ الحدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کتے کی قیمت خبیث ہے' زانیہ کی خرچی حرام اور فصد لینے والے کی اجرت خسیس ہے۔

لفظ "خبیث" کا مفہوم: خبیث طیب کا مقابل ہے' طیب کے دو معنی ہیں: حلال اور نفیس۔ لہٰذا اس کے مقابل خبیث کے بھی دو معنی ہیں: حرام اور خسیس۔ زانیہ کے زنا کی اجرت بالاتفاق حرام ہے۔ فصد لینے والے کی اجرت بالاتفاق ناپسندیدہ اور مکروہ ہے۔ کتے کی قیمت میں اختلاف ہے' ہمارے ہاں حلال مگر ناپسندیدہ ہے جبکہ امام شافعی کے ہاں حرام ہے۔ لہٰذا لفظ خبیث یہاں بطریق عموم مشترک دونوں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

حصہ دوم...... اصول حدیث

سوال نمبر ۴: کوئی سے دو اجزاء کا جواب دیں۔

(الف) حدیث تقریری اور حدیث مرفوع کی تعریفات تحریر کریں؟



(ب) سند، اسناد اور متن کی وضاحت کریں؟

(ج) عدالت سے متعلق پانچوں وجوہ الطعن سپرد قلم کریں؟

(د) کیا احادیث صحیحہ فقط صحیحین میں ہیں؟ مقدمہ مشکوٰۃ کی روشنی میں تفصیلی نوٹ لکھیں؟

جوابات: (الف) تعریفات اصطلاحات: حدیث تقریری: وہ کام یا عمل جسے صحابہ نے کیا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نہ انکار فرمایا ہو اور نہ ہی اس کے کرنے سے روکا ہو بلکہ سکوت فرمایا اور اسے برقرار رکھا ہو۔ اسے حدیث تقریری کہتے ہیں۔

حدیث مرفوع: وہ قول یا فعل یا تقریر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر منتہی ہو اسے حدیث مرفوع کہتے ہیں۔

(ب) اصطلاحات کی وضاحت:

سند: راویوں کا وہ سلسلہ جو متن تک پہنچائے یا طریق حدیث کو سند کہتے ہیں۔ طریق کا معنی راستہ اور راستہ پہنچانے والا ہوتا ہے مقصود حسی کی طرف۔ حدیث قول ہے یا فعل ہے یا تقریر ہے یعنی معنوی چیز ہے۔ اس لیے اس لفظ کو استعارہ مطلوب معنوی پہنچانے والے کے لیے استعمال کیا۔

اسناد: حدیث کو سند کے ساتھ اس کے قائل کی طرف منسوب کرنا اسناد ہے۔ لیکن اسناد کبھی لفظ سند کے ذکر کرنے اور طریق متن کے نقل کرنے میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

متن: متن اسے کہتے ہیں جس پر سند کی انتہاء ہو یعنی متن وہ لفظ، عبارت اور تعبیر و عنوان ہے خواہ قول ہو یا فعل ہو یا تقریر ہو کہ جس پر سند کا سلسلہ پہنچ کر ختم ہو جاتا ہے۔

(ج) عدالت سے متعلق وجوہ طعن:

۱۔ جھوٹ ۲۔ جھوٹ کی تہمت ۳۔ فسق ۴۔ بدعت ۵۔ جہالت

(د) احادیث صحیحہ کا فقط صحیحین ہونا: احادیث صحیحہ صرف صحیحین میں منحصر و محدود نہیں اور نہ ہی امام بخاری و امام مسلم نے تمام کی تمام صحیح حدیثوں کو جمع کر کے اپنی کتابوں میں سب صحاح احادیث کا حصر و احاطہ کیا ہے۔ اس حوالے سے امام بخاری نے فرمایا ہے کہ میں اپنی اس کتاب میں صرف وہ حدیثیں لایا ہوں جو صحیح ہیں اور بہت سی صحیح حدیثوں کو میں نے چھوڑ دیا ہے۔

اسی طرح امام مسلم نے بھی کہا ہے کہ جو حدیثیں میں اس کتاب میں لایا ہوں، سب کی سب صحیح ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ جو حدیثیں میں نے چھوڑی ہیں، وہ سب ضعیف ہیں۔

☆ ☆ ☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

سالانہ امتحان الشهادة العالية (بی۔اے۔سال اول)
(برائے طلباء) الموافق سنة 1444ھ 2024ء

الوقت المحدد	الورقة الثالثة: اصول الفقه	مجموع الارقام
ثلاث ساعات		١٠٠

نوٹ: صرف تین سوالات کا حل مطلوب ہے۔

سوال نمبر1:۔ ثم المستحسن بالقياس الخفى يصح تعديته بخلاف المستحسن بالاثر او الاجماع و الضرورة كالسلم و الاستصناع و تطهير الحياض و الابار و الاوانى .

(الف) عبارت کا حرکات وسکنات لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) عبارت میں مذکورہ تینوں مثالوں میں سے کسی ایک کی وضاحت کریں؟

(ج) قیاس واستحسان میں سے ہر ایک کا لغوی واصطلاحی معنی زینت قرطاس کریں؟

سوال نمبر2:۔ و اذا قامت المعارضة كان السبيل فيه الترجيح و هو عبارة عن فضل احد المثلين على الأخر وصفا حتى قالوا: ان القياس لا يترجح بقياس اخر و كذلك الكتاب و السنة و انما يترجح البعض على البعض بِقُوَّة فيه .ب

(الف) عبارت کا ترجمہ ومختصر تشریح سپرد قلم کریں؟

(ب) ج"كذلك صاحب الجراحات لا يترجح على صاحب جراحة واحدة" کی توضیح کریں؟

(ج) "والذى يقع به الترجيح اربعة" اسباب ترجیح میں سے کوئی دو تحریر کریں؟

سوال نمبر3:۔ واقامة الشئ مقام غيره نوعان احدهما: اقامة السبب الداعى مقام المدعو كما فى السفر و المرض و الثانى اقامة الدليل مقام المدلول كما فى الخبر عن المحبة فانه اقيم مقام المحبة فى قوله . ان احببتنى فانت طالق و كما فى الطهر اقيم مقام الحاجة .

(الف) ترجمہ اور مختصر تشریح کریں؟

(ب) "عقل" علت موجبہ ہے یا نہیں؟ اس بارے معتزلہ اشعریہ اور احناف کا موقف قلمبند کریں؟

(ج) عقل کی تعریف سپرد قلم کریں؟

سوال نمبر 4:۔ (الف) قیاس کی شروط اربعہ میں سے کوئی ایک مع مثال تحریر کریں؟

(ب) درج ذیل اصطلاحات میں سے کوئی سی تین کی تعریفات احاطہ تحریر میں لائیں؟

السبب   الشرط   فساد الوضع

العلامة   الممانعة   القلب

(ج) مصنفِ حسامی کا نام اور اصول فقہ کا موضوع تحریر کریں؟

☆ ☆ ☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2024ء

الورقة الثالثة: اصول الفقه

سوال نمبر ۱:۔

ثُمَّ الْمُسْتَحْسَنُ بِالْقِيَاسِ الْخَفِيِّ يَصِحُّ تَعْدِيَتُهُ بِخِلَافِ الْمُسْتَحْسَنِ بِالْأَثَرِ أَوِ الْإِجْمَاعِ وَالضَّرُوْرَةِ كَالسَّلَمِ وَالْاِسْتِصْنَاعِ وَتَطْهِيْرِ الْحِيَاضِ وَالْآبَارِ وَالْأَوَانِيْ۔

(الف) عبارت کا حرکات وسکنات لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) عبارت میں مذکورہ تینوں مثالوں میں سے کسی ایک کی وضاحت کریں؟

(ج) قیاس، استحسان میں سے ہر ایک کا لغوی واصطلاحی معنی زینت قرطاس کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر حرکات وسکنات: اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

عبارت کا ترجمہ: ''پھر قیاس خفی کے ذریعے حکم مستحسن کا تعدیہ صحیح ہے بخلاف اس حکم کے جو حدیث یا اجماع یا ضرورت کی وجہ سے ثابت ہوا ہو مثلاً بیع سلم استصناع کنووں اور برتنوں کو پاک کرنا۔

(ب) ایک مثال کی وضاحت: مستحسن اس حکم کو کہتے ہیں جو دلیل استحسان سے ثابت ہوتا ہے۔ تعدیہ صرف اس حکم کا ہوگا جس کا ثبوت استحسان خفی سے ہو کیونکہ استحسان ہر لحاظ سے قیاس ہی ہوتا ہے۔ مستحسن کی بقیہ تین اقسام سے ثابت ہونے والے حکم کا تعدیہ نہیں ہوگا مثلاً بیع سلم میں قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ درست نہ ہو کہ مبیع اس میں معدوم ہوتی ہے لیکن نص کی وجہ سے بیع سلم درست ہے۔ نص یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''من اسلم منكم فليسلم في كيل و معلوم'' اس نص سے معلوم ہوتا ہے کہ معدوم کی بیع جائز ہے مگر اس حکم کو بیع سلم پر قیاس کرتے ہوئے متعدی نہیں کریں گے بلکہ یہ حکم صرف بیع سلم میں ہی محدود ہوگا۔

(ج) قیاس کا لغوی واصطلاحی معنی: قیاس کا لغوی معنی ہے: ناپنا، اندازہ لگانا۔ جیسے کہا جاتا ہے: قس

النعل بالنعل یعنی ایک جوتے کو دوسرے جوتے کے ساتھ اندازہ کر...... یعنی اس جوتے کو دوسرے جوتے جیسا بنا۔

اصطلاحاً یہ مفہوم ہے کہ فقہاء جب اصل یعنی مقیس علیہ کا حکم فرع یعنی مقیس کے لیے ثابت کرتے ہیں دونوں کے درمیان مشترک علت کی وجہ سے تو اس طرح اصل سے فرع کے لیے حکم لینے اور ثابت کرنے کو قیاس کہتے ہیں کیونکہ انہوں نے حکم اور علت میں فرع کا اصل کے ساتھ اندازہ کیا...... گویا انہوں نے حکم و علت میں فرع کو اصل سے ناپا ہے تو اس سے قیاس کے لغوی اور اصطلاحی معنی میں مناسبت بھی واضح ہوگئی۔

استحسان کا لغوی اور اصطلاحی معنی: لغت میں استحسان کے معنی ہیں کہ کسی بھی چیز کے بارے حسن کا اعتقاد رکھنا جبکہ اصطلاح میں قیاس خفی کو استحسان کہتے ہیں۔

سوال نمبر۲:-

و اذا قامت المعارضة كان السبيل فيه الترجيح و هو عبارة عن فضل احد المثلين على الآخر و صفا حتى قالوا: ان القياس لا يترجح بقياس اخر و كذلك الكتاب و السنة و انما يترجح البعض على البعض بقوة فيه .

(الف) عبارت کا ترجمہ و مختصر تشریح سپرد قلم کریں؟

(ب) ج "كذلك صاحب الجراحات لا يترجح على صاحب جراحة واحدة " کی توضیح کریں۔

(ج) "والذى يقع به الترجيح اربعة" اسباب ترجیح میں سے کوئی دو تحریر کریں؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ: جب معارضہ واقع ہو جائے تو اس میں راستہ ترجیح ہے اور ترجیح سے مراد دو مثلوں میں سے ایک کو باعتبار وصف دوسرے پر فضیلت دینا حتیٰ کہ اصولیوں نے کہا ایک قیاس دوسرے قیاس کی وجہ سے راجح نہ ہوگا اور اسی طرح قیاس اور سنت اور بے شک بعض بعض پر راجح ہوگا۔ بعض کے اندر قوت کی وجہ سے۔

تشریح: یہاں سے مصنف معارضہ کو دفع کرنے کا طریقہ بتا رہے ہیں فرمایا کہ جب دلائل کے درمیان تعارض واقع ہو جائے تو معارضہ ختم کرنے کے لیے ترجیح کی ضرورت پیش ہوتی ہے۔ مثلاً اگر مستدل وجہ ترجیح بیان کر دے تو دلائل کے درمیان تعارض ختم ہو جاتا ہے اور مستدل کا دعویٰ ثابت ہو جاتا ہے۔ پھر ترجیح کا مطلب بتایا کہ کسی خاص وصف کی وجہ سے دو ہم مثل دلیلوں میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دینا ترجیح کہلاتا ہے۔ اسی طرح کتاب و سنت اور قیاس میں ترجیح وصف کی وجہ ہوگی کثرت کی وجہ سے نہیں۔

(ب) عبارت کی توضیح: یہاں سے مصنف ایک مثال دے کر مسئلہ ترجیح سمجھا رہے ہیں کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کو چند مہلک زخم لگا دیے اور دوسرے نے صرف ایک زخم لگایا اور وہ مجروح فوت ہو گیا تو دیت دونوں زخم لگانے والوں پر برابر واجب ہو گی۔ ایسا نہیں ہو گا کہ زیادہ زخم لگانے والے پر زیادہ واجب ہو گا اور کم لگانے والے پر کم واجب ہو گا۔ البتہ شدت اور غلظت کی وجہ سے دیت میں فرق ہو گا مثلاً ایک شخص نے گردن کاٹ دی اور دوسرے نے ہاتھ کاٹ دیا تو اس صورت میں گردن کاٹنے والے پر دیت آئے گی لیکن ہاتھ کاٹنے والے پر دیت نہیں ہو گی۔

(ج) ترجیح کے دو سبب: اسباب ترجیح چار ہیں جن میں سے دو درج ذیل ہیں:

۱۔ قوت تاثیر　　　۲۔ وصف حجت میں زیادتی کی وجہ سے

۳۔ کثرت اصول کی وجہ سے

سوال نمبر ۳:۔

واقامة الشيء مقام غيره نوعان احدهما: اقامة السبب الداعي مقام المدعو، كما في السفر و المرض، و الثاني اقامة الدليل مقام المدلول كما في الخبر عن المحبة فانه اقيم مقام المحبة في قوله . ان احببتني فانت طالق و كما في الطهر اقيم مقام الحاجة .

(الف) ترجمہ اور مختصر تشریح کریں؟

(ب) "عقل" علل موجبہ سے ہے یا نہیں؟ اس بارے معتزلہ، اشعریہ اور احناف کا موقف قلمبند کریں؟

(ج) عقل کی تعریف سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ: اور کسی شئی کو دوسرے کے قائم مقام کرنے کی دو انواع و اقسام ہیں: ایک ان میں یہ کہ سبب داعی کو مدعو کے قائم مقام کرنا جیسے سفر اور مرض میں اور دوسری یہ کہ دلیل کو مدلول کے قائم مقام کرنا جیسا کہ محبت کی خبر کو محبت کے قائم مقام کرنا جیسا کہ قائل کے اس قول میں "اگر تو مجھ سے محبت کرتی ہے تو تو طلاق والی ہے" اور جیسا کہ طہر میں حاجت کو اباحتِ طلاق کے قائم مقام کرنا۔

مختصر تشریح: مصنف فرماتے ہیں کہ اقامۃ الشئی مقام غیرہ کی دو قسمیں ہیں: نمبر 1۔ سبب داعی کو مدعو کے قائم مقام کرنا جیسا کہ سفر جو داعی الی المشقت ہے، کو مشقت کے قائم مقام کرنا کہ مشقت کی معرفت دشوار تھی اس لیے سفر کو ہی مشقت کے قائم مقام کر دیا اور مشقت ہی کو رخصت کی علت قرار دیا گیا۔ اسی طرح مرض جو کہ داعی الی المشقت ہے، کو مرض کے قائم مقام کر دیا جو کہ موعو ہے۔ چونکہ مرض کی وجہ سے

لوگوں کے حالات مختلف ہونے کی وجہ سے مشقت کا تعین دشوار امر تھا لہٰذا نفس مرض کو ہی رخصت کی علت قرار دیا۔

دوسری قسم ہے دلیل کو مدلول کے قائم کرنا۔ چونکہ مدلول کی معرفت دشوار ہوتی ہے کہ دلیل کی دلالت کے بغیر مدلول کی معرفت حاصل نہیں ہوتی اس لیے دلیل کو ہی مدلول کے قائم مقام کر دیا جاتا ہے جیسے اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے کہ اگر تو مجھ سے محبت کرتی ہے تو تجھے طلاق۔ اب محبت ایک قلبی امر ہے جس پر اطلاق کلام ہی ذریعہ ہو سکتی ہے۔ اب اگر بیوی کہے کہ مجھے محبت ہے تم سے تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ یہاں محبت کی خبر کو محبت کے قائم کر دیا گیا ہے۔

(ج) عقل کے علتِ موجبہ ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف: اس بات میں لوگوں کا اختلاف ہے کہ عقل علتِ موجبہ ہے یا نہیں۔ معتزلہ کا موقف یہ ہے کہ عقل جس کو مستحسن جانے اور سمجھے اس کے لیے علت ہے جیسے قبیح جانے اس کے لیے علتِ محرمہ ہے۔

اشاعرہ نے کہا کہ شریعت کے بغیر عقل کا کوئی اعتبار نہیں۔ عقل بیکار محض ہے اور عقل کے ذریعے اشیاء کے حسن وقبح کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی جیسا کہ معتزلہ کا موقف ہے کہ عقل اشیاء کے حسن وقبح کی علت ہے۔

عندالاحناف عقل نہ تو مختار کل ہے کہ تمام احکام کے لیے موجب اور محرم عقل ہی ہو جیسا کہ معتزلہ کا مذہب ہے اور نہ ہی بیکار محض ہے جیسا کہ اشاعرہ کا مذہب ہے۔

یعنی معتزلہ افراط کے قائل ہیں اور اشاعرہ تفریط کے قائل جبکہ احناف کا طریقہ درمیانہ طریقہ ہے جو افراط وتفریط سے پاک ہے۔

یہی قول صحیح ہے کہ عقل اثباتِ اہلیت کے لیے معتبر ہے احناف کا یہی مذہب ہے۔

(ج) عقل کی تعریف: عقل انسانی جسم میں ایک ایسا نور ہے جس سے وہ راستہ روشن ہوتا ہے جس کی ابتداء اس جگہ سے ہوتی ہے جہاں حواس ظاہرہ کی راہنمائی ختم ہو جاتی ہے۔

سوال نمبر۴:- (الف) قیاس کی شروطِ اربعہ میں سے کوئی ایک مع مثال تحریر کریں؟

(ب) درج ذیل اصطلاحات میں سے کوئی سی تین کی تعریفات احاطہ تحریر میں لائیں؟

السبب	الشرط	فساد الوضع
العلامة	الممانعة	القلب

(ج) مصنفِ حسامی کا نام اور اصول فقہ کا موضوع تحریر کریں؟

جواب: (الف) شرطِ قیاس اور اس کی مثال: وہ نص سے ثابت نہ ہو کہ اصل کا حکم اصل سے مخصوص

جیسے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو گواہوں کے برابر قرار دینا' یہاں انفرادی خصوصیت ہے جو دوسروں میں نہیں ہے۔

(ب) اصطلاحات کی تعریفیں: السبب: کسی چیز کا وہ متعلق جو اس چیز تک پہنچا دے جیسے وہ راستہ جو منزل مقصود تک پہنچاتا ہے۔

الشرط: شرط کا اصطلاحی معنیٰ یہ ہے کہ جس کی طرف وجود کے اعتبار سے حکم مضاف ہو نہ کہ وجوب کے اعتبار سے۔

فساد الوضع: فساد وضع یہ ہے کہ علت پر اس کے مقتضیٰ کے خلاف سے حکم کا مرتب ہونا۔

العلامة: علامت وہ شئی ہے جو وجودِ حکم کی پہچان کرا دے قطع نظر اس کی کہ اس سے حکم کا وجوب متعلق ہو یا وجود۔

الممانعة: ممانعت یہ ہے کہ معترض معلل کی دین کے تمام مقامات یا بعض مقدمات کو قبول کرنے سے انکار کردے۔

القلب: تعلیل کی ہیئت کو اس کی پہلی ہیئت کے خلاف تبدیل کرنا۔

(ج) مصنف کا نام: الشیخ الامام حسام الدین محمد بن محمد عمر الاخسیکثی

اصول فقہ کا موضوع: ادلہ اربعہ اور احکام اس علم کا موضوع ہیں۔

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

سالانہ امتحان الشهادة العالية (بی۔اے۔سال اول)
(برائے طلباء) الموافق سنة 1444ھ 2024ء

الوقت المحدد: ثلاث ساعات | الورقة الرابعة: الفقه | مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوالات حل کریں؟

سوال نمبر ا:۔ وینعقد بلفظ النكاح والتزويج و الهبة و التمليك و الصدقة و قال الشافعي لا ينعقد الا بلفظ النكاح و التزويج ۔

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ تحریر کریں نیز مذکور مسئلہ میں احناف اور شوافع کی دلیل لکھیں؟

(ب) زنا کے ساتھ حرمت ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟ احناف اور شوافع کا اختلاف مع دلائل لکھیں؟

سوال نمبر ۲:۔ ولا يجوز للولي اجبار البكر البالغة على النكاح خلافا للشافعي له الاعتبار بالصغيرة ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ تحریر کریں نیز مذکورہ مسئلہ میں احناف اور شوافع کے دلائل تفصیلاً لکھیں؟

(ب) قليل الرضاع و كثيره سواء اذا حصل في مدة الرضاع يتعلق به التحريم ۔

مذکورہ بالا مسئلہ میں احناف وشوافع کا اختلاف مع الدلائل لکھیں؟

سوال نمبر ۳:۔ و اما الضرب الثاني و هو الكنايات لا يقع بها الطلاق الا بالنية او بدلالة الحال لانها غير موضوعة للطلاق بل تحتمله و غيره فلا بد من التعيين أو دلالته ۔

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ لکھیں نیز ایسے الفاظ کنایہ لکھیں جن سے ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اور اس کی وجہ لکھنا نہ بھولیں؟

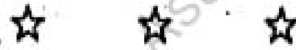
(ب) و اذا قال الزوج قد راجعتك فقالت مجيبة له قد انقضت عدتي لم يصح الرجعة ۔

مذکورہ بالا مسئلہ میں امام اعظم اور صاحبین کا اختلاف مع الدلائل لکھیں؟

سوال نمبر4:۔ و المهار اة كالخلع كلاهما يسقطان كل حق لكل واحد من الزوجين على الآخر مما يتعلق بالنكاح .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز مذکورہ مسئلہ میں ائمہ احناف کا اختلاف مع دلائل لکھیں؟

(ب) جب خاوند اپنی بیوی سے کہے "انت علی حرام كظهر امی" اور اس کے ساتھ طلاق یا ایلاء کی نیت کرے تو کیا وہ مظاہرہ ہوگا یا نہیں؟ اختلاف ائمہ کی روشنی میں مدلل لکھیں؟



درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2024ء

الورقة الرابعة: الفقه

سوال نمبر1:۔

وَيَنْعَقِدُ بِلَفْظِ النِّكَاحِ وَالتَّزْوِيجِ وَالْهِبَةِ وَالتَّمْلِيكِ وَالصَّدَقَةِ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ لَا يَنْعَقِدَ اِلَّا بِلَفْظِ النِّكَاحِ وَالتَّزْوِيجِ .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ تحریر کریں نیز مذکور مسئلہ میں احناف اور شوافع کی دلیل لکھیں؟

(ب) زنا کے ساتھ حرمت ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟ احناف اور شوافع کا اختلاف مع دلائل لکھیں؟

جوابات: (الف) اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: اور (نکاح) لفظ نکاح، تزویج، ہبہ، تملیک اور صدقہ کے ذریعے منعقد ہو جاتا ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں: یہ صرف لفظ نکاح اور تزویج کے ذریعے ہی منعقد ہوتا ہے۔

مذکورہ مسئلہ میں دلائل: شوافع کی دلیل: لفظ تملیک نکاح کے بارے میں حقیقی مفہوم نہیں رکھتا اور اسے مجازی طور پر استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ لفظ تزویج تلفین (فلاں نے) کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور لفظ نکاح ' ضم (ملانے) کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ لیکن مالک و مملوک کے درمیان اصل کے اعتبار سے زوج ہونے کا مفہوم نہیں پایا جاتا۔ دوسری بات یہ کہ نکاح کے لیے کفو ہونا ضروری ہے جبکہ مالک و مملوک کا مرتبہ ہم پلہ نہیں ہوتا اور لفظ ہبہ اور صدقہ کا بھی یہی مفہوم ہے۔

احناف کی دلیل: جب کوئی آدمی کسی دوسرے کو کسی کنیز کا مالک بناتا ہے تو ملک حاصل ہونے کے اعتبار سے اسے کنیز سے تمتع کا حق بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب کوئی شخص کسی عورت سے شادی

کرتا ہے تو اس عقد کے نتیجہ میں اسے عورت سے تمتع کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔ اس لیے مجازی طور یہاں مناسبت کا مفہوم پایا جاتا ہے لفظ ہبہ اور صدقہ کا بھی یہی حکم ہے۔

(ب) زنا سے حرمت کا ثبوت: زنا سے حرمت ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

احناف کا موقف مع دلیل: احناف کے نزدیک جب کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ زنا کرلے تو اس عورت کی ماں اور بیٹی اس مرد پر حرام ہو جاتی ہے۔

دلیل: اولاد کے واسطہ کی وجہ سے وطی جزء ہونے کا سبب بنتی ہے یہاں تک کہ وطی کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچے کو مکمل طور پر میاں بیوی میں سے ہر ایک کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اس اصول کے نتیجے میں جس عورت کے ساتھ زنا کیا گیا ہے اس کے اصول وفروع پر زنا کرنے والے مرد کے اصول و فروع کی مانند ہو جائیں گے۔ اس کے برعکس یوں ہی ہوگا اور کسی جزء سے تمتع کرنا حرام ہے۔

امام شافعی کا موقف مع دلیل: آپ کے نزدیک زنا سے حرمت ثابت نہیں ہوتی' کیونکہ یہ ایک نعمت ہے جو ممنوعہ کام کے نتیجے میں حاصل نہ ہوگی۔

دلیل: آپ کی دلیل یہ ہے کہ حرمت ایک نعمت ہے جو زنا کے نتیجے میں ثابت نہیں کی جاسکتی' کیونکہ آپ نے وطی کے نتیجے میں جو حرمت ثابت ہوتی ہے اس پہلو کو نظر انداز کیا ہے کہ یہ زنا ہے۔

سوال نمبر۲:- وَلَا يَجُوزُ لِلْوَلِيِّ إِجْبَارُ الْبِكْرِ الْبَالِغَةِ عَلَى النِّكَاحِ خِلَافًا لِلشَّافِعِيِّ لَهُ الْإِعْتِبَارُ بِالصَّغِيرَةِ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ تحریر کریں نیز مذکورہ مسئلہ میں احناف اور شوافع کے دلائل تفصیلاً لکھیں؟

(ب) قليل الرضاع و كثيره سواء اذا حصل فى مدة الرضاع يتعلق به التحريم۔

مذکورہ بالا مسئلہ میں احناف وشوافع کا اختلاف مع الدلائل لکھیں؟

جوابات: (الف) اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: اور نہیں جائز ولی کے لیے کہ وہ باکرہ بالغہ کو نکاح پر مجبور کرے۔

مذکورہ مسئلہ میں آئمہ کا مذہب:

احناف کا مذہب: احناف کے نزدیک ولی کے لیے یہ بات جائز نہیں کہ وہ باکرہ بالغہ کو نکاح پر مجبور کرے ان کی دلیل یہ ہے کہ بالغ شخص اپنی مرضی سے مال میں تصرف کرسکتا ہے۔ تو چونکہ وہ آزاد ہوتا ہے' تو کسی دوسرے شخص کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس کے ساتھ زبردستی کرے۔ لیکن بالغہ پر تصرف کا حق اس کی عقل کی کمی کی وجہ سے ہوتا ہے اور وہ کی بلوغت کے ساتھ مکمل یعنی ختم ہو جاتی ہے۔

شوافع کا مذہب: شوافع کے نزدیک جس طرح نابالغہ کو نکاح کے لیے مجبور کیا جا سکتا ہے اسی طرح ر ہ بالغہ کو بھی نکاح کے لیے مجبور کیا جا سکتا ہے کیونکہ وہ باکرہ بالغہ کو بھی نابالغہ پر قیاس کرتے ہیں۔ ان کی یل یہ ہے کہ وہ بالغ کنواری لڑکی نابالغہ کنواری لڑکی کی طرح نکاح کے معاملات سے ناواقف ہوتی ہے اور ے کوئی عملی تجربہ نہیں ہوا اس کی وجہ سے اس کا باپ لڑکی کی اجازت کے بغیر اس کا مہر اپنے قبضے میں لے تا ہے۔

(ب) مذکورہ مسئلہ میں مذہب آئمہ: مذکورہ عبارت میں جو مسئلہ بیان کیا گیا ہے وہ رضاعت کی وہ دار ہے جس سے حرمت ثابت ہو جائے۔ پس مذکورہ مسئلہ میں احناف و شوافع کا مذہب درج ذیل ہے:

مسئلہ رضاعت میں امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے دلائل: مسئلہ رضاعت میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ الی کا موقف بالکل واضح ہے کہ محض دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہو جائے گی خواہ دودھ قلیل ہو یا کثیر خواہ ایک قطرہ ہی کیوں نہ ہو اس سے حرمت ثابت ہو جائے گی۔ آپ کے دلائل درج ذیل ہیں:

(i) قرآن کریم میں مطلقاً "وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ" فرمایا گیا ہے اسی طرح حدیث پاک میں بھی "یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب" کا حکم مطلق بغیر کسی تفصیل کے وارد ہوا ہے جن میں قلیل و کثیر کے مابین کوئی فرق نہیں کیا گیا ہے۔ لہٰذا جس طرح مقدار کثیر موجب حرمت ہوگی اسی طرح مقدار قلیل بھی موجب حرمت ہوگی اور اس میں کسی بھی طرح کی زیادتی یا تقیید کتاب و سنت میں من مانی اور اضافے کی موجب ہوگی۔

(ii) عقلی دلیل یہ ہے کہ جو در اصل ایک سوال مقدر کا جواب ہے سوال یہ ہے کہ عقلاً بھی مقدار قلیل کا محرم نہ ہونا ہی سمجھ میں آتا ہے اس لیے کہ رضاعت کے محرم ہونے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اس سے بچے کی نشو و نماز میں اضافہ ہوتا ہے اور ایک انسان کی جزئیت و بعضیت کا دوسرے میں شمول و دخول ہوتا ہے جو حقیقی جزئیت کا شبہ اور شائبہ پیدا کرتا ہے اور ظاہر ہے اگر اس نظریے سے دیکھا جائے تو مقدار قلیل کو محرم نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ایک دو مرتبہ دودھ پینے سے نہ تو بچے کی ہڈیوں مضبوط ہوتی ہیں اور نہ ہی بہت زیادہ گوشت پوست چڑھ جاتا ہے۔

مسئلہ رضاعت میں امام شافعی کی دلیل: امام شافعی کے نزدیک حرمت اسی وقت ثابت ہوگی جب پانچ گھونٹ پیے جائیں ان کی دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے: "ایک گھونٹ یا دو گھونٹ یا ایک مرتبہ چوسنے یا دو مرتبہ چوسنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی"۔

سوال نمبر ۳:-

واما الضرب الثاني و هو الكنايات لا يقع بها الطلاق الا بالنية او بدلالة الحال لانها

غیر موضوعة للطلاق بل تحتمله و غيره فلا بد من التعيين او دلالته .

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ لکھیں نیز ایسے الفاظ کنایہ لکھیں جن سے ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اور اس کی وجہ لکھنا نہ بھولیں؟

(ب) واذا قال الزوج قد راجعتك فقالت مجيبة له قد انقضت عدتی لم يصح الرجعة .

مذکورہ بالا مسئلہ میں امام اعظم اور صاحبین کا اختلاف مع الدلائل لکھیں؟

جوابات: (الف) الترجمہ: جہاں تک تعلق ہے دوسری قسم کا تو وہ کنایات ہیں اور ان کے ذریعے طلاق واقع جاتی ہے۔ جب نیت موجود ہو یا قرائن سے ثابت ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ الفاظ طلاق کے لیے وضع نہیں کیے گئے بلکہ طلاق اور دوسرے مفہوم کا احتمال رکھتے ہیں' تو اس لیے متعین کرنا ضروری ہوگا' یا دلالتِ حال ضروری ہوگی۔

رجعی طلاق کے واقع ہونے والے الفاظ: تین الفاظ ایسے ہیں جن کے ذریعے رجعی طلاق واقع ہوتی ہے' اور وہ بھی صرف ایک ہوتی ہے۔ وہ الفاظ اور ان کی وجوہ یہ ہیں:

۱۔ اعتدی ۲۔ استبری رحمک ۳۔ انت واحدة

وجوہ:

☆ جہاں تک پہلے لفظ کا تعلق ہے یعنی تم شمار کرو یا گنتی کرو اس میں اس بات کا احتمال ہوگا کہ تم عدت کے دن شمار / گنتی کرو۔ اور یہ بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ شوہر کی مراد یہ ہو کہ اللہ کی نعمتوں کو شمار کرو۔ کسی ایک معنی کو ترجیح دینے کے لیے یا تو مرد کی نیت موجود ہونی چاہیے یا پھر دلالت حال کا ہونا ضروری ہے۔ اگر گنتی کرنے سے مراد شوہر کی نیت یہ ہو کہ وہ عورت کو عدت کے ایام گنوا رہا ہے۔ تو ایک رجعی طلاق واقع ہو جائے گی۔

☆ جہاں تک دوسرے لفظ کا تعلق ہے' تو استبراء کا مطلب ہے کسی چیز سے بری ہونا اور استبراء رحم کا مطلب ہے اس بات کا اندازہ لگانا کہ مرد کا بچہ عورت کے رحم میں موجود تو نہیں جیسے لفظ استبراء لفظ اعتداد کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

☆ جہاں تک تیسرے لفظ کا تعلق ہے' تو یہ محذوف مصدر کی صفت بھی ہو سکتا ہے یعنی اگر شوہر نے طلاق کی نیت کی ہوگی تو طلاق واقع ہو جائے گی اور اس کے بعد رجوع کرنے کی گنجائش ہوگی۔ دوسرا احتمال یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ کہنے سے شوہر کی مراد یہ ہو کہ اس کی وہ اکیلی بیوی ہے اور کوئی بیوی نہیں ہے۔

(ب) مسئلہ: جب شوہر رجوع اور بیوی عدت گزر جانے کا دعویٰ کرے: مذکورہ مسئلہ میں امام اعظم اور صاحبین کا مؤقف مع الدلائل یہ ہے:

امام اعظم کا مؤقف: اگر شوہر بیوی سے یہ کہے کہ میں تم سے رجوع کر چکا ہوں اور بیوی اس کے جواب میں یہ کہے کہ میری عدت گزر چکی ہے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ رجوع درست نہ ہوگا۔

دلیل: آپ کی دلیل یہ ہے کہ شوہر کے الفاظ ایسی حالت میں صادر ہوئے جب عدت ختم ہو چکی تھی؛ اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت عدت ختم ہو جانے کی اطلاع دینے کے حوالے سے امین ہوتی ہے تو جب اس نے عدت ختم ہونے کی اطلاع دے دی تو یہ اس بات پر دلالت کرے گا کہ عدت کی مدت پہلے گزری ہے اور رجوع کے الفاظ بعد میں پائے گئے ہیں۔

صاحبین کا مؤقف: صاحبین کے نزدیک یہ رجوع درست ہوگا۔

دلیل: ان کی دلیل یہ ہے کہ اس عورت کی عدت جاری تھی تو جب تک وہ عدت ختم ہونے کی اطلاع نہیں دیتی اس وقت تک وہ ظاہری طور پر باقی شمار ہوگی۔ تو گویا مرد نے رجوع کے الفاظ پہلے بیان کیے جبکہ عورت نے عدت ختم ہونے کی اطلاع بعد میں دی۔ اس لیے رجوع کے الفاظ کے عدت کا زمانہ پالیا۔ لہٰذا رجوع درست ہوگا۔

سوال نمبر۴:۔

وَالْمُبَارَاۃِ کَالْخُلْعِ کِلَاھُمَا یَسْقِطَانِ کُلَّ حَقٍّ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الزَّوْجَیْنِ عَلَی الْاٰخَرِ مِمَّا یَتَعَلَّقُ بِالنِّکَاحِ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، نیز مذکورہ مسئلہ میں ائمہ احناف کا اختلاف مع الدلائل لکھیں؟

(ب) جب خاوند اپنی بیوی سے کہے: ''انت علی حرام کظھر امی'' اور اس کے ساتھ طلاق یا ایلاء کی نیت کرے تو کیا وہ مظاہرہ ہوگا یا نہیں؟ اختلاف ائمہ کی روشنی میں مدلل لکھیں؟

جوابات: (الف) اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: باہمی طور پر ایک دوسرے کو بَری قرار دے دینا بھی خلع جیسا ہے۔ چونکہ زوجین ایک دوسرے کے حق کو ساقط کر دیتے ہیں۔ وہ حق جس کے ساتھ نکاح متعلق ہوتا ہے۔

مذکورہ مسئلہ میں آئمہ احناف کا اختلاف:

امام ابوحنیفہ کا مسلک: مذکورہ مسئلہ میں بیان کردہ حکم امام ابوحنیفہ کے نزدیک ہے۔ آپ یہ دلیل

دیتے ہیں کہ خلع کا مطلب ہے علیحدہ ہونا' جدا ہونا' جیسے خلع النعل کا معنی ہے جوتے کو مکمل طور پر اتار دینا۔ اسی طرح خلع العمل کا معنی ہے کام سے مکمل طور پر الگ ہو جانا۔ تو جب لفظ خلع مکمل علیحدگی کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے' تو لفظ مبارات بھی مکمل علیحدگی ہے۔ تو جس طرح لفظ مبارات مطلق ہے' اس طرح لفظ خلع بھی مطلق ہے۔ مبارات وخلع سے مطلق طور پر نکاح سے متعلق تمام حقوق ساقط ہو جائیں گے خواہ زوجین ذکر کریں یا نہ کریں۔

امام محمد کا مسلک: آپ کے نزدیک مبارات سے صرف وہی حقوق ساقط ہوں گے جن کا تذکرہ زوجین نے ایک دوسرے کو بری الذمہ قرار دیتے ہوئی کیا ہو۔ آپ کی دلیل یہ ہے کہ خلع اور مبارات میں معاوضہ کالین دین ہوتا ہے اور دونوں عقد معاوضہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور عقد معاوضہ میں مشروط کا اعتبار کیا جائے گا۔ لہٰذا خلع ومبارات میں صرف وہی چیزیں ساقط ہوں گی جن کا تذکرہ زوجین نے کیا ہوگا۔

امام ابو یوسف کا مسلک: خلع کے بارے میں آپ امام محمد کی رائے سے متفق ہیں اور مبارات کے بارے میں امام ابو حنیفہ کی رائے سے متفق ہیں۔ آپ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ لفظ خلع اور مبارات میں فرق ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مبارات لفظ برات سے ماخوذ ہے جو اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ یہ بری ہونا دونوں طرف سے ہو' کیونکہ یہ لفظ مطلق ہے جبکہ ہم نے اسے نکاح کے حقوق کے ساتھ پابند کر دیا ہے' کیونکہ غرض وغایت اس بات پر دلالت کر رہی ہے۔ جہاں تک لفظ خلع ہے' تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ انخلاع ہو جائے یعنی نکاح مکمل طور پر ختم ہو جائے' تو نکاح کے ختم ہونے میں یہ مفہوم حاصل ہو جائے گا۔ اب احکام کے منقطع ہونے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

(ب) مذکورہ مسئلہ میں اختلاف آئمہ: اگر شوہر بیوی سے کہے "انت علی حرام کظھر امی" اور ان کے ساتھ طلاق یا ایلاء کی نیت کرے تو کیا وہ مظاہر ہوگا یا نہیں؟ اس میں اختلاف آئمہ درج ذیل ہے:

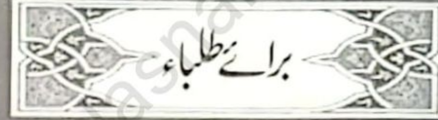
امام ابو حنیفہ کا مؤقف: اگر مرد نے ان الفاظ کے ذریعے طلاق کی نیت کی ہو یا ایلاء کی تو آپ کے نزدیک یہ ظہار ہوگا۔ آپ کی دلیل یہ ہے کہ یہ لفظ صریحاً ظہار کے لیے استعمال ہوتا ہے اور کسی دوسرے مفہوم کا احتمال نہ ہوگا' کیونکہ یہ محکم ہے اس لیے حرمت اس کی طرف لوٹے گی۔

صاحبین کا مؤقف: یہ اس کی نیت کے مطابق شمار ہوگا۔ امام محمد کے نزدیک اگر طلاق کی نیت کرے' تو ظہار کرنے والا شمار نہ ہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک یہ دونوں مراد ہو سکتے ہیں۔



تنظیم المدارس (اہلِ سُنّت) پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

سوالیہ پرچہ کے ساتھ



نورانی گائیڈ

حل شدہ پرچہ جات

درجہ عالیہ

1

مفتی محمد احمد نورانی دامت برکاتہم عالیہ

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية العالية (بی-اے-سال اوّل)

(برائے طلباء) الموافق سنة 1447ھ 2025ء

الوقت المحدد	الورقة الاولیٰ:التفسیر و اصوله	مجموع الارقام:
ثلاث ساعات		۱۰۰

نوٹ: حصہ اوّل کا سوال نمبر 1 لازمی ہے

باقی میں سے دو حل کریں جبکہ قسم دوم میں سے کوئی سے دو سوالات حال کریں۔

قسم اوّل ...... تفسیر جلالین

سوال نمبر 1:۔رب المشرقين و رب المغربين فبای الاء ربكما تكذبن مرج البحرين يلتقين بينهما برزخ لا يبغين .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں؟

(ب) مشرقین ومغربین کہنے کی وجہ لکھیں جبکہ مشرق ومغرب ایک ایک ہے؟

(ج) دوسمندروں کے اکٹھے چلنے اور رکاوٹ کی کیفیت بیان کریں؟

(د) "ربکما" کی ضمیر میں کن کو خطاب ہے؟

سوال نمبر 2:۔ان انزلنه فی ليلة مبركة انا كنا منذرين .

(الف) "انزلنه" میں "ہ" ضمیر کا مرجع بیان کریں نیز صاحب جلالین کے نزدیک لیلہ مبارکہ سے مراد کون سی ممکنہ رات ہے؟

فيها يفرق كل امرحكيم .

(ب) آیہ مبارکہ کا ترجمہ لکھ کر خط کشیدہ صیغہ حل کریں؟

(ج) جلالین کی روشنی میں آیہ مبارکہ کی تفسیر بیان کریں کہ مفہوم واضح ہو جائے۔

سوال نمبر 3:۔فاعلم انه لا اله الا الله ای دم یا محمد علی علمك بذلك النافع فی القيامة واستغفر لذنبك و للمؤمنين و المؤمنات و الله يعلم متقلبكم و مثواكم .

(الف) ترجمہ کریں نیز "متقلبكم و مثواكم" کی مختصر معنوی تشریح کریں؟

(ب) کلام مفسر کی تشریح کریں کہ مفہوم واضح ہو جائے؟

(ج) حضور علیہ الصلاۃ والسلام معصوم ہیں پھر بھی استغفار کا حکم کیوں ہے؟ کوئی سی تین ممکنہ وجوہات لکھیں؟

سوال نمبر 4:۔ (الف) مصنفین جلالین کے حالات قلمبند کریں؟

(ب) کس مصنف نے کن پاروں کی تفسیر لکھی؟ وضاحت کریں؟

قسم ثانی ...... الفوز الکبیر

سوال نمبر 5:۔ علوم خمسہ سے مراد کون کونسے علوم ہیں؟ نیز کوئی سے دو علوم کی وضاحت کریں؟

سوال نمبر 6:۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مفسر کے لیے اسباب نزول جاننے کے لیے کون سے دو امور شرط ہیں؟

سوال نمبر 7:۔ متقدین کے نزدیک منسوخ آیات کتنی ہیں اور متاخرین کے نزدیک کتنی ہیں؟ نیز متقدمین ومتاخرین کے درمیان منسوخ آیات سے متعلق اختلاف کی وجہ لکھیں؟

☆ ☆ ☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2025ء

الورقة الاولیٰ: التفسیر و اصولہ

قسم اوّل ...... تفسیر جلالین

سوال نمبر 1:۔ رب المشرقین و رب المغربین فبای الاء ربکما تکذبن مرج البحرین یلتقین بینهما برزخ لا یبغین .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں؟

جواب: ترجمہ عبارت: دونوں پورب کا رب اور دونوں پچھم کا رب تو تم اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے، اس نے دو سمندر بہائے کہ دیکھنے میں معلوم ہوں ملے ہوئے، اور ہے ان میں روک کہ ایک دوسرے پر بڑھ نہیں سکتا۔

(ب) مشرقین ومغربین کہنے کی وجہ لکھیں جبکہ مشرق ومغرب ایک ایک ہے؟

جواب: مشرقین ومغربین کہنے کا سبب: دو مشرق اور دو مغرب کہنے کی وجہ مفسرین نے یہ بتائی ہے کہ سورج مشرق سے طلوع ہوتا ہے اور مغرب میں غروب ہوتا ہے اور سردی وگرمی کے اعتبار سے

سورج کے طلوع وغروب میں بھی تبدیلی آتی ہے۔ سردیوں میں دن نو گھنٹے کا ہوتا ہے اور رات چودہ گھنٹوں کی جبکہ گرمیوں میں اس کے برعکس ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے دو مشرق اور دو مغرب مراد لے لیے گئے۔

(ج) دو سمندروں کے اکٹھے چلنے اور رکاوٹ کی کیفیت بیان کریں؟

جواب: سمندروں کے چلنے اور رکاوٹ کی کیفیت: جو دو سمندر اکٹھے چل رہے ہیں ان میں ظاہری طور پر کوئی فاصلہ حائل نہیں ہے اور رکاوٹ کی کیفیت یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی قدرت ہے۔

(د) "ربکما" کی ضمیر میں کن کو خطاب ہے؟

جواب: "ربکما" کی ضمیر میں جن لوگوں سے خطاب کیا گیا: "ربکما" کی ضمیر میں جن لوگوں سے خطاب کیا گیا ہے وہ جن اور انسان ہیں۔

سوال نمبر 2:۔ اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةٍ مُّبٰرَکَةٍ اِنَّا کُنَّا مُنۡذِرِیۡنَ .

(الف) "انزلنہ" میں "ہ" ضمیر کا مرجع بیان کریں نیز صاحب جلالین کے نزدیک لیلہ مبارکہ سے مراد کون سی ممکنہ رات ہے؟

جواب: "انزلنہ" میں "ہ" ضمیر کا مرجع: "ہ" ضمیر کا مرجع "قرآن پاک" ہے۔

"لیلة مبارکة" سے مراد رات: اس سے مراد شب قدر ہے یا پھر شب برأت۔ اس شب میں قرآن پاک بتمام لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف اتارا گیا۔ پھر وہاں سے حضرت جبرئیل تیئس (۲۳) سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا لے کر نازل ہوئے۔ اس کو "شب مبارک" کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں قرآن پاک نازل ہوا۔ اس شب میں ہمیشہ خیر وبرکت نازل ہوتی ہے اور دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔

فیها یفرق کل امر حکیم .

(ب) آیہ مبارکہ کا ترجمہ لکھ کر خط کشیدہ صیغہ حل کریں؟

جواب: آیت کا ترجمہ: "اس رات پر حکمت والا کام تقسیم کر دیا جاتا ہے۔"

خط کشیدہ صیغہ "یفرق": صیغہ واحد مذکر غائب مضارع مجہول از باب ضَرَبَ یَضۡرِبُ .

(ج) جلالین کی روشنی میں آیہ مبارکہ کی تفسیر بیان کریں کہ مفہوم واضح ہو جائے؟

جواب: آیت کی تفسیر: مذکورہ بالا آیت میں جس حکمت والے کاموں کا ذکر کیا گیا ہے وہ سال بھر کے ارزاق وآجال اور احکام ہیں۔ جنہیں فرشتوں کے درمیان تقسیم کر دیا گیا ہے اور وہ انہیں سر انجام دیتے ہیں اور یہ تقسیم اللہ کے حکم سے ہوتی ہے۔

سوال نمبر3:۔ فاعلم انه لا اله الا الله ای دم یا محمد علی علمك بذلك النافع فی القیامة واستغفر لذنبك و للمؤمنین و المؤمنات و الله یعلم متقلبكم و مثواكم .

(الف) ترجمہ کریں نیز ''متقلبکم ومثواکم'' کی مختصر معنوی تشریح کریں؟

جواب: ترجمہ: تو جان لو کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں (اے محمد! آپ اس بات کے علم پر قائم رہیں کہ یہ بات قیامت والے دن نفع دے گی) اور اپنے گناہ کی معافی مانگو اور مومن مرد اور عورتوں کے لیے (معافی مانگو) اور اللہ جانتا ہے دن کو تمہارا پھرنا اور تمہارا ٹھکانہ۔

متقلبکم ومثواکم کی معنوی تشریح: ''متقلبکم'' کا لغوی معنی ہے پلٹنا، انسان کی وہ حالتیں یا جگہیں جہاں وہ زندگی میں ایک سے دوسری جگہ یا حالت میں منتقل ہوتا ہے۔ ''مثواکم'' کا لغوی معنی ہے ٹھکانہ یعنی وہ جگہ جہاں انسان کا مستقل قیام ہوگا، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ انسان کی ہر حالت، سفر اور انجام سے باخبر ہے۔

(ب) کلام مفسر کی تشریح کریں کہ مفہوم واضح ہو جائے؟

جواب: تشریح: ای دم یا محمد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مومنین سے خطاب کیا گیا ہے۔ علی علمك بذلك سے مراد ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ تو کلام مفسر میں کہا گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توحید کا علم حاصل کریں اور اس بات پر یقین رکھیں کہ صرف اللہ ہی ہے جو عبادت کے لائق ہے اور یہی بات ان کو روز قیامت نفع دے گی یعنی باعث نجات بنے گی۔

(ج) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معصوم ہیں پھر بھی استغفار کا حکم کیوں ہے؟ کوئی سی تین ممکنہ وجوہات لکھیں؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو استغفار کا حکم دینے کی وجوہات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ معصوم ہیں پھر بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو استغفار کا حکم دیا، تو اس کی ممکنہ وجوہات یہ ہو سکتی ہیں:

۱۔ امت کو استغفار کی اہمیت وفضیلت سے آگاہ کرنا۔

۲۔ بارگاہ الٰہی میں عاجزی وانکساری کا درس دینا۔

۳۔ اور یہ بتانا مقصود ہے کہ آپ کا استغفار کرنا امت کے لیے عملی نمونہ ہے۔

سوال نمبر4: (الف) [illegible]

جواب: جلالین کے مصنفین کا تعارف:

نصف اوّل کے مصنف کا تعارف: نام ونسب: نام عبدالرحمٰن، لقب جلال الدین اور کنیت ابو الفضل ہے۔ آپ نواح مصر میں دریائے نیل کے مغربی جانب ایک شہر جس کا نام ''السیوط'' ہے، میں پیدا ہوئے اسی وجہ سے آپ کو ''السیوطی'' کہا جاتا ہے۔

تاریخ پیدائش: آپ بعد از مغرب یکم رجب ۸۴۹ھ میں پیدا ہوئے، اپ کی ذات میں قدرت کی طرف سے بہت سی خوبیاں ودیعت رکھی گئی تھیں۔

علم کا حصول: آٹھ برس سے کم عمر قرآن پاک حفظ کر لیا۔ اس کے بعد عمدہ، منہاج، اصول الفیہ اور ابن مالک وغیرہ کتابیں حفظ کیں۔

اساتذہ: آپ نے شیخ شمس سیرامی اور شیخ شمس مرزمانی حنفی سے بہت سی درسی وغیر درسی کتب کا علم حاصل کیا' پھر شیخ شہاب الدین الشارمساحی سے فرائض کا علم سیکھا۔ پھر شیخ الاسلام علم الدین بلقینی، علامہ شرف الدین المناوی اور محقق دیار مصر علامہ سیف الدین محمد بن محمد حنفی کے حلقہ درس سے بھی مدتوں فیض یاب ہوتے رہے۔ علامہ محی الدین کافجی کی خدمت میں چودہ برس رہے۔

درس وتدریس اور افتاء: حصول علم کی تکمیل کے بعد ۸۷۰ھ میں افتاء کا کام کرنے لگے۔ ۸۷۲ھ میں املاء حدیث کرنے میں مصروف ہو گئے۔ تدریس عربی کی اجازت تو ۸۶۶ھ میں مل گئی تھی۔ آپ حسن المحاضرۃ میں لکھتے ہیں کہ ''اللہ نے مجھے سات علوم تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معانی، بیان اور بدیع میں تبحر عطا فرمایا ہے۔'' آپ نے حج کے موقع پر آب زمزم پیا اور نیت کی کہ فقہ میں شیخ سراج الدین بلقینی اور حدیث میں حافظ ابن حجر کے رتبہ کو پہنچ جاؤں۔ آپ کے شاگردوں میں شمس الدین محمد بن علی بن احمد الداؤدی المالکی، علامہ علی بن محمد بن احمد الخیانی الازہری مشہور ہیں۔

تصانیف: آپ نے پانچ سو سے زائد کتب تصنیف کیں، جو آپ کی مجتہدانہ بصیرت، وسعت نظر اور کثرت معلومات کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

تاریخ وفات: آپ کی وفات جمعہ ۱۹ جمادی الاول ۹۱۱ھ کو ہوئی۔

نصف ثانی کے مصنف کا مختصر تعارف:

نام ونسب: نام ''محمد'' لقب ''جلال الدین'' اور والد کا نام ''احمد'' ہے۔ پورا نسب اس طرح ہے: جلال الدین محمد بن احمد بن محمد بن ابراہیم بن احمد بن ہاشم الجلال ابی عبداللہ بن الشہاب ابی العباس بن

الکمال الانصاری المحلی، مغربی مصر کے ایک شہر محلہ کبریٰ میں پیدائش کی وجہ سے محلی مشہور ہیں۔

تاریخ پیدائش: آپ ماہ شوال ۵۹۱ ہجری میں قاہرہ میں پیدا ہوئے اور یہیں نشو ونما پائی۔

علم کا حصول: سب سے پہلے آپ نے قرآن پاک حفظ کیا اور ابتدائی چند کتب کا علم حاصل کیا۔

اساتذہ: آپ نے فقہ علامہ بیجوری، جلال بلقینی، ولی عراقی، شمس برماوی سے، اصول عرہ بن جماعہ سے اور نحو شہاب جیمی اور فنس شطنوتی سے اور فرائض وریاضی ناصر الدین بن انس مصری حنفی سے اور منطق، جدل، معانی، بیان، عروض، اصول فقہ اور محمود قصرائی سے اور اصول دین اور تفسیر عالمہ شمس بساطی وغیرہ سے پڑھا۔ ان کے علاوہ بھی آپ کے بہت سے اساتذہ ہیں جن سے آپ نے مختلف علوم حاصل کیے۔

درس وتدریس: آپ کپڑے کا روبار کرتے تھے۔ پھر ایک آدمی کو اپنے قائم مقام مقرر کیا اور حصول علم کے بعد درس وتدریس میں مشغول ہوئے' آپ کے بہت سے شاگرد تو آپ کی زندگی میں ہی مدرس ہو گئے۔ ۸۴۴ ہجری میں کچھ عرصہ شہاب کورانی کی جگہ درسی خدمات سرانجام دیں۔

تصانیف: آپ کی تصانیف کے نام یہ ہیں:

جمع الجوامع، منہاج فرعی، اور بردہ وغیرہ۔ ان کی بہترین شروحات لکھیں؟ مناسک حج کے حوالے سے کچھ کام کیا۔ تفسیر قرآن نصفِ آخر کو مکمل کیا۔

تاریخ وفات: مرض اسہال میں مبتلا ہوئے اور ۱۵ رمضان ۸۶۴ ہجری کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

(ب) کس مصنف نے کن پاروں کی تفسیر لکھی؟ وضاحت کریں؟

جواب: جلال الدین السیوطی: آپ نے پارہ (۱) سے لے کر پارہ سترہ یعنی ۱ تا ۱۷ تک تفسیر لکھی (یعنی سورۃ البقرہ سے سورہ بنی اسرائیل تک) آپ نے اپنے استاد "المحلی" کے طرز تحریر کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ تفسیر لکھی۔ آپ نے قرآن کے نصف اوّل کی تفسیر لکھی۔

جلال الدین المحلی: آپ نے تفسیر پارہ ۱۸ تا پارہ ۳۰ تک لکھی یعنی سورہ کہف سے سورۃ الناس تک۔ اس کے علاوہ سورۂ فاتحہ کی تفسیر بھی آپ نے ہی لکھی اور آپ نے قرآن کے نصف ثانی کی تفسیر لکھی۔

قسم ثانی ...... الفوز الکبیر

سوال نمبر 5:۔ علوم خمسہ سے مراد کون سے علوم ہیں؟ نیز کوئی سے دو علوم کی وضاحت کریں؟

جواب: قرآن کریم کے علوم خمسہ کے نام اور ان کی وضاحت:

قرآن کریم کے علوم خمسہ کے نام اور ان کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

(۱) علم احکام: یہ فرض، مستحب، حرام اور مکروہ سے تعلق رکھتے ہیں، خواہ عبادات سے ان کا تعلق ہو یا معاملات سے، تدبیر منزل سے متعلق ہوں یا سیاست مدن سے۔ اس علم کی جزئیات کی وضاحت فقہاء کرام کے ذمہ ہے۔

(۲) علم مناظرہ: چار مشہور گمراہ گروہوں یعنی یہود، نصاریٰ، مشرکین اور منافقین کے ساتھ تعاقبی بحث کرنا۔ یہ علماء متکلمین کا کام ہے۔

(۳) علم تذکیر بالاء اللہ: یعنی آسمان وزمین کی تخلیق کرنے، بندوں کو ان کی ضروریات سے آگاہ کرنے اور اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ کا بیان۔

(۴) علم تذکیر بایام اللہ: ان واقعات اور تاریخی حقائق کا بیان جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے پیدا کیا ہے یعنی اطاعت کرنے والے لوگوں کے لیے انعام وجزاء جبکہ مجرمین کے لیے عذاب وسزا۔

(۵) علم تذکیر موت اور اس کے مابعد کے واقعات: یعنی حشر ونشر، اصحاب میزان اور جنت ودوزخ۔ ان علوم کو محفوظ رکھنا، ان کے لیے قرآن وسنت سے دلائل پیش کرنا، واعظین کا کام ہے۔

سوال نمبر 6:۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مفسر کے لیے اسباب نزول جاننے کے لیے کون سے دو امور شرط ہیں؟

جواب: مفسر کے لیے اسباب نزول جاننے کے لیے جو دو امور شرط ہیں وہ درج ذیل ہیں:

پہلا امر: ان واقعات کی وضاحت بیان کرے جن کی جانب آیات مبارکہ میں اشارہ کیا گیا ہے، کیونکہ ان واقعات کو سمجھے بغیر آیات کا صحیح مفہوم سمجھنا ناممکن ہے۔

دوسرا امر: ان واقعات کو جاننا جن کی وجہ سے کسی عام حکم کو خاص حکم میں بدلا گیا ہو۔ یا جو واقعات آیات کے مفہوم میں تبدیلی کا سبب بنتے ہوں اور انہیں ظاہری مفہوم میں کسی اور جانب پھیر دیا گیا ہو/ دیتے ہوں تو چونکہ ان واقعات کو جانے بغیر بھی آیات کا صحیح مفہوم جاننا/ سمجھنا ناممکن ہے۔

سوال نمبر 7:۔ متقدمین کے نزدیک منسوخ آیات کتنی ہیں اور متاخرین کے نزدیک کتنی ہیں؟ نیز متقدمین ومتاخرین کے درمیان منسوخ آیات سے متعلق اختلاف کی وجہ لکھیں؟

جواب: علماء متقدمین اور متاخرین کے ہاں منسوخ آیات کی تعداد: علماء متقدمین کے مطابق

منسوخ آیات مبارکہ کی تعداد پانچ سو یا اس سے بھی زائد ہیں۔ علماء متاخرین کے نزدیک منسوخ آیات مبارکہ کی تعداد بیس (۲۰) یا اس سے بھی کم ہیں۔

متقدمین ومتاخرین میں منسوخ آیات سے متعلق وجہ اختلاف: متقدمین کے عہد میں لفظ "نسخ" کو جن مواقع پر استعمال کیا گیا، اس سے اس لفظ کے معنی میں بہت وسعت پیدا ہوگئی اور اس میں عقل و رائے کا عمل دخل بھی شامل ہوگیا جبکہ متاخرین نے لفظ "نسخ" کے جن معنوں کو متعارف کروایا اس سے ایک نئی اصطلاح بن گئی جس کے مطابق آیات منسوخ کی تعداد بہت کم رہ گئی/ بہت کم ہوگئی۔

☆ ☆ ☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية العالية (بی۔اے۔سال اوّل)

(برائے طلباء) الموافق سنة 1447ھ 2025ء

الوقت المحدد	الورقة الثانية: الحديث و اصوله	مجموع الارقام
ثلاث ساعات		۱۰۰

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے دوسوالات حل کریں۔

حصہ اول ...... حدیث

سوال نمبر 1:۔ عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنهما قال: قال رجل: یا رسول الله ای الذنب اکبر عند الله قال ان تدعو لله ندا و هو خلقك قال ثم ای قال ان تقتل ولدك خشية ان يطعم معك قال ثم ای قال ثم ان تزنی حليلة جارك فانزل الله عزوجل تصديقها (والذين لا يدعون مع الله الها آخر و لا يقتلون النفس التی حرم الله الا بالحق و لا يزنون) . الأية .

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) مشکاۃ المصابیح کتاب کی روشنی میں کبائر گناہ تحریر کریں؟

(ج) کیا ابن آدم کے حصہ میں زنا لکھ دیا گیا؟ جواب بالدلیل دیں۔

سوال نمبر2:۔ عن عبد الله بن عمرو رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه

وسلم : "ان الله لا يقبض العلم انتزاعا ينتزعه من العباد ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتّٰى اذا لم يبق عالما اتخذ الناس رء وسا جهالا فسئلوا فافتوا بغير علم فضلوا و اضلوا" .

(الف) حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) خط کشیدہ صیغے حل کریں؟

(ج) عالم دین کون ہے؟ اس کی فضیلت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا؟ دو احادیث تحریر کریں؟

سوال نمبر 3:۔ (الف) مریض کی عیادت کا مسنون طریقہ لکھیں اور بتائیں کیا مریض پر دم کرنا شرعا درست ہے؟ دلیل کیا ہے؟

(ب) مسلمان کے مسلمان پر کتنے اور کون کون سے حقوق ہیں؟ نصابی کتاب کی روشنی میں لکھیں؟

(ج) کیا غائبانہ نماز جنازہ ہوسکتا ہے؟ آئمہ کرام کا اختلاف مع دلیل احناف بیان کریں

(د) کیا نماز جنازہ کے بعد دعا کی جاسکتی ہے؟ اپنا موقف بالدلیل پیش کریں؟

حصہ دوم...... اصول حدیث

سوال نمبر 4:۔ کوئی سے دو اجزاء حل کریں۔

(الف) حدیث صحیح اور حدیث حسن کی تعریفات اور اقسام بیان کریں؟

(ب) حدیث مرفوع کی تعریف اور اقسام مع امثلہ تحریر کریں؟

(ج) ضبط راوی سے متعلق پانچویں وجوہ الطعن زینت قرطاس کریں؟

(د) معضل، منقطع، محفوظ اور شاذ کی تعریفات قلمبند کریں؟

☆ ☆ ☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2025ء

الورقة الثانية: الحديث و اصوله

حصہ اول ...... حدیث

سوال نمبر 1:۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللهِ اَیُّ الذَّنْبِ اَكْبَرُ عِنْدَ اللهِ قَالَ اَنْ تَدْعُوْ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ اَنْ تَقْتُلَ

وَلَدَكَ خَشْيَةَ اَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ ثُمَّ اَنْ تَزْنِيْ حَلِيْلَةَ جَارِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ تَصْدِيْقَهَا (وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ) ۔ الأية .

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

جواب: نوٹ: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیئے ہیں۔

ترجمہ حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کا کسی کو مقابل اور شریک قرار دے، جبکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ اس نے عرض کیا: پھر کونسا گناہ بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا: تو اپنے لڑکے کو اس وجہ سے قتل کر دے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائے گا۔ اس نے پھر عرض کیا: پھر کونسا گناہ ہے؟ آپ نے فرمایا: تو اپنے ہمسایہ کی بیوی سے ارتکاب زنا کرے، تو اللہ تعالیٰ نے اس ارشاد عالیہ کی تائید میں یہ آیت اتاری: اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی جھوٹے خدا کو نہیں پکارتے، وہ کسی کو ناجائز طریقہ سے قتل نہیں کرتے اور نہ ہی وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں۔

(ب) مشکوۃ المصابیح کتاب کی روشنی میں کبائر گناہ تحریر کریں؟

جواب: کبائر گناہ کی فہرست مشکوۃ کی حدیث ۴۴ تا ۴۶ کی رو سے:

۱- اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ۲- اپنی اولاد کو محتاجی کے ڈر سے قتل کرنا

۳- ہمسایہ کی بیوی کے ساتھ زنا کرنا ۴- والدین کی نافرمانی کرنا

۵- ناحق قتل کرنا ۶- جھوٹی قسم اٹھانا

۷- جادو کرنا ۸- بیاج کھانا

۹- یتیم کا مال کھانا ۱۰- کفار سے لڑائی کے دوران پیٹھ پھیرنا

۱۱- بے خبر پاکدامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا

۱۲- چوری کرنا ۱۳- شراب پینا

۱۴- لوٹ مار کرنا ۱۵- امانت میں خیانت کرنا وغیرہ

(ج) کیا ابن آدم کے حصہ میں زنا لکھ دیا گیا؟ جواب بالدلیل دیں

جواب: ابن آدم کے حصہ میں زنا کا لکھا جانا یا نا لکھا جانا: ابن آدم کے حصہ میں زنا لکھ دیا گیا ہے۔

دلیل: سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے ابن آدم کے حصہ میں زنا لکھ دیا ہے جسے وہ ضرور پا کر رہے گا، آنکھ کا زنا دیکھنا ہے، زبان کا زنا بولنا ہے جبکہ نفس تمنا اور آرزو کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تکذیب یا تصدیق کرتی ہے۔

(مشکوۃ المصابیح حدیث ۸۶، کتاب الایمان)

سوال نمبر 2:۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اِتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوْسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا" .

(الف) حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

جواب: نوٹ: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیئے ہیں۔

ترجمہ حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ علم نہ چھینے گا اس طرح کہ لوگوں کے ہاتھ سے واپس لے لے مگر یہ کہ وہ علم چھینے گا علماء کو موت دے کر، حتیٰ کہ کوئی عالم باقی نہ بچے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنا لیں گے اور ان سے مسائل دریافت کریں گے۔ وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے، پس خود بھی گمراہی میں ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کر دیں گے۔

(ب) خط کشیدہ صیغے حل کریں؟

جواب: صیغوں کا حل:

لم یبق: واحد مذکر غائب فعل جحد بلم معروف ثلاثی مزید از باب افعال۔

فافتوا: جمع مذکر غائب فعل ماضی معروف از باب افعال۔

(ج) عالم دین کون ہے؟ اس کی فضیلت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا؟ دو احادیث تحریر کریں؟

جواب: عالم دین: عالم دین سے مراد وہ شخص ہوتا ہے جو دین کا علم حاصل کرنے کے بعد صرف ضروری عبادات پر اکتفاء کرتا ہو اور اپنا زیادہ تر وقت درس و تدریس اور دینی کتب لکھنے میں صرف کرتا

ہو۔علم دین کی نشرواشاعت اور ترویج کے لیے کام کرتا ہو۔

عالم دین کی فضیلت: ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں عالم دین کی فضیلت درج ذیل ہے:

حدیث نمبر۱: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عالم دین کے لیے زمینوں اور آسمانوں کی ہر چیز بخشش طلب کرتی ہے۔مچھلیاں پانی میں اس کی زبان حال سے مغفرت طلب کرتی ہیں۔

حدیث نمبر۲: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر ہوتی ہے۔

سوال نمبر3:۔(الف) مریض کی عیادت کا مسنون طریقہ لکھیں اور بتائیں کیا مریض پر دم کرنا شرعا درست ہے؟ دلیل کیا ہے؟

جواب: مریض کی عیادت کا مسنون طریقہ: مریض کی عیادت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جب مریض کی عیادت کے لیے جایا جائے اور مریض کی سختی معلوم ہو، تو اسے مریض پر ظاہر نہ کیا جائے۔اس کے سامنے ایسی باتیں کی جائیں جو اسے بھلی لگیں۔اس کی مزاج پرسی کی جائے اس کے سر پر ہاتھ نہ رکھا جائے مگر یہ کہ وہ خود اس کی خواہش کرے اور اس کے حق میں دعا کی جائے۔

مریض پر دم کرنے کا حکم اور دلیل: مریض پر دم کرنا شرعاً جائز ہے اور اس کی دلیل درج ذیل ہے:

دلیل: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور مبارک تھا کہ آپ کے اہل بیت میں سے کوئی بیمار ہوتا، تو آپ معوذات سے اس پر دم کرتے۔

(ب) مسلمان کے مسلمان پر کتنے اور کون کون سے حقوق ہیں؟ نصابی کتاب کی روشنی میں لکھیں؟

جواب: مسلمان کے مسلمان پر حقوق: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کے مسلمان پر چھ حقوق ہیں:

جب مسلمان سے ملے تو اسے سلام کہے، جب وہ طعام کی دعوت دے تو اسے قبول کرے، جب وہ نصیحت طلب کرے تو اسے نصیحت کرے، جب وہ چھینکے تو اس کی چھینک کا جواب دے، جب وہ بیمار ہو تو اس کی بیمار پرسی کرے اور جب وہ مرجائے تو اس کے جنازے میں شریک ہوجائے۔

(ج) کیا غائبانہ نماز جنازہ ہو سکتا ہے؟ آئمہ کرام کا اختلاف مع دلیل احناف بیان کریں؟

جواب: غائبانہ نماز جنازہ میں آئمہ کرام کا اختلاف: غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے میں آئمہ کرام کا اختلاف درج ذیل ہے:

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب: امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک غائبانہ نماز جنازہ جائز ہے۔

امام اعظم و امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب: امام اعظم و امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔

احناف کی دلیل: احناف کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نجاشی یا حضرت زید بن حارثہ، حضرت جعفر بن ابی طالب اور معاویہ بن معاویہ اللیثی رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی تھی اور بظاہر ان کی میت سامنے نہ تھی مگر جس طرح اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیت المقدس کو ظاہر کر دیا تھا، اسی طرح ان حضرات کی میت بھی آپ کے سامنے ظاہر کر دی گئی تھی جواز جنازہ کے لیے امام کا میت کو دیکھ لینا ہی کافی ہوتا ہے۔یہ اجازت (یعنی غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے لیکن موجودہ دور میں حرمین شریفین میں بھی غائبانہ نماز جنازہ کا رواج بن چکا ہے اور بعض حنفیہ بھی پڑھتے ہیں۔

(د) کیا نماز جنازہ کے بعد دعا کی جا سکتی ہے؟ اپنا مؤقف بالدلیل پیش کریں

جواب: نماز جنازہ کے بعد دعا کرنے کا حکم: بعد نماز جنازہ دعا کرنا جائز ہے اور مستحب عمل ہے۔شریعت میں اس کی کوئی ممانعت نہیں ہے بلکہ میت کے حق میں دعا کرنی کو فضیلت والا عمل قرار دیا گیا ہے۔اگر چہ نماز جنازہ خود ہی ایک دعا ہے اور اس کے بعد دعا کرنا خواہ انفرادی طور پر ہو یا اجتماعی طور پر دونوں طرح جائز ہے۔

دلیل: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تم میت کی نماز پڑھ لو، تو اس کے لیے خلوصِ دل سے (بخشش کی) دعا کیا کرو۔(رواہ ابوداؤد)

حصہ دوم ..... اصول حدیث

سوال نمبر 4:۔کوئی سے دو اجزاء حل کریں؟

(الف) حدیث صحیح اور حدیث حسن کی تعریفات اور اقسام بیان کریں؟

جواب: حدیث صحیح کی تعریف: وہ حدیث جس کے تمام راوی تام الضبط ہوں۔سند متصل ہو شاذ اور معلل نہ ہو۔

اقسام: اس کی دو اقسام ہیں:

۱-صحیح لذاتہ ۲-صحیح لغیرہ

حدیث حسن کی تعریف: وہ حدیث جس میں تام الضبط کے سوا حدیث صحیح کی تمام صفات پائی جائیں۔

اقسام: اس کی دو اقسام ہیں:

۱-حسن لذاتہ ۲-حسن لغیرہ

(ب) حدیث مرفوع کی تعریف اور اقسام مع امثلہ تحریر کریں؟

جواب: حدیث مرفوع کی تعریف: وہ حدیث ہے جس کی سند کی انتہاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ہو۔

اقسام مع امثلہ:

مرفوع صریحی قولی: جیسے صحابی یا غیر صحابی کہے: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كَذَا يَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَنَّهٗ قَالَ كَذَا

مرفوع صریح فعلی: جیسے صحابی یا غیر صحابی کہے: فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا يَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ كَذَا

عَنِ الصَّحَابِیِّ مَرْفُوْعًا اَنَّهٗ فَعَلَ كَذَا يَا عَنِ الصَّحَابِیِّ رَفَعَهٗ اَنَّهٗ فَعَلَ كَذَا يَا عَنْ غَيْرِ الصَّحَابِیِّ مَرْفُوْعًا اَنَّهٗ فِعَلَ كَذَا يَا عَنْ غَيْرِ الصَّحَابِیِّ رَفَعَهٗ اَنَّهٗ فَعَلَ كَذَا

مرفوع صریح تقریری: جیسے صحابی یا غیر صحابی کہے: فَعَلَ بِحَضْرَةِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا

مرفوع حکمی قولی: جیسے صحابی کا اپنی طرف سے ماضی یا مستقبل کے احوال و واقعات کی خبر دینا کہ جس میں اجتہاد کی گنجائش نہ ہو جیسے انبیاء کے حالات بیان کرنا کہ اس صحابی نے ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوگا۔

مرفوع حکمی فعلی: مثلاً صحابی کا کوئی ایسا فعل جس میں اجتہاد کی گنجائش نہ ہو۔

مرفوع حکمی تقریری: مثلاً کوئی صحابی یہ خبر دے کہ لوگ زمانہ رسالت میں ایسا کرتے تھے۔

(ج) ضبط راوی سے متعلق پانچوں وجوہ الطعن زینت قرطاس کریں؟

جواب: ضبط راوی سے متعلق پانچ وجوہ الطعن:

۱-فرط غفلت ۲-کثرۃ غلط ۳-مخالفۃ ثقات

۴-وہم ۵-سوء حفظ

(د) معضل، منقطع، محفوظ اور شاذ کی تعریفات قلمبند کریں؟

جواب: اصطلاحات کی تعریفات:

معضل: سند کے وسط سے دو یا دو سے زائد راوی لگاتار ساقط ہوں، تو اسے معضل حدیث کہتے ہیں۔

منقطع: سند کے درمیان سے دو یا دو سے زائد مسلسل ساقط نہ ہوں، تو ایسی حدیث کو حدیث منقطع کہتے ہیں۔

محفوظ: وہ حدیث ہے جسے ایک ثقہ راوی کے مقابلہ میں زیادہ ثقہ راوی روایت کریں۔

شاذ: وہ حدیث جسے مقبول راوی روایت کرے اور وہ اولی کے خلاف ہو۔

☆ ☆ ☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باكستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية العالية (بی-اے-سال اول)

(برائے طلباء) الموافق سنة 1447ھ 2025ء

الوقت المحدد	الورقة الثالثة:	مجموع الارقام
ثلاث ساعات	الفقه	۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوالات حل کریں۔

سوال نمبر ۱: ولا ينعقد نكاح المسلمين الا بحضور شاهدين حرين عاقلين بالغين مسلمين رجلين اورجل و امرأتين عدو لا كانوا و غير عدول او محدودين في القذف.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) نکاح میں گواہی شرط ہے یا نہیں؟ اس بارے امام اعظم اور امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا اختلاف تحریر کریں؟

(ج) عاقلہ بالغہ کا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر منعقد ہوتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اختلاف اور دلائل سپرد قلم کریں؟

سوال نمبر 2: ویقع طلاق کل زوج اذا کان عاقلا بالغا ولا یقع طلاق الصبي و المجنون والنائم لقوله علیه السلام کل طلاق جائز الا طلاق الصبی و المجنون .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) طلاق کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟

(ج) درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات کریں؟

(۱) طلاق بائن (۲) خلع (۳) لعان

سوال نمبر 3: الزنا یثبت بالبینة والاقرار و المراد ثبوته عند الامام لان البینة دلیل ظاهر و کذا الاقرار لان الصدق فیه مرجح .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں نیز بتائیں شادی شدہ اور کنوارے زانی مرد و زن کی سزا کیا ہے؟ جواب دلیل سے مزین ہو۔

(ب) ڈی، ایم اے سے زنا کا ثبوت ہوگا یا نہیں۔ حدود کتنی ہیں ہر ایک کی تعریف سپرد قلم کریں؟

(ج) جانور سے وطی کرنے والے کی سزا کیا ہے؟ اس پر حد لگے گی یا تعزیر؟

سوال نمبر 4: وعلی المبتوتة و المتوفی عنا زوجها اذا کانت بالغة مسلمة الحداد .

(الف) عبارت کا ترجمہ و تشریح کریں نیز بتائیں، بیوہ حاملہ اور غیر مدخول بھا کی عدت کتنی ہے؟ دلیل سے جواب دیں۔

(ب) سندھ حکومت عورتوں کے دودھ کا بینک بنانا چاہتی ہے اس کے جواز و عدم جواز کے حوالے سے رائے دیں؟

(ج) نکاح متعہ، نکاح شغار اور تفویض طلاق میں سے ہر ایک کا حکم بیان کریں؟

☆ ☆ ☆

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء 2025ء

الورقة الثالثة: الفقه

سوال نمبر 1: ولا ینعقد نکاح المسلمین الا بحضور شاهدین حرین عاقلین بالغین مسلمین رجلین اورجل و امر اتین عدو لا کانوا و غیر عدول او محدودین فی القذف .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

وَلَا یَنْعَقِدُ نِکَاحُ الْمُسْلِمِیْنَ اِلَّا بِحُضُوْرِ شَاهِدَیْنِ حُرَّیْنِ عَاقِلَیْنِ بَالِغَیْنِ مُسْلِمَیْنِ رَجُلَیْنِ اَوْ رَجُلٍ وَامْرَاَتَیْنِ عُدُوْلًا کَانُوْا اَوْ غَیْرَ عُدُوْلٍ اَوْ مَحْدُوْدَیْنِ فِی الْقَذْفِ .

جواب: اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ عبارت: دو مسلمانوں کا نکاح صرف دو آزاد، عاقل، بالغ، دو مسلمان مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے منعقد ہوتا ہے۔ خواہ عادل ہوں یا عادل نہ ہوں، یا ان پر حد قذف جاری ہو چکی ہو۔

(ب) نکاح میں گواہی شرط ہے یا نہیں؟ اس بارے امام اعظم اور امام مالک رحمہما اللہ کا اختلاف تحریر کریں؟

جواب: منعقد نکاح میں شہادت شرط یا نہیں: شہادت کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا دو مسلمان مردوں کا گواہ نہ ہونا، یا ایک مرد اور دو عورتوں کا گواہ بنا انعقاد نکاح کے لیے ضروری ہے۔ یہ گواہ آزاد ہونے چاہئیں کہ غلام کی گواہی سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ گواہوں کا مسلمان ہونا بھی ضروری ہے، کیونکہ غیر مسلم کسی مسلمان کے نکاح کا گواہ نہیں بن سکتا۔ اس حوالے سے امام اعظم اور امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے اختلاف درج ذیل ہیں:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک منعقد نکاح کے لیے گواہی/شہادت شرط ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب: امام مالک کے نزدیک منعقد نکاح کے لیے شہادت شرط نہیں بلکہ نکاح کا اعلان کرنا شرط ہے۔

(ج) عاقلہ بالغہ کا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر منعقد ہوتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اختلاف اور دلائل سپرد قلم کریں؟

جواب: بغیر اجازت ولی نکاح منعقد ہونے میں اختلاف آئمہ: بغیر اجازت ولی لڑکی کا نکاح منعقد ہوگا یا نہیں جبکہ وہ عاقلہ و بالغہ ہو؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ذیل ہے:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب: امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نکاح منعقد ہو جائے گا۔

دلیل: کیونکہ وہ عاقلہ و بالغہ اور آزاد ہونے کی وجہ سے مال میں حق تصرف رکھتی ہے۔ لہٰذا اسے اختیار ہے کہ بغیر اجازت ولی نکاح کر لے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب: امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس صورت میں نکاح سرے سے منعقد ہی نہ ہوگا۔

دلیل: آپ کہتے ہیں کہ نکاح سے اس کے مخصوص مقاصد مراد ہوتے ہیں اور یہ معاملہ ان خواتین کے سپرد کر دینے سے ان مقاصد میں خلل لازم آتا ہے جو اجازت ولی سے ختم ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر 2:۔ ویقع طلاق کل زوج اذا کان عاقلا بالغاو لا یقع طلاق الصبی و المجنون والنائم لقوله عليه السلام كل طلاق جائز الاطلاق الصبى و المجنون .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

وَيَقَعُ طَلَاقُ كُلِّ زَوْجٍ إِذَا كَانَ عَاقِلًا بَالِغًاوَلَا يَقَعُ طَلَاقُ الصَّبِيِّ وَالْمَجْنُوْنِ وَالنَّائِمِ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٍ إِلَّا طَلَاقُ الصَّبِيِّ وَالْمَجْنُوْنِ .

جواب: اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیے ہیں۔

عبارت کا ترجمہ: ہر عاقل و بالغ شوہر کی طلاق (بغیر شک و شبہ کے) واقع ہو جائی گی بچے، مجنون یا سوئے ہوئے شخص کی طلاق واقع نہ ہوگی، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر طلاق جائز ہے یعنی واقع ہو جائے گی سوائے بچے اور مجنون کی طلاق کے۔

(ب) طلاق کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟

جواب: طلاق کی اقسام: طلاق کی تین اقسام ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

۱-طلاق حسن: طلاق حسن سنت کے مطابق طلاق دینا ہے یعنی شوہر اپنی بیوی کو تین طہروں میں تین طلاقیں دے۔

۲-طلاق احسن: طلاق احسن یہ ہے کہ شوہر، بیوی کو طہر میں ایک طلاق دے اور پھر اس کی عدت پوری ہونے تک مزید کوئی طلاق نہ دے۔

۳-طلاق بدعی: شوہر ایک ہی کلمہ کے ذریعے یا ایک ہی طہر میں تین طلاقیں دے دے۔ اس سے طلاق تو واقع ہو جائے گی، مگر وہ شخص گناہگار ہوگا۔

(ج) درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات کریں؟

(۱) طلاق بائن (۲) خلع (۳) لعان

جواب: تعریفات اصطلاحات:

۱-طلاق بائن کی تعریف: جب طلاقیں تین سے کم ہوں تو مرد کو اختیار ہے کہ وہ چاہے تو دوران عدت رجوع کر لے یا عدت گزرنے کے بعد۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حلت کے ازالے کے لیے تیسری طلاق ضروری ہوتی ہے جب تک تیسری طلاق واقع نہ ہوگی حلت زائل نہ ہوگی۔

۲-خلع کی تعریف: اگر میاں بیوی ایک دوسرے سے جھگڑا کریں اور دونوں کو خوف ہو کہ اللہ کی حدود قائم نہ رکھ سکیں گے، تو اس صورت میں عورت پر کوئی حرج نہیں کہ عورت شوہر کو ایسے مال کے ذریعے اپنی جان کا فدیہ دے، جس کے ذریعے شوہر کو الگ کر دے یعنی عورت کا شوہر کو مال دے کر نکاح ختم کرنا خلع کہلاتی ہے۔

۳-لعان کی تعریف: جب مرد اپنی بیوی پر تہمت زنا لگاتا ہے جو موجب قذف ہے، تو اس صورت میں شوہر اور بیوی جو قسم اٹھاتے ہیں اسے لعان کہتے ہیں۔

سوال نمبر 3:۔ الزنا يثبت بالبينة والاقرار و المراد ثبوته عند الامام لان البينة دليل ظاهر و كذا الاقرار لان الصدق فيه مرجح .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں نیز بتائیں شادی شدہ اور کنوارے زانی مرد و زن کی سزا کیا ہے؟ جواب دلیل سے مزین ہو۔

جواب: عبارت کا ترجمہ: زنا ثابت ہوتا ہے بینہ اور اقرار سے اور ثبوت سے امام کے نزدیک ثابت ہونا مراد ہے، کیونکہ بینہ ظاہری دلیل ہے اور اسی طرح اقرار بھی، کیونکہ اقرار میں سچائی غالب ہوتی ہے۔

محصن یا غیر محصن زانی مرد و زن کی سزا: محصن زانی مرد و زن کی سزا یہ ہے کہ قاضی اسے پتھر سے سنگسار کرے گا، اس وقت تک سنگسار کرے گا جب تک وہ مر نہ جائے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعز اسلمی کو اسی حالت میں رجم کیا تھا کہ وہ شادی شدہ

تھے۔"

غیر محصن زانی مرد وزن کی سزا یہ ہے کہ انہیں سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لیے جلاوطن کیا جائے گا۔

اس کی دلیل سورۃ النور آیت نمبر ۲ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ: "زانی اور زانیہ میں سے ہر ایک کو سو سو (۱۰۰) کوڑے مارو۔"

(ب) ڈی، این اے سے زنا کا ثبوت ہوگا یا نہیں۔ حدود کتنی ہیں ہر ایک کی تعریف سپرد قلم کریں؟

جواب: ڈی، این اے سے زنا کا ثبوت: ڈی این اے کا اصل مقصد بچے کے نسب کا پتہ لگانا ہوتا ہے' یا پھر کسی جرم میں ملوث ہونے کا معلوم کرنا ہوتا ہے۔

لہٰذا صرف ڈی' این اے کو بنیاد بنا کر زنا کو ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں اسے ضمنی یا معاون شہادت کے طور پر قبول کیا جا سکتا ہے۔ لیکن حد نافذ کرنے کے لیے ڈی' این اے کا کافی ہونا ضروری نہیں، کیونکہ زنا کو ثابت کرنے کا طریقہ قرآن میں بھی موجود ہے اور حدیث مبارکہ میں بھی۔

حدود کی تعداد اور ان کی تعریفات: حدود کی تعداد پانچ ہے جن میں پہلی چار حدود کی حد قرآن سے ثابت ہے اور آخری حد کی سزا اجماع صحابہ سے ثابت ہے۔ اب ان کے نام اور تعریفات درج ذیل ہیں:

۱- حد زنا: فرج یا دبر میں بدکاری کا ارتکاب زنا کہلاتا ہے۔ اس پر جو سزا دی جاتی ہے اسے حد زنا کہتے ہیں۔

۲- حد قذف: پاکدامن، معصوم و بے خبر عورت یا مرد پر زنا کی تہمت لگانے پر جو سزا دی جاتی ہے، اسے حد قذف کہتے ہیں۔

۳- حد سرقہ: کسی کا محفوظ اور مال مملوک خفیہ طور پر اڑانے سے جو حد لگتی ہے، اسے حد سرقہ کہتے ہیں۔

۴- ڈاکہ کی حد: کسی کا مال علی الاعلان غلبے سے ہتھیانے پر جو سزا ملتی ہے، اسے حد ڈاکہ کہتے ہیں۔

۵- حد شراب نوشی: ہر نشہ آور چیز (جس سے عقل زائل ہو) کے پینے پر جو سزا ملتی ہے، اسے حد خمر/حد شراب نوشی کہتے ہیں۔

(ج) جانور سے وطی کرنے والے کی سزا کیا ہے؟ اس پر حد لگے گی یا تعزیر؟

جواب: جانور سے وطی کرنے والے کی سزا: جو کوئی بھی جانور سے وطی کرے گا، اس پر تعزیر ہے کہ حاکم اسے قتل کردے اور جانور کو ذبح کر کے دفن کردے۔ (مرآۃ)

سوال نمبر 4:۔ وعلى المبتوتة و المتوفى عنا زوجها اذا كانت بالغة مسلمة الحداد.

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح کریں نیز بتائیں، بیوہ حاملہ اور غیر مدخول بھا کی عدت کتنی ہے؟ دلیل سے جواب دیں۔

جواب: ترجمہ عبارت: مبتوتہ اور متوفی عنہا زوجھا اگر بالغ اور مسلمان ہو تو، اس پر سوگ کرنا واجب ہے۔

تشریح: مبتوتہ سے مراد وہ عورت جس کی اپنے شوہر سے جدائی ہوگئی' خواہ طلاق بائن سے ہو یا طلاق مغلظہ سے یا خلع سے۔ متوفی عنها زوجها سے مراد وہ عورت ہے جس کا شوہر مر جائے، ان دونوں پر سوگ منانا واجب ہے۔ سوگ منانے سے مراد یہ ہے کہ یہ عورتیں نہ تو زیب و زینت کریں گی اور نہ ہی بلا ضرورت شرعی گھر سے نکلیں گی۔

بیوہ حاملہ کی عدت: بیوہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے اور اس کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے:

ترجمہ: "حاملہ عورتوں کی عدت یہ ہے کہ وہ حمل جن دیں۔" (سورۃ الطلاق:۴)

غیر مدخول بھا کی عدت: غیر مدخول بھا پر کوئی عدت نہیں طلاق کی صورت میں، اس کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے:

ترجمہ: "اے ایمان والو! جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو اور چھوئے بغیر انہیں طلاق دے دو' تو ان پر تمہارے لیے کوئی عدت نہیں جنہیں وہ شمار کریں۔"

(الاحزاب:۴۹)

اگر شوہر مر جائے، تو اس صورت میں فرق نہیں کیا جائے گا کہ وہ مدخولہ ہے یا غیر مدخولہ ہے۔ دونوں صورتوں میں عدت چار ماہ اور دس دن ہیں' اس کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے:

ترجمہ: "اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں' تو وہ اپنے آپ کو چار ماہ اور دس دن روکے رکھیں۔" (البقرۃ:۲۳۴)

(ب) سندھ حکومت عورتوں کے دودھ کا بینک بنانا چاہتی ہے اس کے جواز و عدم جواز کے حوالے سے رائے دیں؟

جواب: عورتوں کے دودھ کے بینک بنانے کا جواز وعدم جواز: سندھ حکومت جو عورتوں کے دودھ کا بینک بنانا چاہتی ہے، تو اس کے جواز وعدم جواز کے حوالے سے رائے درج ذیل ہے:

جواز کے حوالے سے رائے: موجودہ دور کے علماء کے نزدیک دودھ بینک بنانا جائز ہے لیکن انتہائی مجبوری کے وقت اور کڑی شرائط/ حدود کے اندر رہتے ہوئے۔

شرائط: اس حوالے سے جو شرائط ہیں وہ درج ذیل ہیں:

۱- ہر عورت کا دودھ الگ الگ محفوظ ہو تمام ریکارڈ کے ساتھ۔

۲- ہر بچے کا مکمل ریکارڈ محفوظ کیا جائے کہ اس نے کس عورت کا دودھ پیا ہے۔

۳- صرف طبی ضرورت یعنی ماں کے انتقال، بیماری یا دودھ نہ ہونے کی صورت میں استعمال ہو۔

۴- اسلامی اصولوں کے مطابق سخت نگرانی کی جائے۔

عدم جواز کے حوالے سے رائے: اکثر فقہائے کرام نے دودھ کے بینک کے قیام کو ناجائز قرار دیا ہے، کیونکہ اس کی وجوہات درج ذیل ہیں:

۱- دودھ پلانے سے حرمت رضاعت یعنی حرمت نکاح ثابت ہو جاتی ہے۔

۲- نسب کی شناخت ختم ہو جاتی ہے۔

۳- شریعت میں جو رضاعت کے مخصوص احکام اور حدود بیان کی گئی ہیں، دودھ بینک سے ان کے مجروح ہونے کا اندیشہ ہے۔

پس زیادہ راجح اور محتاط رائے کے مطابق دودھ بینک بنانا جائز نہیں ہے۔

(ج) نکاح متعہ، نکاح شغار اور تفویض طلاق میں سے ہر ایک کا حکم بیان کریں؟

جواب: اصطلاحات کا حکم:

نکاح متعہ: نکاح متعہ باطل، ناجائز اور حرام ہے۔

نکاح شغاز: نکاح شغاز حرام اور باطل ہے۔

تفویض طلاق: تفویض طلاق جائز ہے اور اس سے طلاق واقع ہو جاتی ہے بشرطیکہ بیوی اسی مجلس یا بیان کردہ مدت کے اندر طلاق دے۔ لیکن مجلس کے بدلنے یا بیان کردہ مدت کے گزر جانے کے بعد اگر وہ طلاق دے، تو طلاق نہ ہوگی۔

☆ ☆ ☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية العالية (بی-اے-سال اوّل)

(برائے طلباء) الموافق سنة 1447ھ 2025ء

الوقت المحدد ثلاث ساعات — **الورقة الرابعة: اصول الفقه و التصوف** — **مجموع الارقام ۱۰۰**

نوٹ: دونوں قسموں سے دو دو سوالات حل کریں۔

حصہ اوّل ...... اصول فقہ

سوال نمبر 1:۔ **و ان يتعدى الحكم الشرعي الثابت بالنص بعينه الى فرع هو نظيره ولا نص فيه .**

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) شرائط قیاس میں سے کوئی دو شرطیں مع مثال تحریر کریں؟

سوال نمبر 2:۔ (الف) استحسان بالنص واستحسان بالاجماع کو امثلہ سے واضح کریں؟

اما دفعه فنقول العلل نوعان طردية و مؤثرة وعلى كل و احد من القسمين ضروب من الدفع اما وجوه دفع العلل الطردية فاربعة .

(ب) عبارت کا ترجمہ کریں نیز علت مؤثرہ وعلت طردیہ کی تعریفات لکھیں؟

سوال نمبر 3:۔ (الف) احکام شرعیہ کی اقسام لکھیں نیز حقوق اللہ میں سے کوئی چار حقوق تحریر کریں؟

(ب) متعلقات احکام کتنے اور کون کون سے ہیں؟ نیز علامت کی وضاحت کریں؟

حصہ دوم ...... تصوف

سوال نمبر 4:۔ (الف) مجاہدہ فی النفس کی اہمیت وافادیت پر نوٹ لکھیں؟

(ب) والدین سے حسن سلوک پر دو آیات اور دو احادیث تحریر کریں؟

سوال نمبر 5:۔ (الف) خشیت الٰہی اور رجوع اللہ پر نوٹ لکھیں؟

(ب) معاشرتی سطح پر اصلاح احوال اور تربیت اخلاق میں فقدان کے اسباب و تدارک پر نوٹ تحریر کریں؟

سوال نمبر6:۔(الف) غیبت کی مذمت پر دو آیات اور ایک حدیث شریف قلمبند کریں؟

(ب) اصطلاح احوال اور تبلیغ دین میں تصوف کی اہمیت بیان کریں؟

☆ ☆ ☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2025ء

الوقت المحدد	الورقة الرابعة:	مجموع الارقام
ثلاث ساعات	اصول الفقه و التصوف	۱۰۰

حصہ اوّل ...... اصول فقہ

سوال نمبر1:۔وَاِنْ يَتَعَدَّى الْحُكْمُ الشَّرْعِيُّ الثَّابِتُ بِالنَّصِّ بِعَيْنِهِ اِلٰى فَرْعٍ هُوَ نَظِيْرُهُ وَلَا نَصَّ فِيْهِ .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

جواب: اعراب: اعراب اوپر لگادیئے گئے ہیں۔

ترجمہ عبارت: حکم شرعی جو نص سے ثابت ہے، اس کا بعینہ متعدی ہونا ایسی فرع کی طرف، جو اس کی کامل نظیر ہو۔ اس میں کوئی نص نہ ہو۔

(ب) شرائط قیاس میں سے کوئی دو شرطیں مع مثال تحریر کریں؟

قیاس کی شرائط:

پہلی شرط: قیاس کی پہلی شرط یہ ہے کہ اصل کسی دوسری نص سے اپنے حکم کے ساتھ خاص نہ ہو۔

مثال: جیسے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کا دو گواہوں کے قائم مقام ہونا اور آپ کی گواہی قبول ہونا نص سے ثابت ہے اور آپ کے ساتھ خاص ہے۔

دوسری شرط: دوسری شرط یہ ہے کہ اصل یعنی منصوص علیہ مسئلہ خلاف قیاس نہ ہو۔

مثال: جیسے رکوع و سجود والی نماز میں بالغ آدمی کا قہقہہ لگانے سے طہارت یعنی وضو کا واجب ہونا۔ تو یہ حکم خلاف اصل ہے، کیونکہ قہقہہ نجاست نہیں ہے۔

سوال نمبر2:۔(الف) استحسان بالنص و استحسان بالاجماع کو امثلہ سے واضح کریں؟

استحسان بالنص: یعنی وہ استحسان جس میں استحسان کسی نص کی وجہ سے آ گیا ہو۔

استحسان بالنص کی مثال: ایک جماعت چوری کے لیے کسی مکان میں داخل ہوئی، ان میں ایک

نے مال اٹھالیا اور باہر لے آیا۔ قیاس جلی کا تقاضا یہ ہے کہ صرف آخذ کا ہاتھ کٹنا چاہیے، چونکہ چوری کی تکمیل مال نکالنے سے ہوتی ہے اور نکالنا ایک شخص سے پایا گیا ہے۔ امام زفر کا یہی موقف ہے۔ استحسان کا تقاضا یہ ہے کہ سب کے ہاتھ کٹنا چاہیے اس لیے کہ معاونت کی وجہ سے اخراج مال سب کی طرف منسوب ہوگا۔

استحسان بالاجماع: یعنی وہ مستحسن جس میں استحسان اجماع کی وجہ سے آ گیا ہو۔

مثال: جو مستحسن بالاجماع ہو، کی مثال جیسے اگر کوئی شخص کسی کو جوتے بنانے کے لیے کہے اور قیمت بھی پہلے ادا کر دے، تو یہ خلاف قیاس ہے، کیونکہ جوتا ابھی موجود نہیں مگر اجماع سے مستحسن ہے اس کی تعدیت درست نہ ہوگی۔

اما دفعه فنقول العلل نوعان طردية و مؤثرة وعلى كل و احد من القسمين ضروب من الدفع اما وجوه دفع العلل الطردية فاربعة .

(ب) عبارت کا ترجمہ کریں نیز علت مؤثرہ وعلت طردیہ کی تعریفات لکھیں؟

جواب: عبارت کا ترجمہ: اے پر دفع قیاس پس ہم کہتے ہیں کہ علت دو قسم پر ہے طردیہ اور مؤثرہ دونوں قسموں میں سے ہر ایک پر چند اعتراض ہیں اور علت طردیہ کے جواب کی وجوہ چار ہیں:

تعریفیں:

علت طردیہ: علت طردیہ سے مراد یہ ہے کہ قیاس میں علت ہوگی، تو حکم ہوگا اور اگر علت نہ ہو، تو حکم بھی نہ پایا جائے گا۔

علت مؤثرہ: علت مؤثرہ سے مراد یہ ہے کہ جس کا اثر سنت یعنی نص اور اجماع میں علت بننے اور جنس کی صورت میں ظاہر ہو۔

سوال نمبر3:۔(الف) احکام شرعیہ کی اقسام لکھیں نیز حقوق اللہ میں سے کوئی چار حقوق تحریر کریں؟

اقسام احکام شرعیہ: "اے پر احکام تو وہ چار اقسام پر ہیں۔ پہلی قسم خالص حقوق اللہ، دوسری قسم خالص حقوق العباد، تیسری قسم وہ جس میں دونوں حق جمع ہوں لیکن حقوق اللہ غالب ہوں اور چوتھی قسم وہ کہ جس میں دونوں حق جمع ہوں لیکن حقوق العباد راجح ہو جیسے قصاص۔"

حقوق اللہ:

۱- عبادات خالصہ جیسے ایمان، صلوٰۃ اور زکوٰۃ وغیرہ۔

۲- عقوبات کاملہ جیسے حدود۔

۳- عقوبات قاصرہ جیسے قتل کی وجہ سے وراثت سے محرومی۔

۴- ایسے حقوق جو دونوں امروں کے درمیان دائر ہوں جیسے کفارات کہ ان کا تعلق عبادت اور عقوبت دونوں سے ہے۔

۵- ایسی عبادت کہ جس میں مشقت کے معنی ہوں اور اس میں کمال اہلیت شرط نہیں جیسے صدقۃ الفطر۔

۶- ایسی مشقت کہ جس میں عبادت کے معنی ہوں جیسے عُشُرؔ۔

(ب) متعلقات احکام کتنے اور کون کون سے ہیں؟ نیز علامت کی وضاحت کریں؟

<u>متعلقات احکام:</u> متعلقات احکام چار ہیں:

☆ سبب، ☆ علت ☆ شرط ☆ علامت

<u>علامت کی تعریف:</u> علامت وہ ہے کہ جو حکم کے وجود کی پہچان کروائے' اس سے نہ ہی تو وجوب متعلق ہو اور نہ ہی وجود حکم متعلق ہو۔

حصہ دوم ...... تصوف

سوال نمبر 4:۔ (الف) مجاہدہ فی النفس کی اہمیت وافادیت پر نوٹ لکھیں؟

جواب: <u>مجاہدہ فی النفس کی افادیت:</u> نبی علیہ السلام کا فرمان ہے اپنے نفس کو بھوک سے منور کرو' اپنے نفس کا بھوک و پیاس سے مقابلہ کرو اور ہمیشہ بھوک کے توسط سے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاتے رہو' بھوکے رہنے والے کو مجاہد فی سبیل اللہ کے برابر ثواب ملتا ہے اور اللہ کے نزدیک بھوکے پیاسے رہنے سے کوئی عمل بہتر نہیں' آسمان کے فرشتے اس کے پاس بالکل نہیں آتے جن نے پیٹ بھر کر عبات کا مزہ کھو دیا ہو۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "ولتنظر نفسٌ ما قدمت" یعنی ہر نفس یہ دیکھے کہ اس نے کل قیامت کے لیے کیا عمل کیے ہیں۔ ہر انسان کو چاہیے کہ مجاہدہ فی النفس میں مستغرق رہے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے، کیونکہ نفس ہی انسان کو برائی کی طرف لے جاتا ہے۔ نفس ہی انسان کو جھوٹی امیدیں اور دھوکے میں ڈالے رکھتا ہے۔ لہٰذا عقلمند کو چاہیے کہ اپنے گذشتہ گناہوں کی مغفرت طلب کر کے جن چیزوں کا اقرار کرتا ہے ان میں تفکر کرے اور قیامت کے دن کے لیے توشہ بنائے امیدوں کو کم کرے،

اللہ کی طرف رجوع لائے' اپنے نفس کو صبر پر آمادہ کرے خواہشات نفسانی کی اتباع سے بچے' کیونکہ نفس ایک بت کی طرح ہے جو اس کی اتباع کرتا ہے' گویا وہ بت کی عبادت کرتا ہے۔

صوفیاء کا قول ہے کہ "برائیوں کی طرف لے جانے والے سرکش نفس سے جہاد کرو" کیونکہ فرمان الٰہی ہے: "والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا" اور نبی علیہ السلام کا ارشاد مبارک ہے: "افضل الجھاد جھاد النفس" یعنی نفس سے تو جہاد کرنا افضل جہاد ہے، کیونکہ نفس کے خلاف جہاد ہمیشہ رہتا ہے اور کفار کے ساتھ تو کبھی کبھی۔

(ب) والدین سے حسن سلوک پر دو آیات اور دو احادیث تحریر کریں؟

<u>والدین سے حسن سلوک پر دو آیات:</u> (۱) "و وصینا الانسان بوالدیه احساناً"

(۲) "وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا"

<u>والدین سے حسن سلوک پر دو احادیث مبارکہ:</u> (۱) ابن ماجہ کی ہدایت ہے کہ نبی علیہ السلام سے اولاد پر والدین کے حقوق کے متعلق سوال ہوا' تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: "وہ تیری جنت اور جہنم ہیں۔"

(۲) مسلم کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: "بیٹا باپ کا حق ادا نہیں کر سکتا یہاں تک کہ وہ باپ کو غلام پائے اور اسے خرید کر آزاد کر دے۔ (تب بھی باپ کا حق ادا کر نہیں کر سکتا)۔

سوال نمبر 5:۔ (الف) خشیت الٰہی اور رجوع اللہ پر نوٹ لکھیں؟

جواب: <u>خشیت الٰہی اور رجوع الی اللہ پر نوٹ:</u> اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ"

دوسری جگہ ارشاد ہے: "فلا تخشوا الناس واخشونی"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب کوئی بندہ خوف الٰہی سے کانپتا ہے' تو اس کے گناہ اس کے بدن سے ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کو ہلانے سے اس کے پتے جھڑتے ہیں۔"

حدیث قدسی ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے کسی بندے پر دو خوف اور دو امن جمع نہیں کرتا' جو شخص دنیا میں میرے عذاب سے ڈرتا ہے میں اسے آخرت میں بے خوف کر دوں گا لیکن جو دنیا میں میرے عذاب سے بے خوف رہتا ہے میں اسے آخرت میں خوفزدہ کر دوں گا۔"

انسان کو چاہیے کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور اس کی طرف رجوع لائے' اس کے

احکام پر عمل کر کے اس کی منع کردہ چیزوں سے باز رہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف ہمہ تن متوجہ رہے اور خالص نیت سے اس کی عبادت میں مشغول رہے۔ ہر وہ کام کرنے سے باز رہے جو اس کی ناراضگی کا سبب بنے۔ ہر وہ کام کرتا رہے جو اس کی خوشنودی کا سبب بنے۔ جو شخص عذاب الٰہی سے بچنا چاہیے اور ثواب کا امیدوار ہو، اسے چاہیے کہ دنیاوی مصائب پر صبر کرے، اللہ کی طرف رجوع لائے اور اس کی عبادت کرتا رہے اور گناہوں سے بچتا رہے۔

(ب) معاشرتی سطح پر اصطلاح احوال اور تربیت اخلاق میں فقدان کے اسباب و تدارک پر نوٹ تحریر کریں؟

جواب: معاشرتی سطح پر اصطلاح احوال اور تربیت اخلاق میں فقدان کے اسباب اور تدارک:

معاشرتی زندگی انسانی فطرت کا حصہ ہے، انسان اکیلا زندگی نہی گزار سکتا۔ لہٰذا اسے ایک ایسے ماحول کی ضرورت ہوتی ہے جہاں وہ دوسرے کے ساتھ مل کر امن، محبت اور تعاون کے ساتھ زندگی بسر کرے۔

معاشرتی اصلاح اور اخلاقی تربیت اس اجتماعی زندگی کی بنیادی جزء ہے۔ ان عناصر میں خرابی آتی ہے، تو پورا معاشرہ بدامنی کا شکار ہو جاتا ہے۔

فقدان کے اسباب:

۱- دینی اور اخلاقی تعلیم کا فقدان۔

۲- والدین کی اولاد پر توجہ نہ دینا یعنی خاندانی نظام کی کمزوری۔

۳- نوجوانوں میں فحاشی و عریانی اور غیر اخلاقی مواد کی یلغار کہ اس میں میڈیا کا منفی کردار ہے۔

۴- موجودہ تعلیمی نظام میں طلباء کو صرف ڈگریاں دینا مقصد بن گیا ہے، ان کی کردار سازی اور اخلاقی تربیت کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔

۵- بے روزگاری اور مہنگائی کی وجہ سے لوگ اخلاقی حدود توڑنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

۶- بے دین اور لاشعور حاکم کا مسلط ہونا کہ قیادت کی بدعملی پورے معاشرے پر اثر ڈالتی ہے۔

تدارک کے طریقے: مذکورہ اسباب کا تدارک ممکن ہے مثلاً دینی تعلیم کو فروغ دیا جائے، ☆ والدین کو بچوں کی تربیت کرنی چاہیے اور خاندانی نظام بحال ہونا چاہیے، ☆ حکومتی اداروں کو بے باک میڈیا کو لگام ڈالنی چاہیے، ☆ نصاب تعلیم میں اصلاحی و اخلاقی مضامین شامل کرنے چاہئیں،

☆ عوام کو روزگار فراہم کرنا چاہیے، ☆ ماحاصل یہ کہ اصلاح احوال اور تربیتی اخلاق کا فقدان کسی بھی معاشرے میں زوال کی علامت ہے۔ پس اس کے اسباب کو سمجھ کر ان کا مؤثر تدارک نہایت ضروری ہے۔ اگر ہم انفرادی اور اجتماعی سطح پر سنجیدگی سے اقدامات کریں، تو ایک مہذب پُر امن اور ترقی یافتہ معاشرہ تشکیل پا سکتا ہے۔

سوال نمبر 6:۔ (الف) غیبت کی مذمت پر دو آیات اور ایک حدیث شریف قلمبند کریں؟

۱- وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۔

۲- وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ

حدیث مبارکہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔

(ب) اصلاح احوال اور تبلیغ دین میں تصوف کی اہمیت بیان کریں؟

تصرف کی اہمیت: اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی معرفت اور پہچان کے لیے پیدا فرمایا، اس مقصد عظیم تک پہنچنا ہی انسانی معراج ہے۔ جس کے لیے انسان کو اپنے اعمال کی اصلاح اور تبلیغ دین کی اشد ضرورت ہے۔ اصلاح اعمال و احوال اور تبلیغ دین میں تصوف ایک اہم پہلو ہے۔ تصوف انسان کے اندرونی معاملات اور اندرونی اصلاح پر زور دیتا ہے۔ انسان کا با کردار ہونا ضروری ہے، کیونکہ جو شخص خود عامل ہوگا اس کی بات مؤثر ہوتی ہے۔ بے عمل کی بات غیر مؤثر ہوتی ہے۔ اس لیے دین تبلیغ میں انسان کو اپنے اعمال کو صالح بنانا ضروری ہے اور پھر نیت کا خالص ہونا ضروری ہے۔ نیت مخلص ہوگی تو دین کی تبلیغ دلوں پر گہرا اثر چھوڑتی ہے۔ نیت میں فتور ہو تو الفاظ بے اثر ثابت ہوں۔ اس لیے ہمارے صوفیاء کرام نے ہمیشہ اپنے عمل سے تبلیغ کی ہے۔ محبت و شفقت سے دین اسلام کا پرچار کیا ہے۔ نرمی اور حسن سلوک کے ساتھ لوگوں کے دلوں پر حکمرانی کی اور انہیں دین اسلام کی طرف راہنمائی کی، اصلاح احوال اور دین تبلیغ میں تصوف ایک مثالی روح پھونکتا ہے۔

پس تصوف کو تبلیغ دین کا اگر جزو لازمی قرار دیا جائے، تو بے جا نہ ہوگا۔

☆ ☆ ☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية العالية (بی-اے-سال اول)

(برائے طلباء) الموافق سنة 1447ھ 2025ء

الوقت المحدد	الورقة الخامسة:	مجموع الارقام
ثلاث ساعات	الادب و البلاغة	۱۰۰

نوٹ: ہر قسم سے دو دو سوالات کا حل مطلوب ہے۔

القسم اوّل ...... الادب

سوال نمبر 1:۔(الف) حتّی ادتنی خاتمةَ المطاف و هدتنیْ فاتحةَ الالطاف الی نادِ رحیبِ مَحْتو عَلی زحام ونحیبُ فَوَلَجْتُ غَابَةَ الجَمعُ لاَسْبُر مَجلبةَ الدمِع فرایت فی بهرة الحلقة شخصا شخت الخلقة علیه اهبة السیاحة وله رنة النیاحه .

مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیں؟

الاکمام، خزعبلات، دیباجة، طوائح، شقاشق، ملیك، محجة، شباة، مقیل، فلس

سوال نمبر2:۔(الف) واستسر عنی حینا، لا اعراف له عرینا، ولا اجد عنه مبینا، فلما ابت من غربتی، الی منبت شعبتی، حضرت دار کتبها التی هی منتدی المتادبین، و ملتقی القاطنین منهم والمتغربین فدخل ذولحیة کثة و هینة رسة، فسلم علی الجلاس، و جلس فی اخریات الناس، ثم اخذ یبدی ما فی و طابه و یعجب الحاضرین بفضل خطابه .

مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) خط کشیدہ الفاظ کے صیغے اور باب بتائیں؟

سوال نمبر3:۔درج ذیل کا سلیس اُردو میں ترجمہ کریں نیز خط کشیدہ الفاظ کا اعراب بیان کریں؟

(۱) فامطرت لؤلؤا من نرجس و سقت
وردا و عضت علی العناب بالبرد

(۲) فکنت به اجلو همومی و اجتلی
زمانی طلق الوجه ملتمع الضیاء

(۳) فزحزحت شفقا غشی سنا قمر
و ساقطت لؤلؤا من خاتم عطر

(۴) قد اودعت سر الغنی اسرته
و حببت الی الانام غرته

القسم الثانی ...... البلاغة

سوال نمبر 4:۔(الف) تعقید معنوی کی تعریف لکھیں نیز مثال سے وضاحت کریں؟

(ب) غرابت کی تعریف لکھیں نیز مثال سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر 5:۔(الف) علم معانی کی تعریف لکھیں، نیز بتائیں کہ علم معانی کون کون سے ابواب میں منحصر ہے؟

(ب) ذکر مسندالیہ کی کوئی سی پانچ وجوہات مع امثلہ لکھیں؟

سوال نمبر 6:۔(الف) جمہور اور جاحظ کے نزدیک صدق و کذب کی تعریفات لکھیں نیز دونوں کے مذہب میں امثلہ سے فرق لکھیں؟

(ب) طرق قصر کے صرف طریقوں کی امثلہ کے ساتھ وضاحت کریں؟

☆ ☆ ☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2025ء

الوقت المحدد	الورقة الخامسة:	مجموع الارقام
ثلاث ساعات	الادب و البلاغة	۱۰۰

القسم اوّل ...... الادب

سوال نمبر 1:۔(الف) حَتّٰی اَدْتَنِیْ خَاتِمَةَ الْمُطَافِ وَ هَدَتْنِیْ فَاتِحَةَ الْاَلْطَافِ اِلٰی نَادٍ رَحِیْبٍ مُحْتَوٍ عَلٰی زِحَامٍ وَنَحِیْبٍ فَوَلَجْتُ غَابَةَ الْجَمْعِ لِاَسْبُرَ مَجْلَبَةَ الدَّمْعِ فَرَاَیْتُ فِیْ بُهْرَةِ الْحَلْقَةِ شَخْصًا شَخْتَ الْخَلْقَةِ عَلَیْهِ اُهْبَةُ السِّیَاحَةِ وَلَهٗ رَنَّةُ النِّیَاحَةِ .

مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟

جواب: نوٹ: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ عبارت: یہاں تک کہ میرے آخری پھیرے نے اور خدا کی شروع مہربانیوں نے مجھے ایک وسیع مجلس کی طرف پہنچا دیا۔ جس میں بہت سے آدمی تھے اور اس میں رونے کی آواز تھی۔ میں اس سے رونے کا سبب معلوم کرنے کے لیے بدقت تمام اس بھیڑ میں گھس گیا۔ میں نے دیکھا کہ آدمیوں کے بیچ میں ایک کمزور خلقت شخص ہے اور اسباب سفر لیے ہوئے وہ زار و قطار رو رہا ہے۔

(ب) درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیں؟

الاکمام، خزعبلات، دیاجة، طوائح، شفاشق، ملیك، محجة، شباة، مقیل، فلس

جواب: الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
الاکمام	پوست	خزعبلات	جھوٹی باتیں
دیاجة	گال	طوائح	حوادثات
شفاشق	جھاگ	ملیك	بادشاہ تیر
محجة	راستہ	شباۃ	دھار
مقیل	سونے کی جگہ	فلس	پیسہ

سوال نمبر 2:۔(الف) وَاسْتَسَرَّ عَنِّیْ حِیْنًا، لَا اَعْرِفُ لَهٗ عَرِیْنًا، وَلَا اَجِدُ عَنْهُ مُبِیْنًا، فَلَمَّا اُبْتُ مِنْ غُرْبَتِیْ، اِلٰی مُنْبِتِ شُعْبَتِیْ، حَضَرْتُ دَارَ كُتُبِهَا الَّتِیْ هِیَ مُنْتَدَی الْمُتَادِّبِیْنَ، وَمُلْتَقِی الْقَاطِنِیْنَ مِنْهُمْ وَالْمُتَغَرِّبِیْنَ فَدَخَلَ ذُوْلِحْيَةٍ كَثَّةٍ وَ هَيْئَةٍ رَثَّةٍ، فَسَلَّمَ عَلَى الْجُلَّاسِ، وَ جَلَسَ فِیْ اُخْرِیَاتِ النَّاسِ، ثُمَّ اَخَذَ يُبْدِیْ مَا فِیْ وِطَابِهٖ وَيُعْجِبُ الْحَاضِرِيْنَ بِفَضْلِ خِطَابِهٖ.

مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟

جواب: نوٹ: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیئے ہیں۔

ترجمہ عبارت: اور وہ ایک عرصہ دراز تک مجھ سے پوشیدہ رہا کہ نہ تو مجھے اس کا مکان معلوم ہوا نہ کوئی اس کی خبر دینے والا۔ پس جب میں اپنے سفر سے وطن لوٹا، تو میں ایک کتب خانہ میں گیا' جو ادب

والوں کی انجمن اور مقیموں اور مسافروں کی ملاقات کی جگہ تھی۔ ایک گھنی داڑھی والا شخص ایک کہنہ اور بوسیدہ خراب حالت میں آیا اور بیٹھنے والوں کو سلام کر کے آخری صف میں بیٹھ گیا، پھر اپنے مافی الضمیر کو ظاہر کرنے لگا۔ لوگوں کو اپنے خطاب سے متعجب کرنے لگا۔

(ب) خط کشیدہ الفاظ کے صیغے اور باب بتائیں؟

جواب: خط کشیدہ الفاظ کے صیغے اور باب:

اِسْتَسَرَّ: یہ واحد مذکر فعل ماضی کا صیغہ ہے اور باب اِسْتِفْعَال سے تعلق ہے۔

اُبْتُ: یہ باب نَصَرَ يَنْصُرُ سے واحد متکلم فعل ماضی کا صیغہ ہے۔

مُلْتَقٰی: یہ باب تفعل سے اسم ظرف کا صیغہ ہے۔

اَلْمُتَغَرِّبِیْنَ: یہ باب تفعل سے جمع مذکر اسم فاعل کا صیغہ ہے۔

يُبْدِیْ: یہ باب ضَرَبَ يَضْرِبُ سے واحد مذکر فعل مضارع کا صیغہ ہے۔

سوال نمبر 3:۔ درج ذیل کا سلیس اُردو میں ترجمہ کریں نیز خط کشیدہ الفاظ کا اعراب بیان کریں؟

(۱) فامطرت لؤلؤا من نرجس و سقت
وردًا و عضت على العناب بالبرد

(۲) فكنت به اجلو هُمُوْمِیْ و اجتلی
زمانی طلق الوجه ملتمع الضياء

(۳) فزحزحت شفقا غشى سنا قمر
و ساقطت لؤلؤا من خَاتَمِ عِطْرٍ

(۴) قد اودعت سر الغنى اُسْرَتُهٗ
و حببت الى الانام غُرْتُهٗ

جواب: ترجمہ اشعار:

۱- اس (محبوب) نے نرگس (آنکھ) سے موتی (آنسو) برسا کر گلاب (رخسار) کو سیراب کیا اور اس نے اولوں (دانتوں) سے عناب (ہونٹ) کو کاٹا۔

۲- پس میں اس کے ساتھ اپنے دکھوں کو دور کرتا اور روشن پاتا اپنا زمانہ اس کے وسیع چمکنے والے چہرے کی روشنی سے۔

۳- تو اس نے شفق کو جو آفتاب کی روشنی کو چھپائے ہوئے تھا، دور کر دیا اور خوشبودار تنگ منہ سے اس نے موتی بکھیرے۔

۴- اور اس کے انفاس میں مالداری کے بھید ودیعت رکھے گئے ہیں اور اس کا چہرہ تمام آزمانے کو محبوب اور پسند ہے۔

خط کشیدہ الفاظ اور ان کا اعراب:



الفاظ	اعراب
وَرْدًا	منصوب بر بناء مفعول
هُمُوْمِي	منصوب تقدیرًا بر بناء منصوب
حَاتِمِ عَطْرٍ	مَنْ کی وجہ سے مجرور
اَسِرَّتُهٗ	مرفوع بر بناء نائب فاعل
غُرَّتُهٗ	مرفوع بر بناء فاعل

القسم الثانی ...... البلاغة

سوال نمبر 4:۔(الف) تعقید معنوی کی تعریف لکھیں نیز مثال سے وضاحت کریں؟

جواب: تعقید معنوی کی تعریف: کلام کا اپنے مرادی معنی پر جلدی سے دلالت نہ کرنا خلل کی وجہ سے جو انتقال میں ہو۔

مثال: شاعر کا شعر ہے:

سَاَطْلُبُ بُعْدَ الدَّارِ عَنْكُمْ لِتَقْرَبُوْا
وَ تَسْكُبُ عَيْنَايَ الدُّمُوْعَ لِتَجْمُدَا

نے سکب دموع سے کنایہ کیا ہے جو دوستوں کی جدائی سے لازم آتی ہے یعنی غم اور تکلیف یہ کنایہ کرنا درست ہے لیکن جمود عین سے خوشی اور سرور مراد لینا اس میں غلطی اور خطاء پر ہے، کیونکہ جمود عین سے آنکھوں کے بخیل ہونے کی طرف اشارہ ہوتا ہے خوشی کی طرف نہیں۔

(ب) غرابت کی تعریف لکھیں نیز مثال سے وضاحت کریں؟

جواب: غرابت کی تعریف: کلمہ کا وحشی ہونا یعنی مانوس اور استعمال نہ ہو۔

مثال: شاعر کے شعر کا مصرع ہے۔

"فَاحِمًا وَمَرْسِنًا مسرجا"

اس مثال میں لفظ معرج غریب ہے، کیونکہ اس کا استعمال عام نہیں۔

سوال نمبر 5:۔(الف) علم معانی کی تعریف لکھیں، نیز بتائیں کہ علم معانی کون کونسے ابواب میں منحصر ہے؟

جواب: علم معانی کی تعریف: وہ علم جس کے ذریعے لفظ عربی کے ایسے احوال معلوم ہوں جو لفظ کو مقتضی الحال کے مطابق کر دیں۔

ابواب: علم معانی آٹھ ابواب میں بند ہے:

(۱) اسناد خبری کے احوال (۲) مسند الیہ کے احوال
(۳) مسند کے احوال (۴) متعلقات فعل کے احوال
(۵) باب القصر (۶) باب الوصل والفصل
(۷) ایجاز واطناب ومساوات (۸) باب الانشاء

(ب) ذکر مسند الیہ کی کوئی سی پانچ وجوہات مع امثلہ لکھیں؟

ذکر مسند الیہ کی پانچ وجوہات:

۱- برکت حاصل کرنے کے لیے جیسے اَللّٰهُ اِلٰهُنَا
۲- ذکر اصل ہے اس لیے ذکر کر دیا جاتا ہے اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ
۳- زیادتی توضیح کے لیے جیسے اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ
۴- کلام کو ممتاز کرنے کے لیے جب محبوب کی توجہ مقصود ہو جیسے هِيَ عَصَايَ
۵- قرینہ پر اعتماد کے کمزور ہونے کی وجہ سے عمرو قال اس کے جواب میں جس نے کہا: مَاذَا قَالَ عَمْرٌو؟

سوال نمبر 6:۔(الف) جمہور اور جاحظ کے نزدیک صدق وکذب کی تعریفات لکھیں نیز دونوں کے مذہب میں امثلہ سے فرق لکھیں؟

جواب: جمہور کے نزدیک صدق وکذب کی تعریفیں: خبر اگر واقع کے مطابق ہو تو صدق کہلائے گی جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ کہ اگر واقع میں بھی زید کھڑا ہوا تو یہ صحیح خبر ہوگی۔

خبر اگر واقع کے مطابق نہیں تو جھوٹی خبر جیسے السماء تحتنا

۳۔ تو اس نے شفق کو جو آفتاب کی روشنی کو چھپائے ہوئے تھا، دور کر دیا اور خوشبودار تنگ منہ سے اس نے موتی بکھیرے۔

۴۔ اور اس کے نقوش میں مالداری کے بھید ودیعت رکھے گئے ہیں اور اس کا چہرہ تمام آ زمانے کو محبوب اور پسند ہے۔

خط کشیدہ الفاظ اور ان کا اعراب:

الفاظ	اعراب
وَرْدًا	منصوب بر بناء مفعول
هُمُوْمِي	منصوب تقدیراً بر بناء منصوب
حَاتِمِ عَطْرٍ	مَنْ کی وجہ سے مجرور
اَسِرَّتُهٗ	مرفوع بر بناء نائب فاعل
غُرَّتُهٗ	مرفوع بر بناء فاعل

القسم الثانی ...... البلاغة

سوال نمبر 4:۔(الف) تعقید معنوی کی تعریف لکھیں نیز مثال سے وضاحت کریں؟

جواب: تعقیدِ معنوی کی تعریف: کلام کا اپنے مرادی معنی پر جلدی سے دلالت نہ کرنا خلل کی وجہ سے جو انتقال میں ہو۔

مثال: شاعر کا شعر ہے:

سَاَطْلُبُ بُعْدَ الدَّارِ عَنْكُمْ لِتَقْرَبُوْا
وَ تَسْكُبُ عَيْنَايَ الدُّمُوْعَ لِتَجْمُدَا

نے سکب دموع سے کنایہ کیا ہے جو دوستوں کی جدائی سے لازم آتی ہے یعنی غم اور تکلیف یہ کنایہ کرنا درست ہے لیکن جمود عین سے خوشی اور سرور مراد لینا اس میں غلطی اور خطاء پر ہے، کیونکہ جمود عین سے آنکھوں کے بخیل ہونے کی طرف اشارہ ہوتا ہے خوشی کی طرف نہیں۔

(ب) غرابت کی تعریف لکھیں نیز مثال سے وضاحت کریں؟

جواب: غرابت کی تعریف: کلمہ کا وحشی ہونا یعنی مانوس اور استعمال نہ ہو۔

مثال: شاعر کے شعر کا مصرع ہے۔

"فاحما ومرسنا مسرجا"

اس مثال میں لفظ مسرج غریب ہے، کیونکہ اس کا استعمال عام نہیں۔

سوال نمبر 5:۔(الف) علم معانی کی تعریف لکھیں، نیز بتائیں کہ علم معانی کون کونسے ابواب میں منحصر ہے؟

جواب: علم معانی کی تعریف: وہ علم جس کے ذریعے لفظ عربی کے ایسے احوال معلوم ہوں جو لفظ کو مقتضی الحال کے مطابق کر دیں۔

ابواب: علم معانی آٹھ ابواب میں بند ہے:

(۱) اسناد خبری کے احوال — (۲) مسند الیہ کے احوال
(۳) مسند کے احوال — (۴) متعلقات فعل کے احوال
(۵) باب القصر — (۶) باب الوصل والفصل
(۷) ایجاز واطناب ومساوات — (۸) باب الانشاء

(ب) ذکر مسند الیہ کی کوئی سی پانچ وجوہات مع امثلہ لکھیں؟

ذکر مسند الیہ کی پانچ وجوہات:

۱۔ برکت حاصل کرنے کے لیے جیسے اَللّٰهُ اِلٰهُنَا
۲۔ ذکر اصل ہے اس لیے ذکر کر دیا جاتا ہے اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ
۳۔ زیادتی توضیح کے لیے جیسے اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ
۴۔ کلام کو ممتاز کرنے کے لیے جب محبوب کی توجہ مقصود ہو جیسے هِيَ عَصَايَ
۵۔ قرینہ پر اعتماد کے کمزور ہونے کی وجہ سے عمرو قال اس کے جواب میں جس نے کہا: مَاذَا قَالَ عَمْرٌو؟

سوال نمبر 6:۔(الف) جمہور اور جاحظ کے نزدیک صدق و کذب کی تعریفات لکھیں نیز دونوں کے مذہب میں امثلہ سے فرق لکھیں؟

جواب: جمہور کے نزدیک صدق و کذب کی تعریفیں: خبر اگر واقع کے مطابق ہو تو صدق کہلائے گی جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ کہ اگر واقع میں بھی زید کھڑا ہوا تو یہ صحیح خبر ہوگی۔

خبر اگر واقع کے مطابق نہیں تو جھوٹی خبر جیسے السماء تحتنا

جاحظ کے نزدیک صدق و کذب کی تعریف: خبر اگر مخبر کے اعتقاد اور واقع دونوں کے مطابق ہو، تو صدق خبر جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ اس وقت سچی خبر ہو گی جب واقع میں بھی زید کھڑا ہو اور اس کا اعتقاد بھی ہو کہ وہ کھڑا ہے۔

خبر اگر اعتقاد اور واقع دونوں کے مطابق نہ ہو گی، تو کذب کہلائے گی جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ ۔ اگر واقع میں زید کھڑا نہیں اور اعتقاد بھی ہے کہ کھڑا نہیں، تو یہ کذب ہو گی۔

(ب) طرق قصر کے صرف طریقوں کی امثلہ کے ساتھ وضاحت کریں؟

طرق قصر کی مثالیں: قصر کے چار طریقے ہیں ان کی مثالیں درج ذیل ہیں:

۱۔ قصر بذریعہ عطف جیسے زَیْدٌ شَاعِرٌ لَا كَاتِبٌ

۲۔ بذریعہ نفی و استثناء جیسے مَا زَیْدٌ اِلَّا شَاعِرٌ

۳۔ بذریعہ اِنَّمَا جیسے اِنَّمَا زَیْدٌ قَائِمٌ

۴۔ بذریعہ تقدیم جیسے اِیَّاكَ نَعْبُدُ

☆ ☆ ☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية العالية (بی۔اے۔سال اول)

(برائے طلباء) الموافق سنة 1447ھ 2025ء

الوقت المحدد: ثلاث ساعات   الورقة السادسة: العقائد و المیراث   مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے دو دو سوالات حل کریں۔

القسم اوّل ...... عقائد

سوال نمبر 1:۔(الف) کتاب اصول الرشاد اور صاحب کتاب پر مختصر مگر جامع نوٹ لکھیں؟

(ب) الوہیت، عبادت اور شرک کی تعریف کریں؟

سوال نمبر 2:۔(الف) من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها و اجر من عمل بها .

ترجمہ کریں اور بدعت کی تعریف کریں نیز اس کی اقسام احادیث کی روشنی میں لکھیں؟

(ب) ان المصافحة مستحبة عند كل لقاء و اما ما اعتاده الناس من المصافحة بعد الصبح و العصر فلا اصل له فی الشرع علی هذا الوجه .

عبارت کی تشریح اس انداز سے کریں کہ مفہوم واضح ہو جائے نیز یہ بتائیں کہ صبح اور عصر کے بعد مصافحہ کا حکم کیا ہے؟

سوال نمبر 3:۔(الف) ان الاصل فی الاشیاء الاباحة .

مذکورہ قاعدہ کی مثالیں دے کر جامع وضاحت کریں؟

(ب) بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ کی تین تین مثالیں سپرد قلم کریں؟

القسم الثانی ...... میراث

سوال نمبر 4:۔(الف) میت کے ترکہ کے ساتھ تعلق رکھنے والے حقوق اربعہ لکھنے کے بعد موانع ارث بیان کریں؟

(ب) عصبہ کی تعریف کریں نیز عصبات نسبیہ کی اقسام مع امثلہ لکھیں؟

سوال نمبر 5:۔(الف) مندرجہ ذیل میں سے کوئی سے دو کے احوال تحریر کریں؟

(۱) خاوند   (۲) بیوی   (۳) باپ

(ب) مندرجہ ذیل میں سے تین مسائل حل کریں؟

(۱) بیوہ	باپ	دو بیٹے	
(۲) شوہر	دو بیٹے	باپ	
(۳) بیوہ	دو بیٹے	تین بیٹیاں	والدہ
(۴) دادا	بیٹا	ماں	زوجہ

سوال نمبر 6:۔(الف) علم فرائض کی تعریف، موضوع اور غرض و غایت بیان کریں؟

(ب) نسبت تماثل اور توافق کی تعریفات مع امثلہ سپرد قلم کریں؟

☆ ☆ ☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2025ء

الوقت المحدد	الورقة السادسة:	مجموع الارقام
ثلاث ساعات	العقائد و المیراث	۱۰۰

القسم اوّل ...... عقائد

سوال نمبر 1 :۔(الف) کتاب اصول الرشاد اور صاحب کتاب پر مختصر مگر جامع نوٹ لکھیں؟

جواب: کتاب اور صاحب کتاب پر نوٹ: اس کتاب کا نام "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" ہے۔ یہ کتاب عقائد کے موضوع پر لکھی گئی ہے۔ اس میں قواعد کی وضاحت کی گئی کہ جن سے اہلِ سنت کو قوت اور نجدی گروہ کی بیخ کنی ہوتی ہے۔ اس کتاب میں قواعد و اصول کی ایسی وضاحت کی گئی۔ جو قواعد اہل سنت اور وہابیہ و نجدیہ کے درمیان محل نزاع تھے۔ وہابیہ و نجدیہ کا رد کیا گیا۔

مصنف کا نام مولوی نقی علی خان ہے۔ آپ ماہِ جمادی الاخری، رجب ۱۲۶۴ھ کو بریلی شریف میں پیدا ہوئے اور جملہ علوم وفنون اپنے وقت کے ممتاز علماء اور فضلاء سے حاصل کیے۔ نہایت متقی و پرہیزگار شخصیت تھے اور علم وادب کے بحرِ عظیم تھے۔ دور دراز سے علماء کرام آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کسب فیض کرتے۔ درس و تدریس کے ساتھ ساتھ میدان تصنیف میں بھی ممتاز مقام رکھتے۔ اُردو، فارسی اور عربی زبان میں کثیر کتابیں تصنیف فرمائیں جو آپ کی قابلیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

(ب) الوہیت، عبادت اور شرک کی تعریف کریں؟

الوہیت: شرع میں الوہیت استحقاق عبادات اور وجوب وجود سے عبارت ہے اور جو اللہ کی ذات کو ان صفات اور مفروضات کو متصف کرے وہ موحد کہلائے گا مشرک نہیں۔

عبادت کی تعریف: انتہائی تعظیم اور انتہائی تذلل اور دنیا و مافیھا کے تصورات سے دل کو پاک صاف کر کے اللہ رب العزت کی طرف متوجہ ہونا عبادت کہلاتا ہے۔

شرک: الوہیت اور عبادت میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا شرک ہے۔

سوال نمبر 2:۔(الف) من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها و اجر من عمل بها ۔

ترجمہ کریں اور بدعت کی تعریف کریں نیز اس کی اقسام احادیث کی روشنی میں لکھیں؟

جواب: عبارت کا ترجمہ: وہ شخص کہ جس نے اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کیا' پس اس کے لیے اجر ہے اور اس پر عمل کرنے والے کا بھی اجر ہے۔

بدعت کی تعریف: جو کام نبی علیہ السلام وصحابہ کرام کے زمانہ مبارکہ میں نہ تھا اسے کرنا' یا جو کام سنت کے خلاف ہو، بدعت کہلاتا ہے۔

بدعت کی اقسام: بدعت کی دو اقسام ہیں:

۱-حسنة ۲-سیئه

(ب) ان المصافحة مستحبة عند كل لقاء و اما ما اعتاده الناس من المصافحة بعد الصبح و العصر فلا اصل له فی الشرع علی هذا الوجه ۔

عبارت کی تشریح اس انداز سے کریں کہ مفہوم واضح ہو جائے؟ نیز یہ بتائیں کہ صبح اور عصر کے بعد مصافحہ کا حکم کیا ہے؟

جواب: تشریح العبادة: اس عبارت میں یہ مسئلہ واضح کیا گیا ہے کہ جب ایک انسان دوسرے سے ملے تو ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا مستحب ہے لیکن اکثر لوگوں کی عادت ہے کہ وہ صبح کے بعد اور عصر کے بعد عادۃً مصافحہ کرتے ہیں' شرع میں اس کی کوئی اصل اور ثبوت نہیں۔

صبح اور عصر کے بعد مصافحہ کرنے کا حکم: اس میں کوئی حرج نہیں کہ صبح اور عصر کے بعد مصافحہ کیا جا سکتا ہے' کیونکہ اصل مصافحہ تو سنت ہے اور سنت پر عمل کسی بھی وقت ہو سکتا ہے۔ البتہ تعیین و تخصیص کو واجب اور لازم قرار دینا درست نہیں۔

سوال نمبر 3:۔(الف) ان الاصل فی الاشیاء الاباحة ۔

مذکورہ قاعدہ کی مثالیں دے کر جامع وضاحت کریں؟

جواب: مذکورہ قاعدہ کی وضاحت: مذکورہ عبارت فقہاء کے بیان کردہ ایک مشہور قاعدہ کی طرف اشارہ ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ ہر شئی میں اصل اباحت یعنی مباح ہونا ہے۔ پھر حکمت الٰہی سے اسے ناجائز یا حرام قرار دیا گیا۔ مباح کا مطلب ہے کہ جس کا کرنا اور نہ کرنا دونوں مساوی ہوں۔ کرنا اور نہ کرنا دونوں کا اختیار ہو۔ ہر شئی کے مباح ہونے پر دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے "خلق لكم ما فی الارض جميعًا" جب دلیل موانع وارد نہ ہو ہر شیء میں اصل اباحت ہے۔

(ب) بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ کی تین تین مثالیں پر قلم کریں؟

بدعت حسنہ کی مثالیں:

۱-جمعہ کی اذان اوّل ۲-باجماعت نماز تراویح

۳-محفل میلاد النبی بطریقہ شریعت

بدعت سیئہ کی مثالیں:

۱-بر موقع عرس ناچ وگانا ۲-رسم حنا میں مرد وزن کا اختلاف

۳-بغیر عذر شرعی کھڑے ہو کر پانی پینا

القسم الثانی ...... میراث

سوال نمبر 4:۔(الف) میت کے ترکہ کے ساتھ تعلق رکھنے والے حقوق اربعہ لکھنے کے بعد موانع ارث بیان کریں؟

جواب: ترکہ سے متعلق حقوق: میت کے ترکہ سے حقوق اربعہ درج ذیل ہیں:

۱-تجہیز وتکفین ۲-ادائیگی قرض ۳-نفاذ وصیت

۴-تقسیم ترکہ

موانع ارث کا بیان: وراثت سے روکنے والی چار چیزیں:

۱-غلامی خواہ ناقص ہو یا کامل ۲-قتل

۳-اختلاف دین کہ ایک مسلمان ہے اور دوسرا کافر

۴-اختلاف دار کہ ایک دارالاسلام میں رہتا ہے اور دوسرا دارالحرب میں

(ب) عصبہ کی تعریف کریں نیز عصبات نسبیہ کی اقسام مع امثلہ لکھیں؟

عصبہ کی تعریف: عصبہ وہ شخص ہے جو اصحاب فرائض سے باقی ماندہ مال پکڑے یا اصحاب فرائض کی عدم موجودگی میں مال حاصل کرے۔

عصبات نسبیہ کی اقسام: عصبات نسبیہ تین اقسام ہیں:

۱-عصبہ بنفسہ جیسے باپ ۲-عصبہ بغیرہ جیسے بیٹی

۳-عصبہ مع غیرہ جیسے بہن

سوال نمبر5:۔(الف) مندرجہ ذیل میں سے کوئی سے دو کے احوال تحریر کریں؟

(۱)خاوند (۲)بیوی (۳)باپ

خاوند کی حالتیں: (۱)نصف اگر اولاد نہ ہو (۲)ربع اگر اولاد ہو

بیوی کی حالتیں: (۱)ربع 1/4 اگر اولاد نہ ہو (۲)ثمن 1/8 اگر اولاد ہو میت کی

باپ کی حالتیں: (۱) سدس 1/6 اگر میت کی اولاد مذکر ہے

(۲) سدس 1/6 عصبہ، اگر میت کی اولاد مؤنث ہے

(۳) محض عصبہ، اگر میت کی اولاد نہ ہو۔

(ب) مندرجہ ذیل میں سے تین مسائل حل کریں؟

(۱) بیوہ باپ دو بیٹے

(۲) شوہر دو بیٹے باپ

(۳) بیوہ دو بیٹے تین بیٹیاں والدہ

(۴) دادا بیٹا ماں زوجہ

جواب: مسائل کا حل:

(۱) مخرج 24 x 2 = 48

میت

بیوہ	باپ	2 بیٹے
1/8	1/6	عصبہ
3	4	17
6	8	34

(۲) مخرج 12 x 2 = 24

میت

شوہر	2 بیٹے	باپ
1/4	عصبہ	1/6
3	7	2
6	14	4

(۳) مخرج 24 x 7 = 168

میـــــــــــــت

بیوہ	2 بیٹے/تین بیٹیاں	والدہ
1/8	عصبہ	1/6
3	17	4
21	119	28

(۴) مخرج 24

میـــــــــــــت

دادا	بیٹا	ماں	زوجہ
1/6	عصبہ	1/6	1/8
4	13	4	3

سوال نمبر 6:۔(الف) علم فرائض کی تعریف، موضوع اور غرض وغایت بیان کریں؟

علم فرائض کی تعریف: ان اصولوں کا علم کہ جس کے ذریعے ورثاء کا پورا پورا حق معلوم ہو جائے۔

غرض: ورثاء کو ان کا پورا حق پہنچانا۔

موضوع: ترکہ اور وراث دونوں اس کا موضوع ہیں۔

(ب) نسبت تماثل اور توافق کی تعریفات مع امثلہ سپردقلم کریں؟

تماثل کی تعریف: ایک عدد کا دوسرے کے ہم مثل ہونا جیسے 4 اور 4

توافق کی تعریف: اقل عدد/چھوٹا عدد بڑے عدد کو فنا نہ کرے لیکن تیسرا عدد دونوں کو فنا کر دے جیسے 8 اور 10 کہ ان میں توافق بالنصف ہے۔